

تذکرہ  
مشائخ قادریہ

ترتیباً لاہور جناب شیخ سیدین کلیم قادری

پبلشرز سید عزیز گل خان لاہور



مدینۃ الاولیاء لاہور میں سلسلہ عاریقہ قادریہ کی روحانی خدمات

تذکرہ

مشائخ قادریہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تألیف لطیف

مؤرخ لاہور جناب محسن الدین کلیم قادری

ملکیتہ نبویہ، گنج بخش وڈ لاہور

53000

- نام کتاب ————— تذکرہ مشائخ قادریہ
- تصنیف ————— جناب محمد دین صاحب کلیم
- تعارف ————— صاحبزادہ سید مقبول محی الدین گیلانی
- طابع ————— ندرت پرنٹرز - لاہور
- ناشر ————— مکتبہ نبویہ - گنج بخش روڈ - لاہور
- بار اول ————— اگست ۱۹۷۵ء / شعبان المعظم ۱۳۹۵ھ
- قیمت مجلد ————— ۱۵ روپے



۲۲۹ پیر ماکھی شریف  
 ۲۳۰ پیر فقیر اللہ نوشاہی  
 ۲۳۲ حضرت مولانا احمد رضا خاں پیر پوری  
 ۲۳۷ سید احمد اشرف پھوچھوی  
 ۲۳۷ حافظ غلام قادر قادری  
 ۲۳۸ حافظ محمد عبداللہ قادری  
 ۲۳۹ قاضی سلطان محمود قادری  
 ۲۴۲ شیخ ابراہیم جمیلانی  
 ۲۴۳ مولانا عزیز الماجد بدایونی  
 ۲۴۴ شاہ محمد سلیمان پھلواری  
 ۲۴۵ شاہ علی حسین اشرفی  
 ۲۴۶ پیر غلام قادر نوشاہی  
 ۲۴۸ حاجی تنگ زئی قادری  
 ۲۴۹ مولانا محمد علی قادری مجددی  
 ۲۵۰ مولانا احمد حسین ادوی  
 ۲۵۳ حکیم محمد عزیز غوث قادری  
 ۲۵۳ مولانا حامد رضا خاں قادری  
 ۲۵۵ بابا کریم بخش قادری  
 ۲۵۷ مولانا نعیم الدین مراد آبادی  
 ۲۵۸ مولانا امجد علی اعظمی  
 ۲۵۹ میان حسن بخش قادری  
 ۲۶۰ مولانا عبدالعظیم صدیقی  
 ۲۶۲ حاجی احمد درویش  
 ۲۶۳ علامہ امام الدین قادری  
 ۲۶۳ مولانا محمد شہباز قادری  
 ۲۶۴ سید سلیمان اشرف  
 ۲۶۵ مولانا محمد اعظم نوشاہی  
 ۲۶۶ مفتی غلام جان ہزاروی  
 ۲۶۷ فقیر نور محمد سروری  
 ۲۶۸ پیر عبدالرحمان قادری  
 ۲۶۸ شیخ الحدیث مولانا سردار احمد لائپوری  
 ۲۷۰ مولانا محمد ظفر الدین بہاری  
 ۲۷۱ شاد سید محمد کھوچھوی  
 ۲۷۱ مخدوم علی احمد شاہ قادری  
 ۲۷۵ مولانا محمد ابراہیم خاں قادری  
 ۲۷۵ سید غلام مصطفیٰ نوشاہی  
 ۲۷۸ ڈاکٹر حسین شاہ قادری  
 ۲۷۹ سلطان حبیب قادری  
 ۲۷۹ مولانا عبدالحق بدایونی  
 ۲۸۰ سید مغفور القادری  
 ۲۸۱ حاجی حسین بخش نوشاہی  
 ۲۸۲ پیر عبدالرحیم قادری  
 ۲۸۳ حاجی حسین مفتی دروی  
 ۲۸۷ مخدوم سید علی شاہ گیدانی

۱۸۶ شیخ عبدالرحمن پاک قادری  
 ۱۸۸ حضرت سچیاں نوشاہی  
 ۱۸۹ حافظ قائم الدین نوشاہی  
 ۱۹۰ حضرت علی شاہ قادری قصوری  
 ۱۹۲ محمد حیات ربانی نوشاہی قادری  
 ۱۹۲ سید ذریت شاہ قادری  
 ۱۹۵ شاہ دلی اللہ شطاری  
 ۱۹۵ شاہ مراد قادری  
 ۱۹۶ سید غلام قادر فاضلی  
 ۱۹۷ بابا شیخ لاہوری  
 ۱۹۷ شاد عبدالغفور نوشاہی  
 ۱۹۸ میر محمد ذکریا قادری  
 ۱۹۸ سید عبدالقادر قادری  
 ۱۹۹ غلام غوث فاضلی  
 ۲۰۰ صفدر علی شاہ قادری  
 ۲۰۰ خواجہ حسین قادری  
 ۲۰۱ سید شاہ پیر قادری  
 ۲۰۳ میر بہاؤن شاہ قادری  
 ۲۰۴ شمس الدین قادری  
 ۲۰۴ رفیع الدین قادری  
 ۲۰۵ شیخ محمد شاہ فاضلی  
 ۲۰۵ شیخ نور احمد قادری  
 ۲۰۶ سید حافظ نور اللہ شاہ  
 ۲۰۸ بہن شاہ نوشاہی قادری  
 ۲۰۸ شاہ ابا دانی قادری  
 ۲۰۸ سید محمد الدین نوشاہی  
 ۲۰۹ خواجہ احمد قادری  
 ۲۱۰ سلطان باغی وان قادری  
 ۲۱۱ مولانا حافظ الہی بخش  
 ۲۱۳ غلام محی الدین قادری  
 ۲۱۳ مخدوم محمد عمر بخش  
 ۲۱۴ سید احمد شاہ فاضلی  
 ۲۱۵ حافظ قلید نوشہ ثانی  
 ۲۱۷ پیر احمد شاہ نوشاہی  
 ۲۱۷ سید حاجی پیر گیلانی  
 ۲۱۸ سید علی شاہ قادری  
 ۲۱۹ حسین شاد فاضلی  
 ۲۱۹ خواجہ شاد اللہ خواباتی  
 ۲۲۲ غوث علی شاہ قادری  
 ۲۲۲ پیر قادری  
 ۲۲۲ میان رحمت اللہ قادری  
 ۲۲۲ مولانا سید محمد امین نوشاہی  
 ۲۲۲ سید ظہور الحسنین فاضلی  
 ۲۲۶ آقا سید پیر جان قادری  
 ۲۲۷ میان محمد بخش ستادری

## نتیجہ فکد

مولانا سید شریف احمد شرافت قادری نوشاہی سجاولہ نشین،  
ساہن پال شریف ضلع گجرات

## قطعہ تاریخ طباعت

کتاب اولیائے قادریہ لاہور۔ تصنیف میاں محمد دین کلیم۔ بی اسے

زبے مرد وانا جناب کلیم	بسم و عمل اہل لطف عمیم
بتاریخ و تحقیق و تدرش بلند	بلاہور سفیان او مستمند
باحوال صوفیہ نیک نام	کہ بودند در فترہ والا مقام
بخوادہ متادری بودہ اند	بعرفاں قدمہائے فرسودہ اند
کتابے بحالات شاں ساختست	مقامات شاں نیز بشناختست
بامدادِ موسے حکیم زماں	کہ در عہد خویش ست شیرِ زماں
بطبعش نمودست سعی کثیر	کہ مضمون او بہت بس دل پذیر

شرافت سنش جست آمدندا

بگو۔ تذکرہ اولیائے ہند

## تقریظ

شیخ الحدیث۔ عظیم البرکت۔ استاد العلماء، حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد رضوی  
قاوری وامت برکاتہ۔ مہتمم دارالعلوم حزب الاحناف۔ لاہور

فقیر حقیقہ درماندہ نفس شریعہ ابوالبرکات سید احمد رضوی قاوری مفتی و شیخ الحدیث دارالعلوم  
حزب الاحناف لاہور جملہ برادران اہلسنت والجماعت کی خدمت میں عرض پر واز ہے کہ کتاب  
مستطاب مسہلی لاہور میں اولیائے نقشبندی کی سرگرمیاں اور لاہور کے اولیائے چشت اور لاہور  
کے اولیائے سہروردی مصنفات محترم میاں محمد دین صاحب کلیم بی اے کا فقیر نے خاص خاص مقامات  
سے مطالعہ کیا۔ مصنف نے تقریباً ساٹھ کتابوں سے بزرگان سلاسل ثلاثہ کے حالات کو نہایت  
تجسس اور تفحص کے ساتھ جمع فرما کر معتقدین اولیاء کرام پر عموماً اور سہروردی چشتی نقشبندی  
حضرات پر خصوصاً احسان فرمایا ہے۔ کہ لاہور میں آنے کے بعد جس کے پاس یہ کتابیں ہوں گی  
اس کو کسی رہبر کی حاجت نہیں۔ وہ ان کتابوں سے ہر بزرگ کو جو زمین لاہور میں جو اسرات کی  
طرح مدفون ہیں معلوم کر سکتا ہے گویا یہ کتابیں اس کے لئے مشعلِ راہ ہوں گی۔ فقیر دعا کرتا ہے  
مولیٰ تعالیٰ مصنف کے علم و عمل میں برکت دے اور ان کتابوں کو مقبول خاص و عام بنانے  
پر سنی صحیح العقیدہ چشتی۔ سہروردی۔ نقشبندی نیز قاوری کو ان کتابوں کا مطالعہ نہایت ضروری  
ہے۔ - وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

## تعارف

حضرت صاحبزادہ سید مقبول محی الدین گیلانی سجادہ نشین سکندری الکمالی کیتلی  
 ڈیرہ غازیخان

کتاب لکھنا اگرچہ محنت طلب اور مشکل تر ہے تو اس پر تقریظ لکھنا اس سے بھی وقت طلب اور  
 مشکل ترین ہے اور کتاب بھی ایسی جو "کتاب اللہ" میں مذکور پاک نیک، انبیاء اور صالحین کے  
 نقش قدم پر چلنے والی برگزیدہ بستیوں اور بالمخصوص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خالوادہ  
 کے خاص الخاص چشم چراغ حضرت قطب ربانی، شہباز لامکانی، غوث صمدانی، محبوب سبحانی حضرت  
 سیدنا محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ارادتمندوں اور مریدان باصفا کا تذکرہ  
 کلائے ایسی کتاب کا پیش لفظ لکھتے ہوئے دل کا پتلا اور قلم تھرتھاتا ہے۔ بہر حال پیشتر ازیں کہ صاحب  
 تصنیف کی کدو کا دوش اور محنت و جستجو کی داد دی جائے بہتر ہوگا کہ اُن بزرگان باکمال کا اجمالی ذکر  
 بطور تبرک کر کے میں بھی مصنف کے ساتھ ثواب میں شرکت کروں۔

یہ امر کسی سے بھی مخفی نہیں کہ اللہ جل شانہ مختلف اوقات و ازمنا میں مختلف علاقوں اور قوموں  
 کے لئے نفس اتارہ کی دلدل میں پھیننے والوں کی نجات کے لئے نبی، رسول، اور پیغمبر مبعوث فرماتا رہا  
 ہے لیکن ایک وقت آیا کہ یہ فیضان خداوندی کسی علاقے، زمانے، فرقے، گرو یا قوم کے لئے مخصوص نہ  
 رہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضور سرور کائنات، فخر موجودات، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری  
 نبی اور رحمت اللعالمین بنا کر صرف جن و انس کا ہی نہیں بلکہ کائنات ارضی و سماوی کا رسول بنا کر بھیجا آپ  
 نے نہ صرف کلام پاک کے ذریعے تعلیم و تلقین اور رشد و ہدایت فرمائی بلکہ اپنی ساری مقدس زندگی  
 بطور نمونہ ایک چلتا پھرتا قرآن بنا کر دکھادی جو لوگ براہ راست آپ کی تعلیمات سے مستفیض ہوئے  
 وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت تھی۔ صحابہ کبار میں سے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے  
 براہ راست سب سے زیادہ آپ کے نور باطن سے استفادہ کیا، اسی بنا پر صوفیائے عظام کے تقریباً

تمام سلسلے آپ کی ذات گرامی پر ختم ہوتے ہیں۔ صوفیائے کرام کے چار مقتدا، سالک ہیں یہ اربعہ سلاسل۔  
 چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ اور قادریہ کے نام سے موسوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے "فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى  
 بَعْضٍ" کے تحت جس طرح بعض انبیائے کرام کو دیگر انبیائے کرام پر فضیلت دی ہے بعینہ تمام  
 اولیائے کرام میں سے اللہ جل مجدہ نے حضرت سیدنا غوث الثقلین محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر  
 جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بڑائی، بزرگی اور فضیلت عنایت فرما کر "قَدْ مَحَىٰ هَذَا رَقَبَةً كُلِّ وَدَىٰ لِلَّهِ"  
 کہنے کا حق عطا کر کے ولایت کے اعلیٰ و ارفع مقام پر مامور فرمایا ہے۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم نے حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خاص خلعت اپنے دست  
 مبارک سے پہنچائی اور روئے زمین پر کوئی ایسا ولی نہ رہا تھا جس نے حضرت پیران پیر دستگیر رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ کے رُو بَرْدِ گِردن تسلیم خم نہ کی ہو۔ ۷

ادست در جملہ اولیاء شہبانہ  
 چو پیغمبر در انبیاء ممتاز

غوث الاعظم در میان اولیاء  
 چوں محمد در میان انبیاء

حضرت میراں شاہ میرِ قدمی ہذا رقبۃ کُلِّ وَدَىٰ لِلَّهِ کے یہ معنی بیان فرماتے ہیں کہ  
 میرا طریق سب طریقوں سے اعلیٰ ہے۔ قدم سے مراد طریقہ ہے اور تمام اولیائے جو گردن جھکالی اس  
 سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ حضرت غوث الثقلین کا طریقہ یا مسلک سب  
 سے اعلیٰ ہے۔

حضرت شیخ جمال العارفین ابو الوفا فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت غوث الثقلین کے بارے میں  
 حضرت نضر علیہ السلام سے پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آنجناب کو تمام ولیوں سے اعلیٰ مرتبہ  
 دیا ہے۔ پھر یہی بزرگ فرماتے ہیں کہ مجھ کو شیخ عبدالقادر جیلانی کے سر پر ایسا نور دکھائی دیتا ہے  
 جس کی شعاعیں مشرق و مغرب میں پھیلی ہوئی ہیں۔ پھر آپ نے غائبانہ طور پر خطاب کرتے ہوئے

فرمایا "اے شیخ عبدالقادر اب تو ہمارا زمانہ ہے لیکن تھوڑے ہی عرصہ میں تمہارا زمانہ آئے گا۔ جب ہر مرغ کی زبان بند ہو جائے گی مگر تمہارا طوطی قیامت تک بولتا رہے گا۔"

جوانی کے ایام میں حضرت غوث پاک شیخ حماد کی صحبت میں بیٹھے تھے جب اٹھ کر باہر تشریف لائے تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ اس عجمی نوجوان کا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہوگا۔ حضرت امام یافعی فرماتے ہیں کہ حضرت غوث الثقلین کی بارگاہ سے نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ اور کبرویہ سلسلوں کے مشائخ کو کافی حصہ ملا ہے وہ اس طرح کہ سلطان الہند حضرت معین الدین چشتی اجمیری بغداد پہنچ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب نے حضرت خواجہ صاحب کو کچھ عرصہ اپنے حجرہ مبارک میں رکھا اور توجہ فرماتے رہے۔ حضرت خواجہ یوسف بہدانی حضرت غوث الاعظم کی صحبت میں رہے۔ سلسلہ سہروردیہ سے حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی ہمیشہ حضرت غوث الاعظم کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردی جب آنجناب کی خدمت میں روانہ ہوتے تو اپنے اصحاب کو فرماتے کہ "وضو کر لو اور اپنے دلوں کی نگہداشت کر لو اور خبردار سو جاؤ کیونکہ میں ایسے شخص کی خدمت میں جاتا ہوں جس کا دل اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرتا ہے" حضرت شیخ الشیوخ فرمایا کرتے تھے مجھے جو کچھ ملا ہے وہ حضرت شیخ عبدالقادر حیدرآبادی کی برکت سے

ملا ہے۔

شہر نقشبند اور شہر اجمیر و سہرورد  
مخسور ہیں نہ بادہ فیضان دستگیر

حضرت عارف باللہ عبداللہ بلخی نے خوارق الاحباب فی معرفۃ الاقطاب کے پچیسویں باب میں لکھا ہے کہ جناب غوث الاعظم نے ایک دن بخارا کی طرف رخ مبارک کر کے نام جمع میں فرمایا کہ مجھے اس طرف سے ایک مزے دار خوشبو آرہی ہے۔ میری وفات کے ۱۵۷ سال بعد اس جانب سے ایک مرد کاہل پیدا ہوگا جس کا نام بہاؤ الدین نقشبند ہوگا۔ وہ میری نعمت خاص سے حصہ لے گا۔ چنانچہ جب حضرت شیخ بہاؤ الدین نقشبند نے درویشی میں قدم رکھا حضرت سید امیر کلال سے بیعت ہو کر ذکر و فکر میں لگے تو اسم اعظم آپ کے دل پر نقش نہ ہوتا تھا گویا راہ سلوک سے فیض یاب

ہو کر فیض باطنی میں رکاوٹ ہو گئی۔ آپ بے تاب ہو کر جنگل کو نکلے۔ حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے کہا۔ اسے بہاؤ الدین مجھے اسم اعظم جناب غوث الاعظم سے بلا ہے تو بھی ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ان کی برکت سے جلد ہی فیض اور مراد پائے گا۔ چنانچہ متوجہ ہوئے اگلی رات ہی جناب غوث الاعظم خواب میں ملے اور اپنے دائیں ہاتھ کی پانچوں انگلیوں سے ان کے سینے کی طرف اشارہ کیا۔ پس ان کے باطن میں اسم اعظم نقش ہو گیا۔ شاہ نقشبند نے اپنے باطن میں اللہ کا نقش دیکھا اور ہر شے پر یہی نظر آرہا تھا۔ پھر جو آپ کا مرید ہوتا حضرت بہاؤ الدین نقشبندی بخاریؒ اس کے دل پر یہی نقش باندھتے اور فرمایا کرتے کہ میرے دل پر جناب غوث الاعظم نے یہ نقش باندھا ہے میں تمہارے دلوں میں باندھتا ہوں۔ اس دن سے آپ کی شہرت حضرت شیخ بہاؤ الدین نقشبند کے نام سے ہو گئی۔ آپ کا یہ شعر بھی بڑی شہرت رکھتا ہے۔

بادشاہِ برود عالم شاہِ عبدالقادرِ راست

سرورِ اولادِ آدم شاہِ عبدالقادرِ راست

لطائف الغرائب میں حضرت خواجہ گیسو درازؒ لکھتے ہیں کہ جب حضرت غوث الاعظم نے بغداد میں یہ کہا کہ یہ اقدم ہر دلی کی گردن پر ہے تو سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ اس وقت خراسان کے پہاڑوں میں مصروف عبادت تھے۔ آواز غوثیہ سن کر آپ نے ایسی گردن جھکائی کہ پیشانی مبارک زمین سے جا لگی اور فرمایا آپ کا قدم ہمارے سر آنکھوں پر۔ آپ نے فرمایا غیاث الدین کا بیٹا معین الدین تمام اولیاء گردن جھکانے میں آگے ہو گیا اور وہ جلد ہی ملک ہند کا سلطان ہو گا۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ حضرت غوث الثقلینؒ مرکز

ولایت میں عالم اسلام میں جسے کوئی عظیم روحانی مرتبہ بلا وہ حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ کی توجہ باطنی سے بلا۔ بے شک حضرت غوث الاعظم مرکز ولایت و قطبیت ہیں۔ دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ مقام مدار العالمین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حاصل تھا اور ان سے یہ مقام منتقل ہوتا ہوا انجناب تک آیا اور ہمیشہ کے لئے وہیں مخصوص ہو گیا۔ نیز حضرت مجدد الف ثانیؒ آپ کے ایک شعر کی شرح یوں فرماتے ہیں کہ آسمان ہدایت پر کئی سورج طلوع ہو کر غروب ہو گئے مگر میرا آفتاب

غروب نہ ہوگا۔

آپ فرماتے ہیں کہ ۵ ہزار یہودی اور نصرانی میرے ہاتھ پر حلقہ اسلام میں آئے اور ایک لاکھ سے زائد مسلمان بُری عادات اور خواہش سے تائب ہوئے۔ وعظاً ارشاداً کا یہ عرصہ ۵۲۱ء سے ۵۶۱ء تک رہا اور ان چالیس سالوں میں آپ نے امت کی کایا پلٹ دی اور جو بُرائیاں زمانہ کی وجہ سے مسلمانوں کی تہذیب، ثقافت اور کردار میں داخل ہو گئی تھیں وہ رفع ہو گئیں بُرائیاں آپ کی توجہ اور تعلیم سے خوبیوں میں بدل گئیں۔ غیر مسلم اقوام کے افراد جوق در جوق حلقہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔

حضرت سعید بن صالحؒ فرماتے ہیں کہ حضرت غوث الثقلین کے خلفاء سراپا رحمت تھے۔ ۵۵۰ء میں حضرت نے بہت سے ایسے داعیان ہدایت مختلف علاقوں میں روانہ کئے تھے جو آسمان معرفت کے روشن ستارے تھے جن کو تربیتِ قلوب اور اصلاحِ خلق کا بے نظیر تجربہ تھا۔ جن کے اندر شانِ تسلیم و رضا تھی۔ جن کو روحانی قوت میں کمال حاصل تھا۔ وہ داعیان معرفت سے گمراہوں کو راہِ راست پر لانے، عیش پرستوں کے قلوب کو سنوارا۔ جن کے دل بیمار تھے ان کا علاج کیا جو مبتلائے معصیت تھے ان کو پرہیزگار بنا دیا۔ جو زندانِ حرص و آرزو تھے انہیں آزاد کیا، جو ظلمت کدوں میں بھٹک رہے تھے انہیں نورِ خدا کی محافل سے روشناس کرایا۔

برصغیر پاک و ہند میں یہ سلسلہ عالیہ حضرت مخدوم شیخ محمد الحسن الجیلانی اچوٹی حضرت مخدوم شیخ عبدالقادر ثانیؒ فرودالافوا شیخ آفاق حضرت شاہ کمال کبیلیؒ اور قطب الاقداب راس الاولیاء حضرت شاہ سکندر محبوب الہی کے ذریعے پہنچا۔ اعلیٰ حضرت کو رفت شان اور عظمت روحانی کا اندازہ ان اقوال سے ظاہر ہے: حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ مبداء و مباد میں رقمطراز ہیں "جب مجھے بزرگوں کا ۲۰ وقت حاصل ہوتا ہے تو مجھے سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت غوث الثقلینؒ کے بعد حضرت شاہ کمال قادریؒ ایسی کوئی عظیم المرتبت ہستی نظر نہیں آتی۔"

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں اس درویش کو نسبتِ فروبت کا متاع ..... جو اویسا سلامت کا آخری عروج ہے ..... اپنے والد بزرگوار سے حاصل ہوا تھا والد بزرگوار کو یہ نسبت حضرت شاہ کمال قادریؒ نے عطا فرمائی جو اپنے زمانے کے صاحبِ جذب و کرامات اور خوارق میں

فرد زمانہ تھے۔

اہل اللہ کی دوستی اور ارادت مومنوں کے لئے دوزخ کی آگ سے نجات اور جنت میں جانے کی کفیل ہے۔ صالحین کی صحبت اور ان سے عقیدت انسان کو صالح بنا دیتی ہے اور مہربان ریاست مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "جو شخص جیسے لوگوں سے الفت اور محبت رکھے گا قیامت کے دن اسی زمرے میں اٹھایا جائے گا" اہل سعادت کا ذمہ نیکوئی شخص منزل مقصود تک پہنچنے بغیر نہیں رہ سکتا۔ البتہ حسن ارادت شرط ہے اور یہی حسن ارادت و عقیدت محرم محمد دین کلیم صاحب کو اولیائے کرام، مشائخ عظام اور بزرگان والا شان سے بالعموم اور حضرت غوث الاعظم سے بالخصوص ہے جس کی بین دلیل کتاب ہذا ہے۔

کلیم صاحب نے صوفیاء کے کبار کے ہر چہار سلاسل کے اولیاء اللہ کو چار مختلف اشاعتوں میں پیش کر کے ایک اہم تصوفانہ خدمت انجام دی ہے اس ضمن کی پہلی اشاعت "لاہور میں اولیائے نقشبندی سرگرمیاں" دوم "لاہور کے اولیائے چشت" سوم "لاہور کے اولیائے سہرورد" شائع ہو چکی ہیں جن سے اہل علم، طالبان شوق اور سالکان راہ ہدایت استفادہ کر رہے ہیں۔ زیر نظر کتاب اس سلسلے کی چوتھی کڑی ہے۔ فاضل مصنف نے جس تجسس اور ذوق کے ساتھ اس کتاب کے لئے مواد اکٹھا کیا ہے اور پھر جس قرینے کے ساتھ ترتیب دیا ہے۔ وہ انہی کا حصہ ہے اس لئے وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ معلوم ہوتا ہے اس سعادت کے حصول میں انہیں تائید ایزدی حاصل رہی ہے کیونکہ

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مصنف نے سینکڑوں کتب اور مختلف رسائل کے گہرے مطالعہ کے بعد لاکھوں صفات کا عطر کھینچ کر رکھ دیا ہے۔ ان کتب کے مطالعہ سے عام مؤلفین و مصنفین بڑے بڑے دفاتر کی ورق گردانیوں سے بے نیاز ہو سکتے ہیں۔ جب بھی کسی مصنف کو کسی ایسے اہم مضمون پر تصنیف و تالیف کی ضرورت پڑی اس سے متعلقہ ضروری مواد کتاب ہذا سے فراہم پا کر لائبریریوں میں مہینوں کی تفتیش و جستجو اور ضخیم کتب کی ورق گردانی کی زحمت سے بچ جائے گا۔ مصنف کی محنت قابلِ داد

اور لائقِ صد تائش ہے۔ انہوں نے بعض ایسے بزرگوں سے بھی عوام الناس کو متعارف کرایا ہے جن کے متعلق عصرِ حاضر کے مشائخ و طالبین تک بے خبر تھے۔ ایسے بزرگان کے حالات کے ساتھ ان کے نام و مقام کی بھی نشان دہی کی ہے۔ اس طرح اس کتاب کی قدر و قیمت بہت بڑھ جاتی ہے یہ تذکرہ ایک ایسا علمی کارنامہ ہے جو مصنف کو اہل علم کی صف میں ایک اہم مقام دلائے گا۔

وَعَايَا اللّٰهِ تَعَالٰى اٰپِنۡۢ فَرۡمَانَ " وَحَسۡنَ اَذۡلِ لِّلۡكَ رَافِقًا " کے مطابق کلیم صاحب کو اس اہم دینی اور قومی خدمت کے صلہ میں دنیوی بہتری اور فلاح و بہبود کے ساتھ ساتھ اخروی نجات اور بلندی درجات سے نوازے۔ آمین۔

سید مقبول محی الدین گیلانی

۲۹ اگست ۱۹۷۱ء

## پیش لفظ

سید ابوالظفر شریف احمد شرافتے سجادہ نشین  
دربار نوشاھی - ساہنپال شریف - ضلع گجرات

خدا نے بزرگتر جملہ و علانے انسان کو زیست جیسی ایک لامتناہی اور عظیم نعمت سے سرفراز فرمایا ہے جس طرح ہر چیز کے مصرف کا کوئی نہ کوئی طور و طریقہ ہوتا ہے اسی طرح انسان کو بھی تو شرعیات کی خاطر چند قواعد و ضوابط کی ضرورت ہے۔ جہاں قرآن ہماری زندگی کا ضابطہ ہے وہیں ساتھ ساتھ اس کے عالمین یعنی اولیاء اللہ کی حیات ہائے طیبہ کو بھی اپنا مسلک بنانا اور اسے پیش نظر رکھنا لازمی ہے۔ ہماری زندگی تبھی راہِ راست پر آسکتی ہے جب اسے سیرت اولیاء اللہ کے قالب میں منقلب کیا جائے زیر نظر کتاب ”سلسلہ عالیہ قادریہ اور لاہور“ میں جناب میاں محمد الدین کلیم پی اے نے اولیائے سلسلہ قادریہ لاہور کی مقدس زندگیوں کو احاطہ قرطاس میں مدون کر دیا ہے۔ اگر ہم سیاحِ چشم و دماغ کو حدِ مذکورہ میں وارد کریں تو وہ تمام شاہکار نظر آجائیں گے جن کے سمجھنے کے بعد اپنی زندگی آئندہ نسلوں کے واسطے اسوۂ حسنہ بن سکتی ہے۔

عصر ہذا میں تہذیب نو کا کردار یہ ہے کہ وہ نئی نسل کو اسلامی شعار سے نائل کر رہی ہے۔ لوگوں نے سمندرِ زیست ایسی راہ پر چلانا شروع کر دیا ہے جو مطلق غیر اسلامی شعار کی منزل تک پہنچاتا ہے۔ اس ماحول میں ایسی کتاب کا مطالعہ نئی ذہنیت کے لئے فطرت اور تحقیق کی راہ کھول دیتا ہے جو موجودہ معاشرہ کے لئے خاصہ عمدہ شاہراہ ہے۔

مذہب موصوف ایک بلند پایہ تاریخ نگار ہیں۔ آپ نے ادبی رنگ میں جو بھی گلکاریاں کی ہیں۔ انہوں نے ناظرین کے قلوب میں جگہ پائی ہے۔ جوں جوں ان پر حقیقی نظر جمتی ہے۔ لوحِ دل پر ان کے نقش عمیق اور امنٹ بوتے چھے جاتے ہیں۔

ایسے ہی چپتیس عدد عکس آپ کے قلم کے شاہکار ہیں جو لاہور کی تاریخ پر مبنی ہیں۔ جن میں سے ”لاہور میں اولیائے نقشبند کی سرگرمیاں“ ”لاہور کے اولیائے چشت“ ”لاہور کے اولیائے

سہرورد " رنگِ طبع سے مزین ہو کر منظر عام پر آچکے ہیں۔ اب یہ کتاب لاہور کے قادری سلسلہ کے بزرگوں کی زندگیوں کا عکس ہے جس میں تاریخی اور مستند حوالوں کا رنگ بھر کر اسے جاذب نگاہ بنا دیا گیا ہے۔

مصنف کی یہ بلند پایہ تصنیف روایات و حکایات کی تصویر نہیں بلکہ لاہور کے اولیائے قادریہ کی دینی اور روحانی کارکردگیوں کا تحقیقی مرقع ہے۔ اس موضوع پر ایسی جامع اور مکمل کتاب کے مطالعہ کے بعد کسی اور کتاب کی ضرورت کم پس آتی ہے۔

موصوف نے بزرگوں کے صداقت پر مبنی حالات و کوائف کی فراہمی۔ چھان بین اور دیگر تحقیقاتی اصولوں کے جو طریقے استعمال کئے ہیں وہ اس بات کی روشن دلیل ہیں کہ مصنف کو بزرگانِ دین سے کتنا شغف اور پیار ہے۔

یہ بات بہت انبساط اور فخر کی ہے کہ فاضل مصنف علم و تاریخ کی خدمت میں جو مسلسل کوشش کر رہے ہیں وہ قابلِ صد تحسین و آفرین ہے اور تقاضائے عصر بھی یہی ہے کہ دائرہ ہستی میں کوئی ایسی شخصیت ضرور موجود ہونی چاہیے جو اسلاف کے پوشیدہ کمالات کو سطحِ حال پر لائے اور اصحابِ ذوقِ نظارہ کی تشنگی دور کرے۔

میں یہ وثوق سے کہتا ہوں کہ زیرِ نظر اذکار اولیائے کرام سے کیف و سرور کے جو چشمے پھوٹتے ہیں ان سے ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق طرفِ تما لب ریزہ کرے گا۔

خدائے عظیم و برتر کا بے انتہا شکر و احسان ہے کہ فاضل مصنف نے کتاب ہذا کو ترتیب و تدوین کے بعد زیورِ طبع سے آراستہ کر دیا ہے جس کی تابانی مؤرخینِ مستقبل کے لئے ہمیشہ چراغِ راہ کا کام دے گی۔ اولیائے عظام کی سیرت کو سعیِ بیخ کے بعد یکجا مرتب و محفوظ کرنا ایک بڑا کارنامہ ہے جس کو میاں صاحب نے اچھی طرح پایہ تکمیل کو پہنچایا ہے۔ جزاء اللہ عننا خیر اجزاء۔

سید شرافت نوشاہی ا صلح اللہ حالہ و بالہ

۱۲ ستمبر ۱۹۶۱ء

أَعُوذُ بِأَللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

## ویباچہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى  
سَيِّدِنَا وَحَبِيبِنَا وَشَفِيعِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ وَخَاتَمِ  
الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ صَادِقِ الْوَعْدِ الْأَمِينِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَنْوَالِهِ  
وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَارْتِبَاعِهِ وَمَنْ اتَّبَعَهُمْ بِالْإِحْسَانِ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَى  
يَوْمِ الدِّينِ وَعَلَى وَاٰرِثِيهِ مَا لَيْسَ مِنْهُ لَنَا إِلَّا مِمَّنْ شَاءَ اللَّهُ الْقُطْبُ الرَّبَّانِيُّ وَالْفَرْدُ  
الْبِجَامَةُ الصَّمَدَانِي مَحْبُوبِ سُبْحَانِي غَوْثِ الْأَنْوَاثِ شَيْخِ الْكُلِّ وَسُلْطَانِ  
الْأَوْلِيَاءِ السَّيِّدِنَا أَبُو مُحَمَّدٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ حَبِيبِ  
الْحُسَيْنِيِّ وَالْحُسَيْنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَعَلَى آلِهِ وَأَنْوَالِهِ وَأَوْلَادِهِ وَ  
عَلَى جَمِيعِ خُلَفَائِهِ وَخُدَّامِهِ أَجْمَعِينَ ۝ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۝

تم باذن اللہ جو کہتے تھے وہ رخصت ہوئے  
خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گور کُن

(علامہ اقبال)

یہ دو کتابیں عالم کے لطفِ نسیم اور رحمتِ اللعالمین شیخ المذنبین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم کی عنایات و نوازشات سے یہ فقیر پُرِ تَقْصِيرِ ان اولیائے کرام کی برکات کا امیر وار جن  
کے حالات اور واقعات اس کتاب کی زینت ہیں۔ محمد دین کلیم قادری ابن قبلہ و کعبہ میاں  
شہاب الدین قادری قدس سرہ العزیز ملتہم ہے کہ خدائے ایزد متعال کی کرم پروری سے  
تذکرہ اولیائے لاہور کے تین حصے بطور کتابی شکل (۱) لاہور میں اولیائے نقشبند کی سرگرمیاں  
(۲) لاہور کے اولیائے چشت اور (۳) سہروردی اولیائے لاہور شائع ہو چکے ہیں اور اب  
جو تھما حصہ جو کہ "سلسلہ عالیہ قادریہ" سے متعلق ہے۔ پیش خدمت ہے۔ سب سے پہلے اس

مبارک سلسلہ کے بانی سلطان الاولیاء والعارفین غوث العالمین عمی الملت والذین سید عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی رضی اللہ عنہ کے مکمل سلسلہ طریقت کی تاریخ بیان کی گئی ہے اور بعد کی بھی یہاں تک کہ اس متبرک سلسلہ کے پہلے بزرگ کالاہور میں درود ہوا۔ اور یہیں سے تاریخ لاہور کا پہلا باب شروع ہوگا۔ حضرت شیخ الاسلام کا اور آپ کے مریدین و منسبین کا غلبہ چونکہ تمام دنیا نے اسلام پہنچایا ہوا ہے اس لئے آنجناب کے تاریخی حالات اس کتاب میں تبرک کے طور پر درج کئے گئے ہیں بعد ازاں آپ کے صاحبزادوں میں سے شیخ سیف الدین عبدالوہاب قادری اور شیخ تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق قادری کی اولاد کثرت سے اس برصغیر پاک و ہند میں تشریف فرما ہوئی اور ان دونوں اصحاب کی اولاد ہی پاکستان میں روحانی بادشاہت کی مالک ہے۔ اس لئے ان کے حالات بھی دیئے گئے ہیں تاکہ تسلسل قائم رہے۔ حضرت سید عبدالرزاق قادری کے ایک صاحبزادے حضرت سید جمال اللہ حیات المیر قادری لاہور تشریف لائے۔ انہوں نے لاہور میں ہزاروں افراد کو فیوض و برکات سے نوازا۔ بلکہ ملک کے دور افتاد علاقوں کے اولیاء اللہ بھی۔ لاہور میں آپ سے فیض حاصل کرنے کے لئے تشریف لاتے تھے۔ قدیم کتب کے ذریعے معلوم ہوا ہے کہ آپ قبرستان میانی میں اقامت گزین تھے اور یہاں آپ نے کافی عرصہ گزارا۔ بعد ازاں آپ کو حیات جاودانی مل گئی اور سلسلہ عالیہ قادریہ کا یہ رشتہ تارہ ظاہری دنیا سے روپوش ہو کر باطنی طور پر خلق خدا کی رہنمائی کرنے لگا۔

زیر نظر کتاب کئی سال سے ترتیب دے دی گئی تھی مگر کاغذ کی ہوش ربا گرانی اور دیگر مجبوریوں کے باعث اس ضخیم کتاب کا زیر طباعت سے آراستہ ہونا بظاہر بہت مشکل تھا مگر اچانک حضرت قبلہ و کعبہ سید مقبول عمی الدین گیلانی زین سجادہ آستانہ عالیہ کالیہ سکندریہ حال ڈیرہ فازی خاں کے ہمت افزا اور جرات مندانہ اقدام سے اس کام کو شروع کر دیا گیا ہے جو ترتیب سنین کے حساب سے ہے۔ مزید برآں پہلی تین کتابوں کے صحیح میں اس حصہ کو بھی دو حصوں میں آپ کے فرمان کے مطابق کیا جا رہا ہے۔

حصہ اول؛ اس میں ایسے اولیائے عظام و صوفیائے عظام کا تذکرہ ہے جو سلسلہ عالیہ قادریہ سے منسلک تھے اور مدینۃ الاولیاء لاہور میں تشریف فرما ہوئے۔ لاکھوں انسانوں کو فیوض و برکات

سے نواتے ہوئے یہاں سے برصغیر کے دوسرے حصوں میں جا کر مقیم ہو گئے۔

**حصہ دوم:** اس حصہ میں ان قادری اکابر کا تذکرہ ہوگا جو اس تاج البلاد لاہور شہر میں تشریف لائے اور یہاں کے ہی ہوئے۔ لاکھوں انسانوں کو قادریہ فیوضات سے نوازا اور بالآخر یہاں ہی آسودہ خاک ہوئے۔

زیر نظر کتاب میں خامیاں اور سقم ہوں گے جس کیلئے میں اہل فضل و کمال سے معذرت خواہ ہوں مگر اسکا کیا علاج کر پائیں گے بھر کے تمام مشائخ کرام اور متوتیان و سجادہ نشینان سے رابطہ قائم کیا گیا اور کوئی شنوائی نہ ہو سکی بالآخر سپیک کے اصرار پر اس کو شائع کیا جا رہا ہے اگر کوئی نقص ہو تو اسکو درگزر فرماویں یا بندہ حقیر کو اس سے مطلع فرماویں تاکہ اسکی اصلاح کر دی جائے۔

اس ضمن میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ میرا ایک مضمون ”لاہور میں عرس غوثِ اعظم کی تقریرات“ یعنی شاہ حیلان نمبر ماہنامہ معارف لاہور مئی۔ جون ۱۹۷۲ء میں شائع ہو چکا ہے یہ مضمون خاصی اہمیت کا حامل ہے اسلئے اس کا مطالعہ لازمی ہے اور یہ عرس غوثِ الاعظم کے متعلق تاریخ لاہور کا ایک اہم باب ہے اس ضمن میں میں ان بزرگان کا بھی بیحد ممنون ہوں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں میرے ساتھ تعاون کیا۔ ۱۱۔ علامہ اقبال احمد فاروقی۔ ۱۲۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری۔ ۱۳۔ میاں جمیل احمد سجادہ نشین شرق پور شریف۔ ۱۴۔ صاحبزادہ سید مقبول محی الدین گیلانی ڈیرہ غازی خان۔ ۱۵۔ صاحبزادہ سید خورشید محی الدین گیلانی شیخوپورہ۔ **وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔**

بھیچمدان

محمد دین کلیم۔ ۱۶۔ برنی سٹریٹ۔ گڑھی شاہو۔ لاہور

## قادری سلسلہ تصوف

سلسلہ زلفِ یارِ سلسلہ ما بود  
طالبِ آن روی را خوشتر ازین جا بود  
ہر کہ دل خویش را بست با من سلسلہ  
ہر دم و ہر ساعتش کار بہ بالا بود  
دست بدست آمدہ سلسلہ پیر ما  
تا بہ قیامت ہمیں سلسلہ ما بود  
مظہر او شاہ من بہتر اہل زمان  
ذاتِ عزیزش یقین ذاتِ معلی بود

دست دریں سلسلہ ہر کہ زند قلب او  
 نرم شود بچو موم گرچہ او غار او بود  
 سلسلہ قادری است آنکہ بحکم خدا  
 برہمہ تادور بود تا ہمہ دُنیا بود  
 سلطنت سہل است خود را آشنائی فقر کن  
 قطرہ تا دریا تواند شد چہرا گوہر شود  
 (حضرت شہزادہ داراشکوہ قادری خنقی)

### شانِ حضرت غوث الاعظم

گر کہے واللہ بعالم از منے عرفانی است  
 از طفیل شاہ عبدالقادر گیلانی است  
 شیخ خرقانی یکے از نسرۃ پوشانِ ولایت  
 زراں جہت اورا لقب در مردمان خرقانی است  
 سہروردی نیز ملتان است پیش در گہش  
 کہ چہ او را صد ہزاراں بندہ ملتان است  
 ہست ہر دم جلوہ گر از چہرہ اش حُسنِ حسن  
 زراں جمالش مصطفیٰ را راحت و ریحانی است  
 مسلمی را یا شبہ گیلانی از لطف و کرم  
 سُوئے خود آوازہ کن و اماندہ از حیرانی است

(شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری)

حضرت میراں خداوند جہان	غوث جن و انس شاہ عارفان
محمی الدین شیخ عبدالقادر است	انکہ اورا عرش باشا اشیاں
رہنمائی شاہراہ احمدی	دستگیر جسدہ در ماندگان

سید السادات فخر اولیا شیردین شہباز اوج لامکان  
کی تو انم گفت من خود را مرید ستادری باشد سگ این آستان

(حضرت شہزادہ داراشکوہ قادری حنفی)

حضرت شاہ جیلان کی تعریف و توصیف میں سارا جہان مصروف ہے۔

حضرت پیران پیر کا اپنے متعلق فرمان

أَنَا الْبَارِئُ أَشْهَبُ كُلِّ شَيْخٍ

وَمَنْ ذَا فِي الرِّجَالِ أُعْطِيَ مِثَالِ

وَدَلَّانِي عَلَى الْأَقْطَابِ جَمْعًا

فَحَكْمِي نَافِذٌ فِي كُلِّ حَالِ

وَكُلُّ دَلِيلٍ لَهُ قَدَمٌ وَارِئِي

عَلَى عَاقِدَةِ النَّبِيِّ بَدْرِ الْكَمَالِ

نَبِيِّ الْمَهَاشِمِيِّ مَكِّي حِجَازِي

هُوَ جَدِّي بِهِ قَلْتُ الْمَعَالِ

أَنَا الْجَبَلِيُّ مَحْيِي الدِّينِ إِسْمِي

وَأَعْلَاهِي عَلَى سَاسِ الْجِبَالِ

أَنَا الْخَسَنِيُّ وَالْمَخْدَعُ مَقَامِي

وَأَقْدَامِي عَلَى عُنُقِ الرِّجَالِ

وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْهُودِ إِسْمِي

وَجَدِّي صَاحِبِ الْعَيْنِ الْكَمَالِ

عراق و شام

شیخ نور الدین ابی الحسن علی بن یوسف شطنونی صاحب بیعت الاسرار فرماتے ہیں۔

نَمُوْتُ الْوَرِثِي غَيْثُ النَّدَى لُورُ الْهَدَى

بَدْرُ الدُّجَى شَمْسُ الصُّحَى بَلُّ الْوَسَى

قَطَعَ الْعُلُومَ مَعَ الْعُقُولِ فَأُصِّبَتْ  
 أَطْوَأُهَا مِنْ دُونِهِ تَتَحَيَّرُ  
 مَا فِي عِلْمِ مَقَالَةٍ لِمُخَالَفِ  
 فَمَسَائِلُ إِجْمَاعٍ فِيهِ تَسْطُرُ

شیخ محمد بن سعید ذریع الزنجانی صاحب "روضۃ النواظر و نزہتہ الخواطر" اس طرح فرماتے ہیں۔

شَهِدَتْ بِسَرْتَبِهِ جَمِيعُ مَشَائِخِ  
 إِذْ قَالَ مَا مَوْءُؤُا عَلَى كُرْسِيِّهِ  
 فِي عَصِيٍّ كَانُوا لِيغِيْرُ تَنَاسُخِ  
 قَدْ مَنَى عَلَى مَقْبَاتِ كُلِّ أَكْبَهٍ  
 فَحَنَّتْ جَمِيعُ الْأَوْلِيَاءِ رُؤُوسَهُمْ  
 إِجْلَالِهِ بَادِيَهُمْ وَالْمَخَاضِ

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی فرماتے ہیں۔

اس میں ذرہ بھر بھی کلام نہیں ہے کہ حضرت غوث اعظم مرکز ولایت ہیں۔ اولیاء اللہ میں ان کو خاص برتری حاصل ہے۔ ان کی برکات کا آفتاب روزِ حشر تک ضیا پازیاں کرتا رہے گا۔  
 حافظ عماد الدین ابن کثیر اپنی تاریخ میں یوں رقم طراز ہیں۔

” حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی عوام الناس اور خواص کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تلقین فرماتے۔ شریعت کے معاملہ میں کسی بڑے سے بڑے مخالف سے بھی نہیں ڈرتے تھے۔“

سیدنا ضیاء الدین ابوالغیب عبدالقادر سہروردی فرماتے ہیں۔

” سیدنا عبدالقادر اس وقت تمام دنیا کے اولیاء اللہ میں ممتاز اور یگانہ حیثیت کے مالک، ہیں اور اپنی نظیر نہیں رکھتے۔ وہ اگر چاہیں تو لوگوں کے مقامات کو سلب کر لیں اور چاہیں تو اصلی حالت پر رہنے دیں۔“

حضرت شیخ محمد الدین ابن عربی اپنی کتاب "فتوحات مکیہ" میں تحریر فرماتے ہیں۔

” بغداد میں شیخ الاسلام سید محمد الدین عبدالقادر جیلانی کو اس قدر منزلت اور مرتبت حاصل ہے کہ کل اقطاب۔ ابدال۔ اوتاد اور افراد آپ کے زیرِ نگیں ہیں۔ اور آپ سب کے قائد ہیں۔“

حضرت سید احمد الکبیر الرفاعی نے اپنے بھانجے شیخ ابوالفرح عبدالرحیم سے فرمایا۔

”اے فرزند! اس دور میں کسی میں اتنی طاقت نہیں ہے۔ جتنی سید عبدالقادر میں ہے

اور جس حال میں وہ ہیں۔ وہ انہیں کے ثایان ہے اور وہی اس پر فائز ہوئے“

علامہ ابن جوزی نے آپ کو ”اولیاء اللہ میں سب سے زیادہ سربلند“ ”اصفیا کے سر کے تاج“

”شیخ الاسلام“ اور ”پیشوا“ کے القاب سے یاد فرمایا ہے۔

حافظ ابو عبد اللہ محمد بن اپنی کتاب ”شیخۃ البغدادیہ“ میں لکھتے ہیں۔

”حضور دین اسلام کے ایک عظیم رکن ہیں۔ عوام الناس اور خواص کو آپ کی ذات اقدس

سے فیض حاصل ہوا ہے۔ آپ مستجاب الدعوات ہیں۔ اور ہمیشہ یادِ الہی میں مستغرق

رہتے ہیں۔“

حافظ زین الدین المشہور ابن رجب اپنے طبقات میں حضور کو ان القاب سے یاد کرتے ہیں

”شیخ زماں“۔ ”سرور اہل طریقت“۔ ”پیشوائے خدا شناسان“۔ ”سلطان پیران“

تاریخ اسلام۔ تاریخ سمانی۔ تاریخ الجبر اور دوسری مشہور و معروف کتب تواریخ میں بھی آپ کے

اوصاف جمیدہ نہایت توقیر و تعظیم کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔

شیخ موفق الدین ابن قدامہ صاحب معنی فرماتے ہیں۔ کہ

”میں نے دین کے معاملے میں کسی شخص کو بھی آپ سے زیادہ باعثِ تعظیم نہیں دیکھا

بادشاہ اور امراء و نرا حضور کی مجلس میں نیاز مندانہ حاضری دیتے اور مؤدب بیٹھتے“

شیخ ابوالقاسم عمر بزاز بغدادی فرماتے ہیں۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ اِنِّى فِى جَوَابِ فَتٰى

كَامِى الْحَقِيقَةِ نَفَاعٌ وَضَرَامٌ

لَا يَرْفَعُ الطَّرْفَ اِلَّا عِنْدَ

مُكْرَمَتِهِ مِنَ الْحَيَاءِ وَ

لَا يُغْضِبُ عَلٰى عَابِہَا۔

حمد پاک پر دو گار کے لئے ہے۔ کہ

میں ایسے جوان کی حمایت میں ہوں جو حقیقت

کا حامی ہے اور نفع دینے والے ہیں۔ آپ

سوائے سخاوت کے اپنی آنکھ اور پر نہیں

اٹھاتے۔ جیسا کہ باعث اور عار پر چشم پوشی

نہیں کرتے۔

شیخ ابوسعید قیلوی فرماتے ہیں۔

”کہ میں نے بارہا حضرت شیخ عبدالقادر کی مجلس میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرے پیغمبروں۔ فرشتوں اور جنوں کا صف بہ صف مشاہدہ کیا ہے

### افغانستان:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی صاحب نعمات الانس اس طرح دیکھتے ہیں۔

گویم زکماں تو چہ غوث الثقلینا      محبوبِ خدا ابنِ حُسنِ آلِ حُسنِنا  
سر بر قدمت نہاوند بگفتند      تا اللہ لقد اشرک اللہ علینا

### رُوس:

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی فرماتے ہیں۔

بادشاہِ ہردو عالم شاہِ عبدالقادر است  
سرورِ اولادِ آدم شاہِ عبدالقادر است  
آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی و قلم  
نورِ قلب از نورِ اعظم شاہِ عبدالقادر است

### بھارت:

حضرت خواجہ معین الدین والملت سید معین الدین چشتی اجمیری فرماتے ہیں۔

یا غوثِ معظم نورِ ہدیٰ مختارِ نبی مختارِ خدا  
سلطانِ دو عالم قطبِ علی حیرانِ زجلا لت ارض و سماء  
در صدق ہمہ صدیق و شفی در عدل عدالت چوں عمری  
اے کانِ حیا عثمان بنی منشی مانندِ علیؑ با جود و سخا  
در شریعہ بغایت پرکاری چالاک چو جعفر طیار  
بر عرشِ معالی تیاری اے واقفِ رازِ اودنی  
در بزمِ نبی عالی ثانی ستارِ عیوبِ مریدانی  
در ملکِ ولایتِ سلطانی اے منبعِ فضل و جود و سخا

چوں پانے نبی شد تاج سرت تاج ہمہ عالم شد قدمت  
 اقطاب جہاں در پیش درت افتادہ چو پیش شاہ گدا  
 گرداد میخ نہ مسردہ رواں دادی تو بدین محمد جان  
 ہمہ عالم محی الدین گویاں برسُسن و جمالت گشتہ فرا  
 از بس کہ قتل نفس خود بسیار خجالت مند مولم  
 شرمندہ روسیاه منفعلم از فیض تو دارم چشم دوا  
 معین کہ غلام نامہ تو شد در یوزہ گر اکرام تو شد  
 شد خواجہ از اں کہ غلام تو شد دارد طلب تسلیم و رضا

حضرت قطب الدین بختیار کاکی چشتی دہلوی یوں عرض کرتے ہیں

قبلہ اہل صفا حضرت غوث الثقلین	دستگیر ہمہ ہا حضرت غوث الثقلین
خاک پانے تو بود روشنی اہل نظر	دیدہ را بخش ضیاء حضرت غوث الثقلین
قلب مسکین بہ غلامی درت فرسوبات	دارغ مہرش بفرزا حضرت غوث الثقلین

حضرت مخدوم علی احمد صابری کلیری چشتی اس طرح پکارتے ہیں۔

من آدم بہ پیش تو سلطان عاشقاں  
 ذات تو بست قبلہ ایساں عاشقاں  
 در ہر دو کون جز تو کہے نیست دنیگر  
 دستم بگیر اند کرم اے جان عاشقاں

حضرت شاہ عبدالحق محدث قادری دہلوی فرماتے ہیں۔

غوث اعظم دلیل راہ یقین	بیقین رہبر اکابر دین
اوست در جملہ اولیاء ممتاز	چوں پیمبر در انبیاء ممتاز
اولیا بندہ اش از دل و جان	قدم او برگردن ایشان
وصف تعریف او زمن نہ حکومت	خود کرامت او معروف اوست

حضرت مولانا احمد رضا خاں قادری بریلوی فرماتے ہیں۔

نامہ ز سلف عدیل عبدالقادرؒ      ناید بخلف بدیل عبدالقادر  
مثلش گراز اہل قرب جوئی گوئی      عبدالقادر مشیل عبدالقادر

حضرت مجدد الف ثانی نقشبندی سرہندی فرماتے ہیں۔

” حضرت غوث الثقلین مرکز ولایت ہیں۔ دنیائے اسلام میں جس کسی کو عظیم  
روحانی مرتبہ ملا وہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نظرِ کرم سے ملا  
اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ آپ مرکز ولایت و قطبیت ہیں“  
عاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی فرماتے ہیں۔

خداوند سبحان شاہ جیلاں      محی الدین غوث و قطب دہراں  
بکن خالی مرا از ہر خیالے      ولیکن آنکہ زو پیدا است عالی

حضرت ابوالفتح سید محمد الحسینی خواجہ گیسو دراز بندہ نواز چشتی فرماتے ہیں۔

یا قطب ما یا غوث اعظم یا ولی روشن ضمیر  
بندہ در ماندہ ام جسز تو نہ دارم دستگیر  
بر در درگاہ والا سائلم یا آفتاب  
خاطر ناساد را کن شاد یا پیران پسر

حضرت سیدنا نظام الدین اولیاء محبوب الہی چشتی دہلوی کے ہلفوظات ” فواید الفواد “ مرتبہ  
حضرت خواجہ حسن علاء سجزی میں ہے۔ کہ ایک مجلس میں حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا۔

” چند ابدال پر واز کرتے خانقاہ عالیہ قادریہ بغداد پر سے گزرے۔ وہ خانقاہ  
سے علیحدہ ہو کر نہیں گزرے بلکہ اوپر سے گزرے۔ یہ بات ادب کے خلاف  
تھی۔ ان کی طاقت پر واز سلب ہو گئی۔ اور خانقاہ کی صحن میں گر پڑے۔ کئی  
دن اسی حالت میں رہے۔ جب آپ کی نظر کرم ہوئی تو پھر اپنی حالت میں آکر پر واز کر گئے“

سراج الدین بہادر شاہ ظفر فرماتے ہیں۔

مکن تشویش و باش اے دل غلام شاہ جیلانی  
 غلامش را بود در ہر دو عالم سر سلطان  
 بہ بزم واصلان حق بہ میں قربت بذات حق  
 اسیر ہم مقبول یزدانی - وہم محبوب سبحانی  
 کند مشکل کشائی چونکہ دست فضل و احسانش  
 ہزاراں عقدہ دشوار بہ کشاید آسانی  
 بہ خاک آستانش گرنسالد مہر رونے خود  
 نگردد چہرہ اش زنبیاں بہ اوج چرخ نورانی  
 فلک آورد تسبیح گہرازد دانہ انجم  
 کند تا بہ ملک در پناہش بسجہ گردانی  
 چہ باشد حاجت اظہار مطلب در حضور او  
 بہ ظاہر بر ضمیر اشس اسرار پنہانی  
 ظفر در دین و دنیا نیت دیگر دستگیر من  
 بغیر از پیر پیران - غوث اعظم قلب ربانی

علامہ عبدالقادر بدایونی اس طرح کہتے ہیں۔

قبلہ دین مددے کبہ ایساں مددے  
 مظہر سر ازل واقف پنہاں مددے  
 دیدہ ام را چہ کند کل صفا ہاں مددے  
 از تو داریم طمع ای شاہ جیلانی مددے  
 مشعل تیرگی شام غریباں مددے

غوث اعظم من بے سرو ساماں مددے  
 مہیط فیض ابد گوشہ پستے کرے  
 خاک بغداد بود سرمہ بینائی من  
 ما گدایم تو سلطان دو عالم ہستی  
 وطن آوارہ مخصوص ز بخت یابہ ام

میل سرٹے تو ام ای اشک بہار موجب رونقِ این گلشنِ امکانِ مدد

کلام امیر مینائی ملاحظہ ہو۔

کیا غم مری مدد پہ اگر غوثِ پاک ہیں  
عالی مرے، شفیع مرے۔ داد رس مرے  
کر دیں گے ڈوبتی ہوئی کشتی کو دم میں پار  
وہ کون ہے ملیح نہیں جو حضورؐ کا  
اللہ بھی ادھر ہے جدھر غوثِ پاک ہیں  
ہیں اس طرف رسولِ ادھر غوثِ پاک ہیں  
باندھے مری مدد پہ مگر غوثِ پاک ہیں  
فرمانروائے جن و بشر غوثِ پاک ہیں  
آئی کوئی بلا تو سپر پر غوثِ پاک ہیں

حضرت شاہ محمد سلیمان قادری چشتی پھلواری فرماتے ہیں۔

عاشقِ خواجہ ہوں میں اور ہوں گداے غوثِ پاک  
جان نثارِ خواجہ ہے اور دلِ گداے غوثِ پاک  
شکر ہے ہر دم زباںِ مصروفِ ذکرِ خواجہ ہے  
اور ہے لب پہ مرے ہر دمِ ثنائے غوثِ پاک  
اپنا مسلک اپنا مذہب عاشقِ بس ہے یہی  
جس میں خواجہ کی خوشی جس میں رضائے غوثِ پاک  
آرزو ہے یہی سیماں کی کہ وقتِ جاں کھنی  
سر ہو خواجہ کے قدم پر اس پہ پائے غوثِ پاک  
(خواجہ۔ حضرت معین الدین چشتی اجمیری سہجری ۴)

اب کلامِ حسرتِ موہانی پیشِ خدمت ہے۔

دشگیری کا طلب گار ہوں تھیاً اللہ  
کیا کروں میری دعا بھی تو نہیں بر مقبول  
میرے بغداد میں ناچار ہوں تھیاً اللہ  
میں کہ اک فردِ گنہگار ہوں تھیاً اللہ

غوثِ اعظم سے جو مانگو گے نیکاً حسرت — پھر کہو حاضر دربار ہوں شیئاً لہد

حسرت کوئی مدد نہ کرے کیا مضائقہ — کافی ہیں غوثِ اعظم جیلاں میرے لئے

کرد حسرت حضورِ میرِ بغداد — جمالِ نورِ مطلق کے نظائے

رشتکِ شاہی ہونہ کیوں اپنی فیکری حسرت — کب سے کرتے ہیں غلامی شہِ جیلانی کی

کتاب تفریح الخاطر مصنفہ ابن محی الدین الدرہی میں لکھا ہے کہ جب سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء بغداد شریف پہنچے تو حضرتِ اعظم کی اولاد سے آپ نے سیدِ عمر قادری سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی۔

**پاکستان**؛ سلطان العارفین حضرت سلطان باہو قادری گنج الاسرار میں فرماتے ہیں۔

شورِ میداز جان باہو بالیقین — خاکپائے شاہِ میراں راسِ دین

ایضاً

شاہِ جیلانی محبوبِ سبحانی میری بانہہ پھڑ لو گھٹ کر کے ہو — پیرِ جنہاں دے میراں باہو او کدھے لگدے تر کے ہو

ایضاً

شاہِ میراں ہست ثانی شہِ امیر — شہسوارِ معرفت روشن ضمیر

ہر کہ را پدرش بود عارف مقیم — چوں نہ باشد سیدِ راہِ سلیم

اصل جیلانی زباطن مصطفیٰ  
 این مراتب قادری قدرت الہ

حضرت شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری "تحفہ قادریہ" میں فرماتے ہیں۔

گر کسے واللہ بعالم از منے عرفانی است  
 از طفیل شاہ عبدالقادر گیلانی است

ایضاً

رحمتہ اللعالمین آوردہ است  
 گر چہ ہر نا کردنی را کردہ است

شاہ جیلانی ترا حق در وجود  
 ہر کہ آن تست مقبول خداست

ایضاً

سد زدہ چوں سیل اشک خود بانناں میروم  
 گہ سوئے بغداد گاہے سوئے گیلان میروم  
 بر اسیر خویش رحمے کن کہ حیراں میروم  
 میروم ز انساں کہ گوئی در گلستاں میروم  
 ہر دم از روئے ونا سوئے مجاں میروم

تشتہ لب گریاں بہ سوئے بحر عرفاں میروم  
 حاجی بغداد گیلانم ز شوق حضرتش  
 ہم عرب شدیم عجم صید تو اے ترک عجم  
 بادل پر خون و چشم خون فناں در راہ او  
 باسگان کوئے او عقد محبت بستہ ام

ایضاً

تا بہ جان و دل گدائے شیخ عبدالقادر  
 در رہ صدق و سفاہیت حج اکبرم  
 رخصتے ہر روئے گرداؤدہ و چشم ترم  
 الکرم یا غوث اعظم بالترحم الکرم

از رہ فقر و فنا گوئی شہ بحر و برم  
 ہست دائم در طواف کعبہ کوشش و لم  
 مے نہم گریاں رخ خود بروزت ہر صبح و شام  
 چہیت در پیش کرہائے تو جرم غربتی

پیرواں شاہ قادری رکھتے ہیں۔

مدح پیردی سب دے نال کیجئے جنیدے خادماں دی وچہ پیریاں نی  
 باسجہ اوس جناب دے پارناہیں لکھاں ڈھونڈد دے پھرن فقیریاں نی

جیہڑے پیر دی نظر منظور ہوئے گھرین تنہاں دے سپیریاں میریاں فی  
 روز حشر دے پیر دیاں طسالبان نوں ہتھ سجرے ملن گیاں چیریاں فی  
 اوہ تاں خاص محبوب اللہ دے نے قلماں لکھیاں جنہاں نکیریاں فی  
 وارث محی الدین نے پیر ساڈھے سوہنے نام دیاں ساتوں دھیریاں فی

میاں محمد بخش معترف سیف الملوک فرماتے ہیں۔

واہ واہ حضرت شاہ جیلانی و مظہر ذات ربانی  
 سر پہ چتر محبوبی والا دسیان دی سلطانی  
 غوثاں۔ قطباں تے ابدالان قدم جنہاں دے چائے  
 نئے برسوں دے موئے جوائے ایسے کرم کمائے  
 غفلت غم دی مرض و بچے گی کونوں نوں رحیمی شادی  
 جس دن کر سن یاد محمد حضرت شاہ بغدادی

حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی سہروردی فرماتے ہیں۔

ہست محی الدین سید تاج سرداراں یقین	بیکساں راکس اگر جوئی تو درد نیا و دیں
شیخ عبدالقادر است ان رحمتہ العالمین	دست گیر بے کساں و چارہ بے چارگاں
زیر پائش مے نمند از حکم رب العالمین	اولیاء اولیں و آخرین سرہائے خود
مہربان بے کساں نائب شفیع المذنبین	قطب اقطاب زمان و شہباز لامکاں
سر و بستان حسن ان سرور دنیا و دین	ثمرہ شجر نبی و میوہ باغ علیؑ
پیر پیراں پیر من محبوب رب العالمین	نور گلزار حسین ان جوئبار رحمتش
مے فرد شد از بہت از صدق ایمان و دین	ہر کسے ناز و بہ کس الا بہاء الحق زول

ایک ٹٹری جگہ حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی سہروردی فرماتے ہیں۔

معلیٰ حُبِّ سبحانی مقدس قلبِ ربّانی  
 بمعنی پیرِ کنگانی - بہ صورتِ یوسفِ ثانی  
 رُخشِ لعلِ بدشانی - بشِ یاقوتِ مرجانی  
 زبے منظورِ پیغمبرِ نہالِ باغِ آلِ سرور  
 چہ ایرانی - چہ تورانی - چہ ہندی دچہ کوبائی  
 زبے سیمانے نورانی زبے فرخندہ پیشانی  
 عطا بخشے مہساتی ثنا بخشے مسلمان

علیٰ شیرت - حسن ثانی - محی الدین جیلانی  
 بہ ہمتِ شاہِ مردانی - محی الدین جیلانی  
 حدیثِ سرِّ حقانی - محی الدین جیلانی  
 زبے طوطی رضوانی - محی الدین جیلانی  
 سگِ درگاہِ صمدانی - محی الدین جیلانی  
 بحسبِ فخرِ انسانی - محی الدین جیلانی  
 خطا بخشے مریدانی - محی الدین جیلانی

غلامِ درگہش دانی بہاء الدین ملتانی  
 کند در مدحِ طغیانی - محی الدین جیلانی

## نوادرات سلسلہ عالیہ قادریہ

ادبِ شریف

خانوادہ بخاریہ کے پاس حضرت غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی کی تسبیح

ٹوپی اور تینچی ہے۔

خانوادہ گیلانیہ کے پاس درج ذیل تبرکات اور نوادرات موجود ہیں:-

۱- حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا جبّہ مبارک جو ڈاکوؤں نے آپ سے بغداد کی طرف کاروان کے ساتھ جلتے ہوئے چھین لیا تھا اور پھر آپ کے پیچ لولنے پر سب تائب ہو گئے تھے۔

۲- دستار مبارک حضرت غیاث الکوین سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔

۳- ایک قلمی نسخہ جو حضرت شیخ سعید محزومی مرشد سید عبدالقادر جیلانی نے تحریر فرمایا تھا اور جو اپنے نامور شاگرد کے لئے تالیف کیا تھا۔ بھی موجود ہے۔

۴- فتوح الغیب کی ایک فارسی شرح مفتاح الغیب کا قلمی نسخہ بھی ہے۔

۵۔ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی نے حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب غنیۃ الطالبین کی شرح لکھی تھی۔ اس کا ایک نسخہ بھی موجود ہے یہ کتاب ملا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ بلاول قادری لاہور کی فرمائش پر مرتب کی تھی۔

۶۔ گیلانیہ لائبریری میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے حالات زندگی اور فضائل و مناقب پر بے شمار گنام مصنفین کی کتب موجود ہیں۔

۷۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنى الحسینی البغدادی کی نہایت نفیس اور عمدہ قلمی تصاویر بھی موجود ہیں۔ اس کے علاوہ سید عبدالوہاب گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ حضرت میاں میر قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت شاہ ابوالعالی قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔ شہزادہ داراشکوہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی بھی قلمی تصاویر ہیں۔

۸۔ قصیدہ غوثیہ خطِ کوئی میں تحریر شدہ ہے۔ یہ قصیدہ حضرت سید الانام شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔

دہلی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جب حرمین الشریفین کی زیارت کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ تو وہاں آپ نے حضرت شیخ عبدالوہاب متقی سے علم حدیث و تفسیر کی سند لی اور جب آپ واپس وطن آنے لگے تو آپ کے استاد مکرم نے آپ کو حضرت شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا پیراہن مبارک عطا کیا جو آپ اپنے وطن لے کر آئے تھے۔

## مدینۃ الاولیاء لاہور

### بادشاہی مسجد

- ۱۔ سرخ جائے نماز حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز۔
- ۲۔ حضرت غوث الثقلین کی ایک رضائی مبارک جس میں روئی بھری ہوئی ہے۔ یہ مصری کپڑے کی بنی ہوئی ہے اور ریشمی دکھائی دیتی ہے۔ یہ دوہری تہہ کے کپڑے کی بنی ہوئی

- ۱۔ سرخ اور استر زرد رنگ مائل بہ سُرخی ہے۔
- ۲۔ دستار مبارک (عمامہ) مینی ساخت کی ریشمی۔ تہ کی ہوئی۔
- ۳۔ حضرت قطب ربانی۔ شیرین دانی۔ محبوب سبحانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُراوار کا غلاف۔

### کیتقل شریف

حضرت شاہ کمال قادری کیتقل نے حضرت غوث اعظمؒ کا پیرا بن مبارک جو ان کے پاس سلسلہ بہ سلسلہ آیا تھا۔ اس کیتقل آپ نے حضرت شاہ سکندرؒ قادری کیتقل سے فرمایا تھا کہ اس کو شیخ احمد سرہندی (حضرت مجدد الف ثانی) کو دے دینا۔ چنانچہ انہوں نے یہ پیرا بن مبارک حضرت مجدد صاحب کے سپرد کر دیا۔

### فقیر خانہ "لاہور"

- ۱۔ پیالہ حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جس میں مکمل کلام پاک تحریر ہے۔ یہ پیالہ آنجناب کے ذاتی استعمال کا تھا جو ایک نہایت خوبصورت شیشے کا بنا ہوا ہے اور چار اپنچ نصف قطر کا ہے۔ یہ پیالہ قدیم فن ظروف سازی کا ایک نظیر اور نادر نمونہ ہے لکھا ہے کہ شاہ جیلان عمر بھر اسی ایک پیالہ پر قانع رہے۔
- ۲۔ تسبیح حضرت سید عبدالقادر جیلانی۔ محبوب سبحانی۔ غوث صمدانی۔
- ۳۔ قرآن مجید جو حضرت سید الانام سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک کا تحریر شدہ ہے جو کہ بغدادی خط میں ہے۔
- ۴۔ مسادہ ان تبرکات کے پانچ عدد دیگر تبرکات بھی موجود ہیں اور مزید کئی نشانیں ہیں
- ۵۔ حضرت غیاث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا مونس اقدس بھی موجود ہے۔

## خانقاہ پیر دستگیر

سری نگر کے محلہ میں حضرت غوث الاعظم کے نام سے یہ خانقاہ ہے۔ اس میں آنجناب کا مٹوئے مبارک رکھا ہوا ہے۔

## قادری اولیائے لاہور کے مقابر و مزارات سے سکھوں کا سلوک

## مزارات پیرانوار سلسلہ عالیہ قادریہ

(۱) تکیہ انبلی والا یہ جگہ پیسہ اخبار نئی انارکلی میں واقع ہے۔ سادات گیلانی کی قدیم قبور مختلف تھروں پر موجود ہیں۔ رنجیت سنگھ نے اپنے دورِ اقتدار میں تمام سنگ مرمریاں سے اتر دیا تھا جس کی وجہ سے تمام مزارات مسمار ہو گئے۔ رائے بہادر کنتیا لال مصنف تاریخ لاہور لکھتے ہیں کہ سید صوفی گیلانی قادری۔ سید عمر گیلانی اور سید ہاشم گیلانی قادری کی قبور پر ایک سنگ مرمر کا نہایت عالی شان گنبد تھا جس کو رنجیت سنگھ نے گروا دیا تھا۔ انگریزی عہد میں سید نظام الدین گیلانی المشہور پیر لویاں والے نے اس کی مرمت کروائی تھی۔

(۲) مزار پیرانوار حضرت شاہ محمد غوث قادری "لاہوری" آپ کا مزار بیرون دہلی دروازہ میونسپل لائبریری کے پاس

سرگروڈ اور نئی ٹرک کے درمیان واقع ہے۔ پہلے یہ نہایت عظیم شان مکان تھا۔ رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد کنور نونہال سنگھ نے حکم دیا کہ فصیل لاہور سے آدھ آدھ مہل باہر شہر کی چاروں اطراف میں میدان صاف کر دیا جائے۔ عمارت منہدم کر دی جائیں چنانچہ جب لارڈ فرانسسی کی نگرانی میں یہ کام شروع ہوا۔ تو سب سے پہلا نشانہ حضرت شاہ محمد غوث قادری کا مقبرہ بنا۔ مزار کی مسجد منہدم کر دی گئی اور اندرونی و بیرونی چار دیواری بھی

سما کر دی گئی۔ جس بے مسلمانوں میں سخت بے چینی پھیلی۔ اسی رات کشور نونہال سنگھ شاہی قلعہ سے باہر آ رہا تھا کہ قلعہ کے دروازہ کی منڈسیرا اوپر گر جانے سے مارا گیا۔ چنانچہ تمام شہر میں شور مچ گیا کہ حضرت شاہ محمد غوث گیلانی قادری کے روضہ سے بدسلوکی کرنے پر اس کا یہ حشر ہوا ہے۔ فی الفور دوبارہ عمارت بنی شروع ہوئی اور پھر وہی رونق ہو گئی

(۳) مقبرہ حضرت طاہر بندگی قادری آپ کا مزار اقدس قبرستان میانی میں واقع ہے سکھوں کے عہد میں اس محلہ کو خوب لوٹا گیا

سکھ فارت گر ہزاروں قرآن شریف اور احادیث کی کتابیں لوٹ کر لے گئے اور پھر ان کو بے مقصد سمجھ کر گاؤں سے باہر پھینک گئے۔ ان ظالموں نے مزار مقدس کو بھی نقصان پہنچایا۔

(۴) مقبرہ حضرت میاں میر بالا پیر تھلوری رنجیت سنگھ نے اس مقبرہ کو بھی نیست و نابود کرنے کی ٹھانی اور خود گھوڑی بٹا پر سوار ہو کر

وہاں گیا۔ تاکہ قیمتی سنگ مرمر اور دوسرے قیمتی پتھر وہاں سے اتر والے۔ مگر گھوڑی کو ٹھوکر لگی اور وہ اوندھے منہ گر پڑا۔ اور اس طرح یہ مقبرہ ویران ہونے سے بچ گیا۔ موضع ہاشم پورہ کو داراشکوہ نے اس لئے برباد کر دیا کہ اس قصبہ کے جاٹ حضرت میاں میر کے فقراء سے جھگڑتے رہتے تھے اور ان کے مال مویشی وغیرہ چھین کر لے جاتے تھے اور باقی تمام بستیاں غیاث پورہ۔ دارا پورہ۔ عالم گنج اور جنت پورہ وغیرہ بکلم انگریزی سرکار اٹھا دیئے گئے "تاکہ یہاں میاں میر چھاؤنی بن سکے"

(۵) مقبرہ حضرت ملا شاہ بدخشانی قادری شہزادہ داراشکوہ قادری نے اپنے پیر و مرشد حضرت ملا شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقبرہ نہایت

عالیشان بنوایا تھا۔ اور بہت سا سامان سنگ مرمر و سنگ سُرخ جمع کرایا تھا۔ رنجیت سنگھ نے اپنی حکومت میں اس مقبرہ کے تمام قیمتی پتھر اتر والے تھے۔ قبر کا تعویذ جو سنگ مرمر کا تھا اور سنگ مرمر کے پتھر سے۔ سنگ مرمر کی بلیں۔ سنگ قوسی۔ سنگ ابری۔ سنگ سُرخ کے تمام قیمتی پتھر اس ظالم نے اتروا کر رام باغ اترسر کی بارہ دری کے لئے جمعوا دیئے

اس عالیشان مقبرے کے محراب سنگِ رُخام کے بنے ہوئے تھے۔

(۶) مقبرہ سید عبدالوہاب قادری | یہ مزار گڑھی شاہو میں واقع ہے۔ کسی زمانہ میں پختہ چونہ گچ مقبرہ کے اندر قبر پختہ مع فرش

سنگِ مرمر کی بنی ہوئی تھی۔ قریب ہی بڑا چاہ جس کو تالاب کہنا چاہیے۔ موجود ہے۔ اندر کافرش اور قبر کافرش رنجیت سنگھ کے حکم سے نکال لیا گیا اور قبر گرا دی گئی

(۷) مقبرہ سید شاہ چراغ گیلانی قادری | مقبرہ کے ساتھ جو نہایت عالیشان مسجد ہے سکھوں نے اس مسجد میں بارود بھری رکھی تھی

اور میگزین بنایا ہوا تھا۔ یہی حال مقبرہ کا تھا۔

(۸) مقبرہ حضرت شمس الدین قادری | آپ حضرت ابواسحاق قادری (مزنگ) کے مرید اور حضرت شاہ بلاول قادری کے پیر بہائی تھے۔ ان کا زمانہ اکبر جہانگیر

اور شاہ جہان کا تھا۔ جن دنوں شاہ جہان شہزادہ تھا۔ اس نے آپ کا روضہ نہایت عظیم الشان تعمیر کروایا مقبرہ پر چاروں گوشوں پر چار مینار تھے۔ سنگِ مرمر کا بھی استعمال کیا گیا۔ جب جہانگیر کو آپ کے وصال کا علم ہوا۔ تو اس نے آپ کے روضہ کے گرد ایک باغِ سعادت کرایا۔ جو عہدِ محمد شاہی تک آباد تھا۔ بعد میں سبک گردی کا شکار ہو گیا۔

(۹) مقبرہ خواجہ بہاری قادری | آپ حضرت میاں میر بالا پیر قادری کے خلفائے اعظم میں شمار ہوتے ہیں۔ مزار اقدس ریلوے لائن کے ساتھ میانمیر

کی آبادی میں واقع ہے۔ سکھوں کی غارتگری کے دوران رنجیت سنگھ کے ایک فرانسیسی جرنیل ایوی میٹائل نے اس مقبرہ کا تمام سنگِ مرمر اور دیگر قیمتی پتھر اتار کر لاہور میں اپنی کوٹھی میں لگوا لیا تھا۔

(۱۰) مقبرہ سید محمد فاضل متوکل قادری | آپ کا مقبرہ ہال روڈ لاہور پر بالمقابل مقبرہ شاہ اسماعیل محدث واقع تھا۔ سبک لٹیروں نے روضہ

سے قیمتی پتھروں کے ٹخنے اکھاڑ کر اسے منہدم کر دیا۔

(۱۱) مقبرہ شاہ شرف قادریؒ | آپ مالگیر کے عہد میں فوت ہوئے اور نہایت عظیم الشان مقبرہ بنا۔ جس کے ساتھ ہی ایک مسجد تھی جو فن تعمیر کا کامل نمونہ تھی

اس کی اندرونی دیواریں سنگ مرمر اور بیرونی دیواریں سنگ سرخ سے مزین تھیں۔ جب رنجیت سنگھ شہر کے باہر نندنی کھودنے لگا تو یہ مقبرہ اور مسجد مائل ہوئے چنانچہ اس نے تمام قیمتی پتھر اتار لیا اور امرتسر بھیج دیا۔ مسجد اور مقبرہ کو منہدم کر دیا۔ آپ کا تابوت نکالا اور فقیر عزیز الدین کی نگرانی میں موجودہ جگہ بنک اسکوائر نزد مال روڈ پر ایک معمولی سی چار دیواری میں متعلیٰ حضرت خواجہ محمد سعید نقشبندی کے روضہ کے دفن کر دیا۔

(۱۲) مزار سید عبدالخالق بن سید عبدالواسع | محلہ سیدسر (حوض سید) گڑھی شاہو میں واقع تھا۔ بھنگی بکھوں نے اپنے دور بد معاشی میں اس محلہ کو خوب لوٹا۔ اور برباد کر دیا۔

(۱۳) مقبرہ سید بدر الدین گیلانیؒ | آپ شاہ جہان کے عہد کے بزرگ تھے۔ اور آپ کے نام سے ایک محلہ سید بدر الدین تھا۔ اب اس جگہ مال روڈ پر گورنٹ

ہاؤس ہے۔ انہوں نے اس جگہ ایک نہایت عظیم الشان مسجد تعمیر کروائی تھی۔ ۱۶۶۱ء میں مالگیر کے عہد میں ان کا وصال ہو گیا۔ یہ حاکمان لاہور کے عہد رنجیت سنگھ نے اس پر قبضہ کیے پہلوؤں کیے کشتی وغیرہ کا کروادیا اور یہ گنبد کشتی والا کے نام سے مشہور ہو گیا۔ بعد ازاں مہاراجہ نے یہاں چھاؤنی بنوائی جس کا انچارج جمدار خوشمال سنگھ مقرر ہوا جس نے گنبد گرا کر مہشت پہلو کو ٹھی بنوائی۔ آج بھی آپ کا مزار گورنٹ ہاؤس کی زیریں منزل میں موجود ہے۔

## لاہور اور اس کے مضافات

مدینۃ الاولیاء لاہور میں سب سے پہلے قطب الاقطاب سید محمد غوث گیلانی حلبی اچھی اشاعت اسلام کے لئے وارد ہوئے تھے۔ آپ عسکریں شباب میں عرب و عجم اور ترکستان و خراسان کی سیرو سیاحت کے بعد پاکستان میں تشریف لائے تھے اور لاہور میں کچھ عرصہ محلہ کوفت گراں میں مقیم رہے۔ یہاں مسجد تعمیر کروائی۔ اور پھر دہلی اور ناگور تشریف لے گئے اور وہاں مختصر قیام کے بعد حلب (ایران)

واپس چلے گئے۔ آپ کا وصال ۹۲۳ھ مطابق ۱۵۱۶ء عہد سکندر لودھی میں ہوا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ خاندانِ سادات کے عہد میں یا خاندانِ لودھی کے اوائل میں تشریف لائے ہوں۔ مزار پرنالوار آپ کا اوتح شریف میں ہے۔

اور اس تاج البلاد میں جو قادری بزرگ سب سے پہلے تشریف لائے۔ اور یہاں ہی مستقل مقیم ہو گئے۔ وہ شیخ المشائخ حضرت شاہ فیروز قادری لاہوری ہیں۔ جن کی وفات بمقام لاہور ۹۳۴ھ مطابق ۱۵۲۷ء عہد ظہیر الدین بابر میں ہوئی۔ آپ سے پہلے آپ کے جد امجد حضرت شاہ عالم قادری بغداد سے لاہور تشریف لائے تھے۔ اور پھر دارالسلطنت اسلامیہ دہلی کی طرف چلے گئے۔ بعد ازاں پھر لاہور ہی تشریف لے آئے اور اسی جگہ سکونت اختیار کی۔ وصال کے بعد حضرت شاہ فیروز گیلانی قادری ان کے جانشین ہوئے۔ مگر ان کا مزار اب ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا۔

شہنشاہ بابر نے پانچ چھ سال ہی حکومت کی۔ ہمالیوں کو تمام عمر چین سے رہنا نصیب ہی نہ ہوا مگر اس کے فرزند جلال الدین اکبر کے زمانہ ہی میں لاہور کو بہت ترقی اور خوشحالی نصیب ہوئی۔ پہلے تو اس نے کچے قلعہ کو شاہی قلعہ (پختہ اینٹوں سے) بنوایا۔ پھر بانڈو گوجر کے پاس ایک شکارگاہ بنوائی۔ جس میں چالیس میل سے شکار گھیر کر لایا جاتا تھا۔ پھر اس نے شہر کو مختلف حلقوں میں تقسیم کیا۔

## گزرہائے اندرون شہر "لاہور"

شہر کی قدیم آبادی جو فیصل کے اندر واقع تھی۔ نو گزروں پر منقسم تھی۔

(۱) گزر شہباز خاں؛ شاہی قلعہ لاہور کے جنوب کی طرف کی آبادی جس میں موجودہ حالت میں بارود خانہ وغیرہ شامل ہے۔

(۲) گزر شیخ محمد اسحاق؛ حفزی دروازہ (مستی دروازہ) کے اندرون دونوں اطراف کا علاقہ اس گزر میں شامل تھا۔

(۳) گزر مانک چوک | سید مٹھاسے نکالی دروازہ اور فصیل تک کا علاقہ اس میں شامل تھا۔ موجودہ حالت میں بھائی دروازہ بازار حکیمان کے ارد گرد کا

علاقہ اس میں واقع تھا۔

(۴) گزر منہار زخاں | کوچہ ڈوگراں۔ شاہ عالمی دروازہ۔ جوڑے سوری۔ لاہوری منڈی کے تمام گلی کوچے اس میں شامل تھے۔ جب ملک ایاز پنجاب کا حاکم بنا اور اس نے اجڑا ہوا شہر دوبارہ آباد کرنا شروع کیا تو سب سے اول آبادی شہر کے اسی محلے سے شروع ہوئی جس کو لوہاری منڈی کہتے ہیں۔

(۵) گزر تلوارہ | اندرون بھائی دروازہ مغرب کا تمام علاقہ اس گزر میں شامل تھا۔ حضرت پاک رحمان قادری نوشاہی جب لاہور تشریف لاتے تھے تو اپنی بیٹھک جو کہ اندرون بھائی دروازہ ہے۔ قیام فرمایا کرتے تھے۔ یہ بیٹھک آج تک زیارت گاہ خواص دعوام ہے۔

(۶) گزر مجھی ہٹہ | شاہ عالمی کا اندرونی حصہ اس میں واقع تھا۔

(۷) گزر وچھو والی | شہر کے وسط کا تمام علاقہ اس گزر سے ملتا تھا۔

(۸) گزر چھو دیوانی | اندرون دہلی دروازہ۔ اندرون موچی دروازہ بشمول پیل و ہڑہ سویلی میاں خاں۔ محلہ قاضی محمد مسلم۔ محلہ سید نظام بخاری۔ محلہ انوند محمد فاضل اور ملحقہ کوچے و گلیاں اس میں شامل تھیں۔ محلہ فضل آباد شہنشاہ اکبر کے وزیر ابوالفضل نے بسایا تھا۔ جس میں وہ فیضی اور ان کا والد مبارک قیام پذیر تھے شیخ مبارک اسی جگہ فوت ہوا تھا۔ اور یہاں ہی امانتاً دفن ہوا۔

(۹) گزر رڑہ | دہلی دروازہ سے سنہری محلہ اور رنگ محل کا علاقہ۔ اندرون اکبری دروازہ کی تمام گلیاں اس میں شامل تھیں۔ مسجد وزیر خاں اور ملحقہ مقابر بھی اسی گزر کی حدود میں واقع تھے۔ مزارات سید صوفیہ۔ سید بلند اور میاں بادشاہ سید اسحاق گزرونی اسی علاقہ

میں واقع تھے۔

لاہور میں شہنشاہ اکبر نے اپنے نام پر ایک منڈی تعمیر کرائی جسے آج تک اکبری منڈی کہہ جاتا ہے جو اندرون دہلی دروازہ واقع ہے۔ نیز ایک دروازہ بھی بنوایا۔ جس کو اکبری دروازہ جاتا ہے جو کہ پاکستان بننے کے بعد مسمار کر دیا گیا ہے۔

مسجد وزیر خاں کے اوقاف میں سرٹے وزیر خاں اور حمام وزیر خاں بھی شامل تھا۔ جن میں سے حمام اب باقی ہے۔

مقبرہ امام غلام محمد المشہور امام گاموں مرید حضرت عبداللہ شاہ قلداری مزنگوی کا یہیں ہے۔ سید محمد غوث گیلانی الحسنی اعلیٰ الاویچی قادری جب لاہور تشریف لائے تھے تو انہوں نے محنت کوفت گراں میں قیام فرمایا تھا اور یہاں ایک مسجد بھی بنائی تھی جو یقیناً سلسلہ عالیہ قادریہ کی لاہور میں پہلی مسجد تھی۔

حضرت عبدالجلیل چوہدری بنگالی سہروردی۔ حضرت موسیٰ  
 کے مقابلے میں علاقہ میں ہیں۔ خاندان لودھی کے زمانہ  
 دولت خاں اور سرائے دولت خاں اسی علاقہ میں  
 تھا۔ حضرت میاں میر تقاری لاہوری اس علاقہ میں بھی

### (۱۳) محلہ جوہریاں

موجودہ لنڈا بازار اس جگہ پر آباد ہے۔ یہ بازار نسخا  
 جواہرات اور موتیوں کا کاروبار کرنے والے لکھ پتی  
 دکانات جن میں ان لوگوں کی دکانیں تھیں۔ چونکہ  
 مشہور تھی۔ سکہ لیٹروں اور ریزروں نے اس بازار کو

### (۱۴) محلہ شاہ کاکو

مسجد شہید گنج اس محلہ کے وسط میں ہے۔ سکھوں کے  
 ہیں۔ اب یہاں گور۔ دوارہ ہے۔ ایک دفعہ حضرت میاں  
 نے فرمایا تھا کہ یہاں ایک عارف اور ولی اللہ حضرت  
 کا سالانہ عرس ہونے لگا۔

مذہبی کتب  
 بازار کتب

علم

نسخہ

سکھ

جگہ اپنے محلّات و باغات بنوائے تھے۔ عہد شاہجہان میں یہ حصّہ شہرِ جنتِ نظیر تھا۔ پہلے یہاں نواب آصف خاں وزیرِ اعظم شاہ جہاں کی حویلی تھی جس پر بیس لاکھ روپیہ خرچ اٹھا تھا۔ ایک زمانہ تھا۔ جب شاہجہاں صاحبِ قرآن لاہور آیا تھا تو نواب آصف خاں نے اسی حویلی میں بادشاہ کی دعوت کی تھی جس پر چھ لاکھ روپیہ خرچ آیا تھا۔ نواب آصف خاں (جس کا مقبرہ شہدرہ میں ہے) کی وفات کے بعد یہ حویلی دارا شکوہ قادری کو مل گئی تھی۔ جہاندار شاہ جب لاہور آیا تھا تو اس نے اپنی محبوبہ لال کنورہ کے ساتھ اسی حویلی دارا شکوہ قادری میں قیام کیا تھا۔ اس علاقہ میں ایک نہایت عالیشان دو منزلہ مسجد تھی جو کہ دارا شکوہ نے بنوائی تھی۔ انگریزی عہد میں محمد سلطان نے اس کو گرا کر سرائے بنالی۔

### (۶) محلّہ فدائی خاں

یہ محلّہ دہلی دروازہ اور اکبری دروازہ کے باہر واقع تھا۔ مزار حضرت شاہ محمد غوث قادریؒ اسی محلّہ میں واقع ہے۔ اس کے علاوہ حضرت سید سکندر شاہ قادری چشتی ابن سید میر محی الدین سلطان المشائخ بھی اسی جگہ دفن ہیں۔ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں نواب فدائی خاں نے یہاں ایک نہایت عظیم الشان محل بنایا تھا۔ یہ فدائی خاں وہی ہے جس نے بادشاہی مسجد لاہور اپنے اہتمام میں تعمیر کروائی تھی۔

### (۷) بازارِ نخاس

یہ بازار موجودہ ریلوے سٹیشن لاہور کے قرب و جوار میں تھا۔ اس میں غیر ملکی تاجر گھوڑوں کی تجارت کرتے تھے۔ کیونکہ یہاں ایک بہت بڑی منڈی کا انتظام تھا۔ نیز اس کے قرب و جوار میں سرائے اور اصطبل بھی تھے۔ دو منزلہ دروازہ نخاس مسجد وزیر خاں کے دروازہ کی طرح گل کاری اور صنعت کاری میں لاجواب تھا۔ یہ کاشی کار دروازہ انگریزی دور کے عہد تک موجود تھا۔ شیخ سعد اللہ بنی اسرائیلی کا اسی محلّہ میں مدرسہ تھا۔ شیخ اسحاق کا کوہ چشتی کا مزار بھی اسی جگہ تھا۔

### (۸) محلّہ حاجی نالہ

نواب علی مردان خاں نے دو سو بیگمہ زمین پر ایک نہایت عالیشان باغ بنوایا تھا۔ جس

کا نام نوکھا تھا۔ اس باغ کے ارد گرد کے علاقہ کو محلہ حاجی نالہ کہا جاتا تھا۔ شہزادہ داراشکوہ قادری اپنی کتاب سکینۃ الاولیاء میں لکھتا ہے کہ ملا خورد کلاں قادری سے اس باغ کا ایک سرس کا درخت ہم کلام ہوا تھا جس نے کہا تھا کہ میرے پتوں میں یہ خاصیت ہے کہ یہ نافع پڑھنا ہوں۔ اس باغ میں حضرت میاں میر قادری ریاضت و مجاہدہ کیا کرتے تھے۔ اسی نوکھا میں مرزا کامران فرزند بابر بادشاہ نے باغات اور محلات تعمیر کروائے تھے۔

### (۹) سیدسر

ریلوے سٹیشن لاہور سے گڑھی شاہو تک کی آبادی کو سیدسر کہا جاتا تھا اس علاقہ میں سید عبدالخالق بن سید عبدالواسع نے ایک تالاب بنوایا تھا۔ سر ہندی میں تالاب کو کہتے ہیں۔ چونکہ یہ سید صاحب نے بنوایا تھا۔ اس لئے سیدسر کے نام سے معروف ہوا۔ سکھوں کے عہد میں اس جگہ کی بہت تباہی ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ سید ابوتراب المعروف بہ شاگدا حسینی قادری کا مزار بھی اسی نواح ریلوے کالونی میں کوٹھیوں کے درمیان واقع ہے۔ گڑھی شاہو ریلوے اونچے پل کے نیچے شیخ محمد سلطان المشہور مرگ نبینی قادری کے مزار کا احاطہ ہے موجودہ برٹ انسٹیٹیوٹ تالاب کی جگہ واقع ہے۔

### (۱۰) مٹھی ابو الجیر

موجودہ آبادی گڑھی شاہو کے درمیان یہ محلہ آباد تھا۔ شاہ ابو الجیر کی مسجد اور مزار اسی جگہ واقع ہے۔ مین بازار گڑھی شاہو کے بالمقابل علامہ اقبال روڈ پر مقابر سید محمود قادری حضرت سید شاہ نور قادری۔ سید سرور دین حسوری۔ سید جان محمد حسوری قادری اور سید عبدالوہاب قادری کے مزارات بھی مرصع خلائق ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت شاہ گدا قادری۔ شیخ محمد فاضل قادری۔ حضرت لال گدا قادری۔ حضرت شاہباز گدا قادری۔ شیخ احمد گدا قادری کے مزارات بھی ریلوے کالونی میں موجود ہیں۔

### (۱۱) بستی میاں میر

موجودہ گاؤں میاں میر اسی جگہ آباد ہے۔ شہنشاہ اکبر نے اپنے عہد میں قیام لاہور کے دوران اس جگہ خیر پورہ اور دھرم پورہ دو آبادیاں مسلمانوں اور ہندوؤں کے لئے تعمیر

کھدائی تھیں۔ آپ کے روضہ متبرکہ کے قریب کسی زمانہ میں مقبرہ پیش رو خاں بھی تھا۔ آبادی میانپور میں مقبرہ حضرت ملا شاہ بدخشان قادری۔ مقبرہ حضرت خواجہ بہاری قادری اور مزارات خاندان خواجہ محمد شریف قادری۔ بی بی جمال خاتون۔ محمد ابراہیم روحی قادری ہیں۔ اور ریلوے لائن کے پار مقبرہ و چار دیواری حضرت میاں میر قادری ہے۔ جس میں آنجناب کے بے شمار خلفاء کے مزارات ہیں۔ ملحقہ آبادیوں میں عالم گنج، غیاث پورہ، دارا پورہ، ہاشم پورہ سب مشہور ہیں۔ جوگی پورہ بھی نواحی آبادیوں میں شامل تھا اور محلہ خوانچی پورہ بھی یہیں تھا۔

### (۱۳) منڈی شہزادہ پرویز

چاہ میراں سے آگے کوٹ خواجہ سعید کے درمیان بائیں طرف جہاں شہزادہ پرویز کا مقبرہ اب نہایت خستہ حالت میں ہے۔ یہاں اس زمانہ میں منڈی تھی۔ سلطان پور کے باغ کے نزدیک باغیچہ سوانی رہا تھا۔ جہاں حضرت میاں میر قادری عبادت فرمایا کرتے تھے۔ مقبرہ شہزادہ پرویز اندر باہر سے سنگ مرمر کا تھا۔ اور فرش بھی سنگ مرمر کا تھا۔ جو سکھ لٹیروں نے تباہ و برباد کر دیا اور تمام قیمتی پتھر اتار کر نہایت سنگم نے امرتسر بیچ دیا۔ قطب شاہ قادری کا مزار اسی آبادی کے قبرستان میں ہے۔

### (۱۴) چوہٹہ سوداں

موجودہ علاقہ تیراب اعظم اور

باغ راہر دینا ناتھ کے درمیان کی آبادی چوہٹہ سوداں کے نام سے مشہور تھا۔ حضرت گھوڑے شاہ سہروردی کی قبر اور قبرستان اسی جگہ ہے۔ حضرت شاہ بلاول قادری کا موجودہ مزار باغ راہر دینا ناتھ سے ملحقہ قبرستان میں واقع ہے۔

### (۱۵) دروازہ مندر

جی۔ ٹی۔ روڈ نزد ریلوے جنرل سٹور کے باہر بڈھو کے آدے اور مقبرہ نواب خان دوران کے مقام پر یہ آبادی تھی۔ کسی زمانہ میں ہندوؤں کا یہاں ایک نہایت عظیم الشان مندر تھا

### (۱۶) بیگم پورہ

موجودہ آبادی بیگم پورہ اسی جگہ ہے۔ مسجد و مقبرہ حضرت ایشان خاوند محمود نقشبندی۔ مقبرہ دائی انگہ گلانی دروازہ۔ مقبرہ شرف النساء بیگم۔ مزارات نواب عبدالصمد خاں ولیر جنگ ناظم پنجاب

نواب رکیب خان خان بہادر۔ نواب یحییٰ خاں۔ نواب عبداللہ خاں اور عظیم الشان حویلیاں  
 ناظمان لاہور کی اسی جگہ تھیں۔ مسجد بیگم جان بھی اپنی پوری آب و تاب سے اسی جگہ آباد  
 ہے۔ یتیم خانہ دارالفرقان اب اسی جگہ میں آباد ہے۔ نزدیک ہی قطب الاقطاب سید  
 بدر گیلانی کا چلہ بنام چلہ شاہ بدر دیوان قادری موجود ہے۔  
 باغبان پورہ میں حضرت شاہ حسین قادری۔ حضرت مادھو قادری۔ حضرت رنگ بلاول قادری  
 حضرت عبدالعنی قادری کے مقابر و مزارات بھی ہیں۔

### (۱۶) بازار ترپوہ

یہ بازار شاز و لیبارٹریز جی۔ ٹی۔ روڈ کے نواح میں واقع تھا۔ اس جگہ جامع مسجد  
 (عید گاہ جہانگیری) تھی جو اپنی زرنگاری اور کاشی کاری نیز وسعت کے لحاظ سے لاہور میں  
 ایک انفرادی حیثیت رکھتی تھی۔ اس عظیم الشان عید گاہ کو انگریزی عہد میں اینٹوں کے  
 حصول کے لئے گرا دیا گیا۔ واقعات جہانگیری کے مطابق اس مسجد پر بیس لاکھ روپے  
 خرچ لٹھے اور ساتھ ہی دو رویہ بازار بنا تھا۔ یہ مسجد خواجہ ایاز انجینئر کی زیر ہدایت  
 بنائی گئی تھی۔ تین بازار تھے۔ ہر بازار میں دو سو ستر دکانیں تھیں۔ جو کہ دو منزلہ تھیں۔ اس  
 مسجد کے انتظام کے لئے پچاس خادم رہتے۔

### (۱۸) محل مشکی

موجودہ بھوگیوال جہاں نواب میاں خاں کا باغ بارہ درہ اور مسجد واقع ہے۔ اکبر کے زمانہ میں  
 اس کے ایک میراثی شکل نام نے اس جگہ حویلی تعمیر کروائی تھی۔

### اسحاق پورہ

ثالامار باغ کے پاس دو قبے تھے۔ ایک کا نام اسحاق پورہ اور دوسرے کا نام بابو پورہ تھا۔ عہد  
 شاہجہانی میں اس قبے کو اٹھا دیا گیا۔ بابو پورہ کو بابو نے مہر سنگ کے باپ مہر چٹھا کے ہاتھ فروخت  
 کر دیا۔ اس نے یہ آبادی خرید کر اس کا نام باغبان پورہ رکھا۔ حضرت شاہ عبدالعنی قادری خلیفہ  
 حضرت میاں میر قادری کا مقبرہ قبرستان میں واقع ہے۔ یہ مقبرہ شہزادہ دارا شکوہ قادری نے بنوایا تھا

## میردادپور

حضرت شاہ بلاول قادری کی قبر (پہلی جگہ جہاں مہاراجہ شیر سنگھ اور اس کے لڑکے اجیت سنگھ کو گولی کا نشانہ بنایا گیا تھا) یعنی کوٹ خواجہ سعید سے شمال کی طرف یہ آبادی موجود تھی۔ اب اس کا نام دنشان بھی موجود نہیں ہے۔

## (۲۰) تیلی و ہسٹہ

موجودہ آبادی درس میاں و ڈاسہڑوی کے قرب و جوار میں یہ آبادی تھی۔ اب اس پر قبرستان تیلیاں واقع ہے۔ چونکہ یہاں کثرت سے تیلی رہتے تھے۔ اس لئے اس کو تیلی پورہ بھی کہتے تھے۔

## (۲۱) بڑی پھلواری

یہ آبادی تیلی و ہسٹہ کے جنوب مغرب میں تھی۔ ریلوے جنرل سٹور کے باہر جی۔ ٹی۔ روڈ کی طرف مزار سید عبداللہ شاہ گیلانی المعروف پیر روڑاں والا ہے۔ جہاں نواب علی مردان خاں حاضر ہو کر ہر حجرات کو تقسیم طعام کرتا تھا۔ نیز ہر روز یہاں کثرت سے پھول بھیجتا تھا اور خشک پھولوں کے ڈبیر ہر وقت یہاں لگے رہتے تھے۔ اسی لئے یہ علاقہ بڑی پھلواری کے نام سے مشہور ہو گیا۔ یہ مزار اب گلابی دروازہ اور مقبرہ نواب علی مردان خاں کے درمیان جنرل سٹور کی دیوار کے باہر واقع ہے۔

## (۲۲) محلہ گنج

موجودہ مغلیہ پورہ اور گانگراؤنڈ (گڑھی شاہی) کے درمیان یہ علاقہ ہے۔ مقبرہ نواب بہادر خاں جو امرتسر ریلوے لائن کے آہنی پل کے پاس ہے۔ اس آبادی کے وسط میں تھا۔ اس محلہ کا علاقہ موجودہ ریلوے سٹیشن میاں میرنگ تھا۔ مراد اقدس حضرت شیخ عبدالحق قادری مرید از سلسلہ حضرت میاں میر قادری جس کی بددعا سے بدھو کا آوا خراب ہو گیا ہے۔ نہر کے کنارے ریلوے والوں کی ایک کوٹھی میں واقع ہے۔

## (۲۳) قصاب خانہ

جہانگیر کے عہد میں یہ محلہ آباد ہوا۔ بڑے بڑے امیر قصاب یہاں رہتے تھے۔ جہاں ایک نہایت عالی شان مسجد بھی تھی۔ اسلامی حکومت کا دور ختم ہونے پر سکھوں نے اس محلہ کو برباد کر دیا۔ یہاں شیخ جان محمد سہڑوی کی قبر بھی ہے۔ علاوہ ازیں مسجد کے ساتھ مولوی تاج دین قادری کا مزار بھی ہے۔ ریلوے

لائن سے دوسرے پار قبرستان محلہ فیروز گنج میں قبلہ و کعبہ والد مکرم حضرت میاں شہاب الدین قادری کا مزار اقدس ہے۔

### ۱۲ ٹور پورہ

یہ قصبہ مہر کریم بخش نے ۱۸۶۲ء میں آباد کیا تھا۔ یہ علاقہ مقبرہ نواب بہادر خاں کے مغرب کی طرف واقع تھا۔ اب یہاں ریلوے کی کوٹھیاں وغیرہ بن گئی ہیں۔ نواب بہادر خاں کے مقبرہ کے پاس ریلوے کی رجسٹریشن میں نواب نصرت خاں کا مقبرہ اب بھی موجود ہے۔

### ۱۲ محلہ طرابلسجاری

شاہ عالمی دروازہ کے باہر جس موقع پر چھو بھگت کا چوبارہ (اندرون میوہ پتال) واقع ہے۔ یہ محلہ آباد تھا۔ اس محلہ میں امراء اور وزراء آباد تھے۔ حضرت شاہ یعقوب صدر دیوان کا مزار عالی اسی محلہ میں واقع تھا۔ اب اس کے نزدیک تالاب و مندر دیوان رتن چند ہے۔ ملا جمال قلوبی کی عظیم الشان درس گاہ بھی اسی محلہ میں تھی۔ نیز اسی محلہ میں ایک زمانہ میں میر غلام علی آزاد بلگرامی مصنف "خزانہ عامرہ" نے شاہ فقیر اللہ آفرین لاہوری سے ملاقات کی تھی۔ میر صاحب لکھتے ہیں "در محلہ بنجاری لاہور سکونت داشت"

اسی حصہ آبادی میں یکے از مریدان باصفا حضرت میاں میر قادری حضرت شاہ بلال پیر بہاؤن شاہ کا بھی مزار عالی ہے۔ محلہ والی لاڈو اسی محلہ کے ساتھ لگتا تھا۔ جس میں مسجد والی لاڈو و دفاتر پاکستان ٹائمز و امروز اب موجود ہیں۔ اسی محلہ کے پاس حضرت فیروز گیلانی قادری کا مزار پُر انوار ہے۔ ایک سادھو نے اس مسجد پر قبضہ کر کے اسی کو اپنا گھر بنا لیا تھا اور اس میں ٹھا کر دیں کی تصاویر رکھ دیں۔ پھر ایک قادری لوشاہی فقیر نے چند مسلمانوں کی امداد سے اس سادھو کو نکال کر مسجد پر قبضہ کر لیا۔

### ۱۲ قطب غوری

ٹوباری دروازہ کے باہر انارکلی میں جہاں کہ کسی زمانہ میں سلطان قطب الدین ایبک کا نہایت عالی شان مقبرہ واقع تھا۔ آباد تھا۔ کسی زمانہ میں اس مقبرہ پر نہایت عمدہ سنگ مرمر کا دو منزلہ گنبد تھا۔ جو زنجیت سنگھ کے عہد میں مسمار کر دیا گیا تھا۔ اب یہ مقبرہ پھر حکومت

پاکستان کی نوازش سے نہایت شان و شوکت سے تعمیر ہو رہا ہے۔ اردگرد کے مکانات مسمار کر دیئے گئے ہیں۔ اور ساتھ ہی باغیچہ بھی بنوا دیا گیا ہے۔ گورنمنٹ کالج لاہور کے اندر حضرت شیخ موسیٰ کھوکھر کا مزار ہے جو حضرت شیخ بہلول دریائی قادری کے مرید تھے۔

### (۲۱) لکھی محلہ

یہ جگہ محلہ قطب غوری کے مغرب کی جانب تھی۔ جہاں لاکھ پتی کاروباری اور تاجر حضرات مقیم تھے۔ یہ محلہ ہال روڈ کے گرد و نواح میں تھا جہاں محمد سلطان ٹھیکیدار نے اپنی کوٹھی بھی بنوائی تھی رنجیت سنگھ کے عہد میں اس محلہ کی اتنی تباہی ہوئی کہ لوگ اپنے اپنے مکانات خالی کر کے اندرون شہر چلے گئے۔ سید اسماعیل محدث کا مزار پرنوار بھی اسی جگہ ہے۔ آپ کے مزار کے سامنے سید حاجی عبداللہ گیلانی بن سید اسماعیل بن سید قاسم بن سید صوفی بن سید محمد اسماعیل بن سید عبداللہ ربانی کا مزار ہے۔

محلہ درگاہی شاہ اس محلہ سے مشرق کی طرف آباد تھا جہاں اب حضرت درگاہی شاہ کا مزار جو مسجد ہے۔ یہاں ہی حضرت سید محمد فاضل متوکل قادری کا مزار ہے جو سید محمد ہاشم گیلانی لاہوری کے فرزند تھے۔

محلہ شاہ بدر گیلانی بھی اس کے نزدیک ہی تھا۔ یہاں ایک نہایت عالی شان قدیم مسجد شاہ بدر تھی سکھوں کے عہد میں اس مسجد میں بارود بھری رہتی تھی۔ جب انگریزوں کا عہد آیا تو سردار خاں بلوچ نبردوار مرنگ نے اس مسجد کو شہید کر کے اس کی اینٹیں بیچ لیں۔ قبرستان سادات گیلانیہ کو انگریزوں کے عہد حکومت میں نیست و نابود کر دیا گیا۔

### ۱۲ رسول پورہ

موجودہ دناترہائی کوٹھہرا کاؤنٹنٹ جنرل مغربی پاکستان اس جگہ آباد ہیں۔ مقبرہ حضرت شاہ چراغ قادری۔ حضرت عبدالقادر ثالث قادری بن سید محمد غوث بالا پیر قادری صاحب۔ ست گمرہ مسجد شاہ چراغ اسی جگہ ہیں۔ ہمالیوں بادشاہ کے زمانہ میں جب اس جگہ کی سرداری لشکر خاں بلوچ کو ملی تو اس نے یہاں نہایت عالی شان حویلیاں بنوائیں اور اس طرح رسول پورہ محلہ لشکر خاں کے نام سے موسوم ہوا۔ یہ محلہ درانیوں اور سکھوں کی فارت گری سے برباد ہو گیا۔

پرائی انارکلی میں سید اسماعیل گیلانی ابن سید عبداللہ ربانی قادری اوچی کا مزار پر انوار ہے۔

## بانع نسلی

عمائب گھر اور پنجاب پبلک لائبریری، اریگیشن سکرٹریٹ، ٹاؤن ہال وغیرہ عمارات اس جگہ پر آباد ہیں۔ یہاں نواب وزیر خاں وزیر اعظم کے بانغات و بارہ دری تھی۔ حضرت میاں میر قادری لاہوری اس جگہ اکثر عبادت کیا کرتے تھے۔ حضرت شیخ پیر محمد المشہور حضرت پھیلا صاحب قادری نوشاہی جو گھوڑوں کے ناچر تھے جب لاہور تشریف لائے تو حضرت میاں میر قادری لاہوری سے ملائی ہوئے تھے۔ علاوہ ازیں ساقط برخوردار قادری نوشاہی ابن حضرت نوشاہی گنج بخش قادری نے لاہور میں تعلیم حاصل کی اور نواب سعد اللہ خاں سے ملاقات ہی فرمائی۔ حضرت موسیٰ کھوکھر قادری کا مزار گورنمنٹ کالج کے احاطہ میں واقع ہے۔

## محلہ پیر عزیز

اکبر بادشاہ کے عہد میں پیر مزنگ نے یہ محلہ آباد کیا تھا۔ بعد ویلانی کے اس پر کئی بستیاں آباد ہو گئیں۔ مثلاً کوٹ عبداللہ شاہ، کوٹ ملاہر قلعہ مہرآدہ، مبارک پورہ، تاج پورہ، بھونڈ پورہ، محلہ نزدلی، بستی مہتراں وغیرہ۔ پیر عزیز مزنگ کابل سے لاہور آکر مقیم ہوا تھا۔ مغلوں کی ایک گوت مزنگ کہلاتی تھی۔ اس وجہ سے آبادی کا نام مزنگ پڑا۔ عبداللہ شاہ قادری کی مسجد اور مقبرہ اسی آبادی میں ہے۔ محلہ جاٹ پورہ اس کے نزدیک تھا جہاں جاٹ رہا کرتے تھے۔

## پنڈ ڈھولال

قبرستان میانی میں یہ محلہ مکان حضرت شاہ مقیم محکم الدین قادری کے پاس واقع تھا۔

## میان

حضرت طاہر بندگی قادری اور حضرت ابو محمد قادری کے مقابر اسی علاقہ میں تھے۔ کسی زمانہ میں یہ بستی تھی مگر اب خالصتاً قبرستان ہے۔ حضرت طاہر بندگی کے عہد میں اس محلہ کی بہت رونق تھی عمارات، مساجد اور درگاہ بھی یہاں تھی جہاں طلباء کو تفسیر، حدیث اور علوم فقہ کی تعلیم دی جاتی تھی۔ سکھ غارتگروں نے اس کو اپنے عہد میں اس کو خوب لوٹا۔ ہزاروں قرآن شریف و کتابیں لوٹ کر لے گئے اور آبادی کے باہر پھینک گئے۔ سید بابا والدین شاہ المشہور بہاول شیر کا مزار اس جگہ

واقع ہے۔ اس کے علاوہ سید میر میراں بن سید مبارک حقانی قادری اوچی ہی گورتان میانہ میں مدفون ہیں۔ اور حضرت قطب الاناق سید عبدالرزاق فرزند حضرت غوث الاعظم کے صاحبزادے حضرت سید جمال اللہ حیات المیر سے میانہ میں حضرت شاہ مقیم قادری حجرہ والوں نے بیعت کی تھی۔

### محلہ ابواسحاق

حضرت شاہ ابواسحاق قادری مزنگ کے مقبرہ کے اردگرد کی آبادی آپ کے نام پر مشہور ہوئی موجودہ ٹیپل روڈ پر رکھوں کی چھوٹی بادشاہی کی عمارت ہے۔ شاہ ابواسحاق قادری حضرت سید داؤد شیرگڑھی کے خلیفہ تھے۔

اس محلہ کے شمال میں ایک ٹوٹی پھوٹی مسجد ہے جس کو خوجوں کی مسجد کہا جاتا ہے۔ یہ خوجوں کا محلہ تھا۔ خوجوں کا محلہ محلہ پیر عزیز مزنگ سے مشرق کی طرف واقع تھا۔ سکھوں کے عہد میں یہاں ایک نہایت عالیشان مسجد تھی۔ جس میں بر وقت بارود بھری رہتی تھی۔ انگریزوں کے عہد میں ایک شخص شمس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس مسجد کو کوٹھی کی شکل دے کر ایک انگریز کرایہ دار رکھ لیا اور کرایہ کھانے لگا۔

خوجوں کے محلہ کے پاس ایک قدیم محلہ جاٹ پورہ بھی تھا۔

### ۱۲ محلہ دلاواڑی

گورنمنٹ تلگھ ٹیلیفون آفس سے بنک اسکوائر تک کا علاقہ محلہ دلاواڑی کہلاتا تھا۔ حضرت شاہ شرف اور حضرت خواجہ محمد سعید نقشبندی کے مزارات اسی آبادی میں ہیں۔ سید عبدالرزاق جن کا مزار نیلا گنبد میں ہے نے سب سے پہلے اس محلہ میں سکونت اختیار کی۔ امیر دوست محمد خاں والی افغانستان کا بھائی امیر سلطان محمد خاں جب لاہور آیا تھا تو وہ اس محلہ میں آتا رہا۔ اور نذر و نیاز تقسیم کرتا رہا۔ گوجر سنگھ بھنگی نے اس محلہ کی بعد ازاں اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی۔

### ۱۳ دولت آباد

مزنگ کے پاس بہر ڈوڈ روڈ کے قرب و جوار میں یہ محلہ آباد تھا۔ حضرت سید عبدالقادر گیلانی اور حضرت میر یعقوب گیلانی کے مزارات اسی آبادی میں ہیں۔ اس جگہ کئی قلعہ جات تھے جن کے

نام یہ ہیں۔

قلعہ میر محمود۔ قلعہ میر کنایت خاں۔ قلعہ میر ارشد خاں۔ قلعہ نواب میر محمد۔ قلعہ میر اکبر  
یہ سب لوگ اولاد سید عبدالقادر ثانی سے تھے۔ جو کہ اپنے والد سید جلال الدین سے سلسلہ  
عالیہ قادریہ میں بیعت تھے۔ اس جگہ زمان شاہ کا باغیچہ بھی تھا۔ اسی جگہ سید غیاث الدین  
دولت شاہ گیلانی کا مزار بھی ہے۔

### ۱۳ شیش محل

حضرت مخدوم سید علی ہجویریؒ داتا گنج بخش کے مقبرہ سے لال کوٹھی دفتر مرکزی حزب لائسنس  
اور کربلا گامے شاہ کی طرف کا علاقہ شیش محل کہلاتا تھا۔ پیر غازی المشہور بہ پیران غیب  
قدس سترہ کا مزار یہاں ہی واقع ہے۔ یہاں پر ایک شیش محل نامی عمارت تھی۔ جس کو  
آئینوں کا محل بھی کہا جاتا تھا۔ اور عہد اسلامی میں موجود تھا۔ حضرت حاجی محمد قادری المشہور  
بہ نوشاہ گنج بخش قادری جب لاہور تشریف لائے۔ تو آپ نے حضرت عبدالوہاب متقی قادری  
سے ملاقات کی اور مسجد فرید بخاری میں قیام کیا۔ لکھا ہے کہ شہنشاہ اکبر کی وفات کے بعد جہانگیر  
نے نواب مرتضیٰ خاں فرید بخاری کو جب لاہور کا گورنر مقرر کیا۔ تو اس نے لاہور میں اپنی  
عمارت حویلی۔ حمام۔ باغ وغیرہ بنوائیں اور حویلی کے متصل ایک عالی شان مسجد تعمیر  
کروائی۔ یہ مسجد بھائی دروازہ کے باہر لوئر مال روڈ پر اس جگہ پر واقع تھی۔ جہاں  
آج کل دفتر ڈپٹی کمشنر لاہور وغیرہ کی عمارت بن گئی ہیں۔ یہ تمام عمارت بمعہ مسجد  
سکھ گردی میں نیست و نابود ہو گئیں۔ یہی وہ مسجد تھی جس کا کنسٹرکٹ میں تذکرہ ہے۔

### ۱۴ تل بھوگا

یہ محلہ شیش محل کی آبادی سے قلعہ تک آباد تھا۔ سید شاہ سردار قادری کا مزار اقدس اس آبادی  
میں ہے۔ زمانہ قدیم میں شاہ لال حسین قادریؒ کے والد کا مکان یہیں تھا۔ اور اسی محلہ کی مسجد  
میں حضرت لال حسینؒ مولوی حافظ علی ابوبکر سے قرآن شریف پڑھا کرتے تھے اور اسی  
مسجد میں غوث الاغواث قطب الاقطاب شیخ بہلول دیبانی قادری حضرت لال حسین قادری  
سے ملاقی ہوئے تھے۔ اس کے نزدیک ہی تکیہ شیر علی شاہ ہے۔ جو کہ فقیر مدار یہ تھا۔

## محلہ شیخ اشرف

یہ محلہ بھائی دروازہ کے باہر تھا۔ جہاں کسی زمانہ میں حضرت شیخ اشرف کا نہایت عالی شان مقبرہ تھا۔ اور جس کو رنجیت سنگھ نے مسمار کروا کر تمام سنگ مرمر امرتسر بھیج دیا۔ بعد میں فقیر عزیز دین کی معرفت ان کی لاش اکھاڑ کینک اسکوائر میں دفن کی گئی۔ شیخ اشرف نے یہاں ایک نہایت عالی شان مسجد بھی تعمیر کروانی تھی۔

## محلہ زین خاں

زین خاں پنج ہزاری نے شہنشاہ اکبر کے عہد میں اس محلہ کی بنا رکھی تھی جس میں اس نے اپنے محلات بنوائے تھے۔ نیز ہاتھیوں اور گھوڑوں کے لئے اصطبل بنوائے اور ایک وسیع و عریض باغ بھی بنوایا جس میں تالاب باغ لاہور کی طرح ساون بہادوں کے نظائر موجود تھے۔ یہ محلہ بیرون موچی دروازہ سے آبادی قلعہ گوجر سنگھ تک آباد تھا۔

اس محلہ میں ایک قبرستان فقرا نے پشتیر نیر شاہی کا بھی موجود ہے جس میں چشتی حضرات کے مقابر اور مسجد اب بھی موجود ہے۔

پیروں کا محلہ بھی موجودہ گوالمنڈی کے وسط میں واقع تھا۔ جس کو حضرت سید شاہ ابوالمعالی قادری نے آباد کیا تھا۔ حضرت شاہ کنٹھ قادری نوشاہی کا مزار بھی گوالمنڈی میں ہے۔

## ۱۴) سیکہ اعلیٰ والا

یہ علاقہ لوہاری دروازہ اور بھائی دروازہ کے باہر واقع ہے۔ اس کے اطراف میں کیتھولک گرجا ہے اس جگہ قادری اولیائے لاہور کی بے شمار قبور ہیں اس خاندان کے سربراہ اور بزرگ سید محمد ہاشم بن سید صوفی علی بن سید بدر الدین بن سید اسماعیل بن سید عبداللہ ربانی قادری بن سید محمد غوث قادری اچھی حلی قدس سرہ لاہور تشریف لائے۔ وصال پر یہاں ہی مزار بنا۔ آپ کے علاوہ سید جعفر قادری بن حاجی محمد ہاشم۔ سید عمر گیلانی قادری پیر محمد شاہ گیلانی سید اسماعیل گیلانی۔ سید صوفی علی قادری۔ سید عبدالقادر المعروف شاہ گدا قادری۔ سید بدر الدین گیلانی کابوری۔ سید مہراں شاہ۔ سید میر میراں۔ سید ابوالبرکات سید شاہ کے مزارات ہیں۔

## ۱۴ سرائے گولیاں والی

یہ علاقہ حضرت شاہ جمال قادری سہروردی کے مزار کے پاس واقع تھا۔ موضع اچھڑہ میں یہ سرائے نہایت عالی شان بنی ہوئی تھی اور جہانگیر بادشاہ کے حکم سے اس کی تعمیر ہوئی تھی۔ سکھوں کا عہد آیا تو اس سرائے میں رنجیت سنگھ نے گولہ بارود بھرا دیا۔ دس سال تک اس میں گولے بھرے رہے۔ اس واسطے یہ سرائے گولیاں والی مشہور ہوئی۔

## ۱۴ خراوی محلہ

یہ محلہ مسجد دائی لاڈو کے جنوب مشرق اور بروم ہوٹل کے مشرق میں باغ بہاں سنگھ و گربا کے اردگرد واقع تھا۔ یہاں حضرت شاہ فیروز گیلانی قادری کا مقبرہ ہے۔ لاہور میں رب سے پہلے قادری بزرگ آپ ہیں۔ جو یہاں تشریف لائے۔ آپ حضرت غوث الاعظم کی اولاد سے تھے۔ آپ کا وصال بابہ کے عہد میں ہوا۔ اس علاقہ کو محلہ ڈنڈی گراں بھی کہا جاتا تھا آنجناب کا مقبرہ موجودہ صورت میں مسجد دائی لاڈو کے بالمقابل مشن روڈ پر غازی عبدالرحمان اور ڈاکٹر عبدالرشید کی کوٹھیوں کے درمیان واقع ہے۔ قیام پاکستان کے بعد مہاجرین نے اس مقبرہ کے اردگرد کوٹھ بنائے۔ اس مقبرہ کی افادیت کم کر دی ہے۔ بلکہ اس مقبرہ کو مٹانے کے درپے ہیں۔

## مذہبی حالت

### مدینتہ الاولیاء لاہور شریف اور سلسلہ عالیہ قادریہ

اس میں کوئی بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ سلسلہ عالیہ قادریہ کے اولین کرام جب لاہور میں تلقین و ارشاد اور نشر و اشاعت اسلام کے لئے تشریف لائے تو علامہ حضرت سید علی جویریؒ سید اسماعیل محدث بخاری، شاہ حسین زنجانی، شیخ عبد الجلیل چوہدر بندگی سہروردی وغیرہ تشریف لا چکے اور انہوں نے قرآن و حدیث، شریعت و فقہ کی تعلیم و ترویج میں نمایاں حصہ لیا مگر پھر بھی غیر مسلموں کی بے انتہا کثرت تھی۔ اور جب یہ حضرات عرفان الہی کی تعلیم دینے کے لئے یہاں آئے تو

انہوں نے ہندوؤں کا نکرہی جو توڑ کر رکھ دیا۔ اوہام پرستی۔ جاہلانہ ضعیف الاعتقادی اور فسق و فجور کی کالی گھٹاؤں کو جو یہاں کی فضا پر چھپانی ہوئی تھیں دور کر دیا۔ انسانیت اور حقانیت کا آفتاب طلوع ہوا۔ اور ایک ایسا مذہبی انقلاب برپا کیا جس سے باطل کی بنیادیں اکھڑ گئیں اور توحید کا بول بالا ہوا۔

یہاں کہ قبل ازیں ذکر ہو چکا ہے سید محمد غوث حلہی اوچی اس شہر میں تشریف لائے اور بعد ازاں آپ کی اولاد نے اس سلسلہ میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے اور جس طرح ان لوگوں نے اپنی مقدس زندگیوں کو اشاعتِ اسلام کے لئے وقف کر دیا۔ اس کی مثال ملنی محال ہے۔ چشتی سہروردی اور نقشبندی تمام سلاسل کے چوٹی کے اولیائے کرام اس شہر سے باد و باران کی طرح نکل گئے اور اگر اس شہر میں کسی سلسلہ کے بزرگوں نے مستقل ڈیرہ لگایا۔ تو وہ سلسلہ عالیہ قادریہ کے اولیاء ہیں۔ اور انہیں صوفیہ کی مساعی سے اس شہر میں نورِ اسلام کی ضیاء چھوٹی۔ ان بزرگوں کی عظمت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ سلاطین و امراء ان کے درباروں میں اظہارِ عقیدت و نیاز مندی کے طور پر حاضری دیا کرتے تھے اور ان کے آستانوں کی خاک بوسی کو اپنے لئے مایہ صد عزت و افتخار سمجھتے تھے۔ حضرت سید محمد غوث حلہی پہلے قادری بزرگ ہیں جو نویں صدی ہجری میں سر زمینِ پاکستان میں وارد ہوئے۔ یہاں یہ امر بھی قابل ذکر و باعثِ صد افتخار ہے کہ سلسلہ عالیہ قادریہ کی ترویج اور فروغ میں سب سے زیادہ اُن اکابرین نے حصہ لیا جو نسا شاہ جیلان حضرت غوث الاعظم کے خانوادے سے متعلق تھے۔ اس کے علاوہ ان لوگوں نے اپنے جدِ اعلیٰ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے مناقب میں بے شمار قصائد لکھے ہیں۔ اور فی الواقعہ ان لوگوں نے وہ کام کر دیا جو دوسرے سلسلوں کے رہنماؤں سے نہ ہو سکا۔

## شجرہ نسب عالیہ غوثیہ و سلسلہ بیعت و خلیفہ جدیہ سیدنا حضرت غوث الاعظم قدس سرہ العزیز

آنجناب کی ولادت طبرستان کے ایک مشہور  
شہر گیلان میں انیس شعبان المعظم ۴۷۰ھ  
کی شب میں تہجد کے وقت ہوئی۔ ماہ رجب  
۴۸۸ھ میں اپنے والد ماجد حضرت ابو صالح  
موسیٰ جنگی دوست سے بیعت ہو کر سلسلہ  
جدیہ حسنیہ میں خلافت پائی۔ ۱۱ ربیع الآخر  
۵۶۱ھ میں وصال فرمایا۔ مرقہ  
پر انوار بغداد الجدید میں زیارت گاہ عوام  
و خواص ہے۔

۲۶۔ رجب المرجب ۴۷۰ھ میں گیلان میں پیدا  
ہوئے۔ ۲۶ شعبان المعظم ۴۷۰ھ میں اپنے والد گرامی سے خلافت  
پائی۔ ۱۱ ذی قعدہ ۴۸۹ھ میں وفات پائی  
مزار اقدس گیلان میں ہے۔

۱۳۔ رمضان المبارک ۴۶۵ھ میں گیلان میں  
پیدا ہوئے۔ ۲۴۔ رجب المرجب ۴۸۶ھ میں  
اپنے والد مکرم سے بیعت ہو کر خلافت حاصل  
کی۔ ربیع الاول ۴۷۳ھ میں وصال فرمایا اور  
گیلان میں دفن ہوئے۔

۱۶۔ شعبان المعظم ۴۴۰ھ کو مدائن میں پیدا  
ہوئے۔ ۲۶ شعبان المعظم ۴۷۰ھ میں اپنے پدر بزرگوار

۱۔ قلب ربانی شیرزادی محبوب سبحانی  
شہباز لامکانی سید عبدالقادر جیلانی  
قدس سرہ العزیز و نور اللہ مرقدہ

۲۔ حضرت سید ابو صالح موسیٰ  
جنگی دوست

۳۔ حضرت ابو عبداللہ

۴۔ حضرت سید یحییٰ زابد

سے خلافت حاصل کی ۲۴ رمضان المبارک  
۲۲۰ھ میں وصال فرمایا۔ مزار بغداد قدیم میں  
ہے۔

۱۲ رمضان المبارک ۲۹۹ھ میں مدینہ منورہ  
میں ولادت ہوئی۔ اپنے والد محترم سے ۳۴۹ھ  
میں خلافت پائی۔ ۱۰ ربیع الاول ۴۱۵ھ  
میں وفات پائی۔ مزار اقدس جنت البقیع  
میں ہے۔

۵۔ حضرت سید محمد مورث <sup>رحمہ</sup>

ولادت ۱۱ شعبان المعظم ۲۲۵ھ میں مدینہ  
طیبہ میں ہوئی۔ ذی الحجہ ۲۶۶ھ میں اپنے  
والد مکرم سے خلافت پائی۔ ۱۲ شعبان المعظم  
۳۲۱ھ میں مکہ معظمہ میں وفات پائی۔ اور  
وہیں مدفون ہوئے۔

۶۔ حضرت سید داؤد <sup>رحمہ</sup>

پیدائش ۶ محرم الحرام ۲۲۱ھ بمقام مدینہ  
منورہ ہوئی۔ ربیع الآخر ۲۳۸ھ میں اپنے  
والد مکرم سے خلافت پائی۔ اور مدینہ طیبہ میں  
ماہ صفر ۲۸۸ھ میں وصال فرمایا۔ اور وہیں  
مدفون ہوئے۔

۷۔ حضرت سید موسیٰ ثانی <sup>رحمہ</sup>

۱۴ رمضان المبارک ۱۵۳ھ میں بمقام مدینہ  
طیبہ ولادت ہوئی۔ ربیع الاول ۱۹۸ھ میں  
اپنے والد گرامی سے خلافت پائی۔ ماہ ربیع الآخر  
۲۱۴ھ میں بروز جمعہ وصال فرمایا۔ مرقد  
پاک مدینہ منورہ میں ہے۔

۸۔ حضرت سید موسیٰ <sup>رحمہ</sup>

۹۔ حضرت سید عبداللہ ثانیؒ

ولادت ماہ رجب ۱۳۳ھ میں بمقام مدینہ منورہ ہوئی  
۱۳۳ھ میں اپنے والد محترم حضرت عبداللہ المحض سے  
خلافتِ جدیہ سے سرفراز ہوئے۔ ماہ جماد: الآخر  
۱۵۶ھ میں مدینہ طیبہ میں رحلت فرمائی۔ مرقم منورہ  
مدینہ منورہ میں ہے۔

۱۰۔ حضرت سید عبداللہ المحضؒ

۱۱ ربيع الآخر بروز دو شنبہ ۹۲ھ میں اپنے والد  
گرامی حضرت حسن مثنیٰ سے خلافت پائی۔ ۱۰ رمضان المبارک  
۱۲۵ھ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے  
۱۲ رمضان المبارک ۲۹ھ میں آپ کی ولادت  
باسعادت ہوئی اور خلافت اپنے والد مکرم سیدنا امام حسنؑ  
سے ۲۵ھ میں پائی۔ ۱۷ رجب المرجب ۹۷ھ میں وصال  
فرما کر جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

۱۱۔ حضرت سید حسن مثنیٰؒ

۱۲۔ امام ہمام سیدنا امام حسن  
علیہ السلام

۱۵ رمضان المبارک ۳۳ھ بروز پنج شنبہ مدینہ طیبہ  
میں ولادتِ باسعادت ہوئی۔ جنابہ فاطمہ الکبریٰ بنت  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی والدہ محترمہ ہیں۔  
ربیع الاول ۳۲ھ میں اپنے والد ماجد سیدنا حضرت علی  
کرم اللہ وجہہ سے خلافت و امامت کے شرف سے سرفراز ہو گئے۔  
۱۵ ربيع الاول ۴۹ھ میں جام شہادت نوش فرما کر وصال فرمایا۔  
۳۳ھ کے آغاز سے ۲۳ سال قبل ۵۹۹ھ میں جلوہ  
فرمائے کاٹنا ہوئے۔ ۲۱ رمضان المبارک ۴۳ھ میں مرتبہ  
شہادت کو مزید اعزاز و اکرام عطا فرما کر داعی اجل  
کو لبیک کہا۔

۱۳۔ امیر المؤمنین مولائے کائنات شہیر خدا  
سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب  
کرم اللہ وجہہ۔

# حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبدالمطلب کے گھر مکہ معظمہ میں ۲۰ اپریل ۵۷۰ء پر کے دن بوقت صبح صادق ولادت ہوئی۔ ربیع الاول کی بارہ تاریخ تھی۔ والد گرامی کا اسم مبارک عبد اللہ اور والدہ مکرمہ کا آمنہ تھا۔ آنجناب ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔ پہلے چند روز ثویبہ نے دودھ پلایا، جو عبدالمطلب کی آزاد شدہ لونڈی تھی۔ پھر حلیمہ سعدیہ کے سپرد کر دیئے گئے جو قبیلہ بنی سعد بن بکر سے تھیں۔ حلیمہ سعدیہ کے گھر میں ہی تھے کہ پہلا واقعہ شوقِ سدا واقع ہوا۔ حضور کو والد سے میراث میں ایک نوٹڈی بنام ام ایمنہ حبشیہ ملی تھی۔ انہوں نے کنیز کا حیثیت سے آپ کی بھی خدمت کی۔ بعد ازاں سرکار نے ان کو آزاد کر کے ان کی شادی زینب حارثہ سے کر دی جن سے حضرت اسماءؓ پیدا ہوئے۔ ظہورِ ولادت سے قبل والد گرامی کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا، اور چھ سال کی عمر میں آپ کی والدہ بھی بقیع ابواء وصال فرما گئیں۔ پھر پرورش حضرت عبدالمطلب کے ذمہ ہوئی۔ ابھی آپ آٹھ سال کے ہوئے تھے کہ دادا حضرت عبدالمطلب بھی وفات پا گئے، اور یہ خدمت آپ کے چچا ابوطالب کے ذمہ لگی۔ بارہ سال کی عمر میں جب آپ ابوطالب کے ساتھ مکہ شام گئے تو بچرانامی ایک راسب نے ابوطالب سے کہا کہ اس صاحبزادے کو واپس لے جاؤ۔ آثارِ نبوت اس کے چہرے سے عیاں ہیں۔ دوسرے سفر میں آپ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا سامان تجارت بصرہ تک لے گئے۔ ہمیشہ غلام آپ کے ہمراہ تھا۔ واپسی پر اس غلام نے تمام نکالتِ سفر بتائے تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے جو اس وقت چالیس سال کی تھیں اور آپ چیس سال کے تھے، رشتہ مناکحت کے لیے پیغام بھیجا۔ پینتیس سال کی عمر میں خانہ کعبہ کی تعمیر کا عظیم الشان معرکہ آپ کی ذاتی کوشش سے سرانجام پایا۔

نزولِ وحی کے ابتدائی دور میں آپ بہت زیادہ علیحدگی پسند ہو گئے تھے، اور غارِ حرا میں ریاضت کرتے تھے اور کئی کئی راتیں وہاں ہی قیام فرماتے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس پہاڑ پر پیغامِ خداوندی لے کر حاضر ہوئے تھے۔ جب چالیس سال کے ہوئے تو رسالت ملی اور اس دور میں آپ جس شجر و حجر کے پاس سے گزرتے۔ سب بدیہ عقیدت پیش کرتے اور السّلام علیک یا رسول اللہ اور السّلام علیک یا حبیب اللہ پکارتے۔ لاتعداد معجزات آپ سے رونما ہوئے۔ اس کے بعد آپ نے ہجرت کی اور مدینہ منورہ کو اپنا مستقل مستقر فرمایا۔

ہجرت ۵۳ سال کی عمر میں ہوئی اور ۶۳ سال تک مدینہ منورہ میں اقامت گزری رہے۔ مدنی زندگی میں ۱۹ غزوات اور ۴ بار عمرہ اور ایک حج کیا۔ ہجرت میں آپ کے ہمراہ صدیق اکبرؓ اور عامر بن نہیرؓ تھے جو حضرت صدیق اکبر کے غلام تھے۔ مدینہ پہنچ کر اپنے نھیال بنی بنجار کے گھرانے میں قیام کیا۔ سال اول میں مسجد نبوی کا سنگ بنیاد رکھا اور حجرے بنوائے۔ مہاجرین و انصار میں رشتہ اخوت قائم کیا۔ نماز کے لئے اذان کا سلسلہ شروع کیا۔

سال دوم میں تحویلِ قبلہ کے علاوہ رمضان شریف کے روزے فرض ہوئے اور صدقہ فطر کی ابتداء ہوئی۔ مزید برآں جنگِ بدر کے علاوہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے نکاح ہوا اور سیدہ فاطمہ الزہرا کی شادی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہوئی۔ سال سوم میں جنگِ احد ہوئی۔ حضرت امام حسن رضی کی ولادت ہوئی۔ آپ کا حضرت حفصہ رضی اور حضرت زینب رضی سے نکاح ہوا۔ نیز شراب کی حرمت نازل ہوئی۔ حضرت عثمان ذی النورین سے آپ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی کی شادی ہوئی۔ سال چہارم میں حضرت ام سلمہ رضی سے شادی ہوئی اور جنگِ خندق ہوئی۔ سال پنجم میں جنگِ دومتہ الجندل اور قریظہ کے علاوہ حجاب کی آیات کا نزول ہوا۔

سال ششم میں جنگِ حدیبیہ۔ جنگِ بنی مصطلق کے علاوہ بیعت رضوان اور سورج گہن ہوا۔ سال ہفتم میں جنگِ خیبر ہوئی۔ اس کے علاوہ ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی

حضرت میمونہؓ اور حضرت صفیہؓ سے نکاح فرمایا۔

سال ہشتم میں فتح مکہ ہوا۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ جنگ حنین، جنگ طائف، جنگ موتہ اور جنگ ذات السلاسل ہوئیں اور حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات بھی اسی سال میں ہوئی۔

آپ کے حسن اخلاق اور سگام اخلاق کو کس طرح بیان کیا جائے۔ کسی شخص میں طاقت نہیں کہ اس کا کھل نہ کر سکے۔ بھوکوں کو کھانا کھانا۔ مریضوں کی مزاج چھپی کرنا۔ غصہ کا اظہار نہ کرنا۔ نواہی سے پیش آنا۔ سلام میں ابتدا کرنا۔ لوگوں کی خطاؤں سے درگزر کرنا۔ خندہ پیشانی سے پیش آنا۔ امانت میں خیانت نہ کرنا۔ یہ تمام اوصاف آپ ہیں بہت سے قبل موجود تھے۔ کبھی کھانے میں عیب نہ نکالتے۔ سواری کے لئے گھوڑا، اونٹ یا جو سواری بھی ملی، اختیار کیا۔ پیدل بھی سفر کیا۔ بازار سودا سلف خریدنے کے لئے خود چلے جاتے۔

وفات تریسٹھ سال کی عمر میں بارہ ربیع الاول بروز پیر بوقت چاشت چودہ دن بیمار رہ کر ہوئی۔ یہ ہجرت کا گیارہواں سال تھا۔ حضرت علی ابن ابی طالب، عباس بن عبدالمطلب، فضل بن عباس، قثم ابن عباس، اسامہ بن زیدؓ، شقران (آخر الذکر دونوں سرکار دو عالم کے موالی ہیں تھے) نے غسل دیا۔ غسل کے وقت حضرت اوس بن خویلد انصاری بھی موجود تھے۔ غسل کے بعد آپ کو تین بغیر سے ہونے کپڑے زیب تن کئے گئے اور اس کے بعد جب اطہر تابوت میں رکھا گیا۔ جس جگہ وصال فرمایا، وہاں ہی دفن کیا گیا۔ مرقدمبارک میں وہی حضرات اترے جنہوں نے غسل دیا تھا۔

صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم

سال نہم میں جنگ تبوک۔ وفات حضرت ام کلثومؓ۔ وفات نجاشی (شاہ حبش)۔ وفود کی آمد وغیرہ واقعات پیش آئے۔

سال دہم میں حجۃ الوداع۔ وفات ابراہیم علیہ السلام اور وصال رحمت اللعالمین، ختم المرسلین سرور کائنات۔ سرکار مدینہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوا۔

# المؤمنین اسد اللہ العالی علی بن ابی طالب

اسلام کے دامن میں بس اس کے سوا کیا ہے  
 اک ضربِ یدِ اللہی، اک سجدۂ شبریؐ (اقبال)  
 کنیت ابوتراب اور ابو الحسن ہے۔ لقب مرقضی۔ خطاب اسد اللہ العالی، اور  
 اسم گرامی علی کرم اللہ وجہہ ہے۔ پدری سلسلہ علی ابن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم،  
 اور مادری سلسلہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم پر منتہی ہوتا ہے۔ ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی۔  
 بچوں میں سب سے قبل اسلام قبول فرمایا۔ حضرت عثمان ذی النورین کی شہادت کے بعد  
 ۲۵ھ مطابق ۶۵۵ء میں منہ خلافت کو زینت بخشی۔ چارپانچ سال خلیفہ المؤمنین  
 کے منصب عالی پر فائز رہے۔

آپ کے فضائل و مناقب کو بیان کرنے کے لئے ایک عمر درکار رہے۔ خدائے  
 ایزد متعال نے آپ کے لئے دو بار مغرب سے سورج کا رخ پھیرا۔ ہادی کونین نے  
 فرمایا کہ: جس سے میری دوستی ہے علی بھی اس کے دوست ہیں۔ تمام سلاسل آپ پر  
 ختم ہوتے ہیں۔ آنجناب امام اول ہیں۔ ایک دوسرے موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ و  
 سلم نے فرمایا کہ اے علی! تو میرے واسطے ایسا ہے جیسے ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ  
 علیہ السلام کے لئے تھے، مگر شرط یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

آپ خلیفہ چہارم اصحاب رسول اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ آپ سے ۵۸۶ احادیث  
 مروی ہیں۔ ۱۳۴ احادیث بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہیں۔ سرکار مدینہ کے اصحاب  
 شوریٰ میں داخل تھے۔ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے گئے  
 تو چند دنوں کے لئے آپ کو مکہ معظمہ رہنے کا حکم ملا ہوا تھا تاکہ لوگوں کی امانتیں اور  
 وصایا جو سرکار عالی تبار کے ذمہ تھے ان کو واپس کر دیئے جائیں۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا سے لوگوں نے سوال کیا کہ حضورؐ کو مردوں میں سب سے زیادہ کس سے محبت تھی۔ فرمایا: علیؑ سے (رضی اللہ عنہما) جب اخوت کا عالمگیر رشتہ قائم ہوا تو حضورؐ حضرت علیؑ کے بھائی بنے تھے۔ غزوہ بدر، احد، خندق، بیعت رضوان، فتح خیبر فتح مکہ، حنین، طائف ان تمام جنگوں میں سنت علیؑ کرم اللہ وجہہ خود شریک تھے۔ جنگ احد میں آپؐ کو سولہ زخم ائے تھے۔ پانچ سال کی مدت خلافت میں آپؐ نے امور مملکت اور مہمات ملکی کو سنبھالنے کے لئے جو گراں قدر خدمات سر انجام دیں۔ ان کی تفصیل سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے۔

علامہ عبد الوہاب الشعرانی اپنی کتاب طبقات الکبریٰ میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے آپؐ کی خدمت اقدس میں فالودہ پیش کیا۔ جب وہ سامنے رکھا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ تو خوشبودار خوش رنگ اور خوش مزہ تو ہے لیکن مجھے پسند نہیں کہ اپنے نفس کو ایسی چیز کا خوگر بنوں جس کی پہلے عادت نہیں۔ آپؐ اپنے کرتے میں خود پیوند لگایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ پیوند لگانے سے دل میں خوف خدا پیدا ہوتا ہے۔ زیادہ ریاضت میں آپؐ کا مقام بہت اعلیٰ و ارفع ہے۔ منہ امام حنبلؒ میں ہے کہ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں بھوک سے ایسی حالت میں ہوتا ہوں کہ شکم پر پتھر باندھتا ہوں لیکن میرے صدقات کی مقدار چار ہزار اشرفی تک ہو چکی ہے۔ دوسری روایات میں چالیس ہزار اشرفی ہے۔

آپؐ دین اسلام کے رموز و اسرار کے عالم تھے۔ لیکن غسل کی زندگی کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ صرف خواص کو آپؐ نے تسنوف کے حقائق و معارف سے نوازا۔ بے مثل تقریر فرماتے تھے اور خطابت تو آپؐ کے گھر کی لونڈی تھی۔ بڑے بڑے مجموعوں میں فی البدیہہ تقریر فرماتے جو مدلل اور موثر ہوتی تھی۔ صحیح احادیث میں آپؐ کے اشعار بھی موجود ہیں۔ خطبات کا مجموعہ باسم ”ہج البداغث“ اور ”دیوان علیؑ“ شاعری کا مجموعہ آپؐ کی طرف منسوب ہیں۔ آپؐ نے عربی زبان کی گرامر مدون کرنے میں ابوالاسود دلی کی مدد کی تھی۔

شہادت سبکہ مطابق ۶۶۱ھ میں بعمر ۶۳ سال بمقام کوفہ ہوئی۔ نجف اشرف میں پُرانوار مقبرہ ہے۔ غسل جنازہ میں امام حسن رضی اللہ عنہ، امام حسین رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہما شریک ہوئے۔ حضرت علی نے سرکار مدینہ کی تجہیز و تکفین سے کچھ عطر عقیدتمندی سے اپنے لئے بچا رکھا تھا، اسی سے جسم اطہر معطر کیا گیا۔ کفن تین کپڑوں پر مشتمل تھا۔ دستار اور پیراہن نہ تھا۔ نماز جنازہ امام حسن علیہ السلام نے پڑھائی۔ آپ کے روضہ پاک لاگنبہ سہری ہے اور دروازے سونے کے بنے ہیں۔

اے صبا کیا یاد فرمایا ہے مولانا نے مجھے  
آج میرا دل کھینچا جاتا ہے کیوں سوئے علی رضی

**نوٹ:** حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے حضرت امام علی رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی تبرکاً درج کر دیئے گئے ہیں تاکہ یہ کتاب امامین کے حالات زندگی سے زینت پاسکے۔

در اصل سلسلہ عالیہ تادریہ میں امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روحانی خلافت حضرت خواجہ حسن بصریؒ کو ملی تھی جن سے اگے فیوض و برکات کے چشمے پھوٹے۔

## حضرت امام حسن رضی

آپ امّہ اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پایے نواسے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے فرزند ولید اور حضرت فاطمہ الزہرا کی آنکھ کی ٹھنڈک ہیں۔ ۳۵۰ مطابق ۶۲۳ء میں ولادت ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام پاک حسن رکھا۔ آپ سر سے ناف تک اپنے نانا کے ہم شکل تھے۔ آپ نے ۲۵ پا پیادہ حج کئے۔ بہت سخی اور خداترس تھے۔ پوشیدہ طور پر غبار کی امداد فرماتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرا یہ بیٹا مسلمانوں کے دو متحارب گروہوں میں صلح کرائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ امیر المومنین حضرت علی کی شہادت کے بعد آپ خلیفہ بنے۔ تو مسلمانوں کے دو گروہ ہو گئے۔ فتنہ و فساد کا اندیشہ تھا۔ چنانچہ آپ نے مسلمانوں کو خونریزی سے بچانے کے لئے صرف چھ ماہ خلافت کے فرائض انجام دے کر امیر معاویہؓ سے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ اپنے بعد کسی کو بادشاہ نہ بنائیں گے اور خلافت کو مسلمانوں کی صوابدید پر چھوڑ دیں گے۔ جس پر امیر معاویہ نے آپکا ایک لاکھ دینار سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا جو آپ محتاجوں، یتیموں اور بے کسوں میں تقسیم فرمادیتے۔ حضرت امیر معاویہؓ کی وفات کے بعد زید بادشاہ بن گیا تو اس نے آپ کو زہر دلوادیا۔

آپ کے حسن اخلاق کی ایک ادنیٰ مثال ملاحظہ فرمادیں کہ ایک دفعہ جب کہ آپ اپنے کوزہ کے مکان کی دیبیز پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک اسرائیلی آیا اور اس نے اُتے ہی آپ کو اور آپ کے والدین کو گالیاں دینی شروع کر دیں۔ آپ نے اٹھ کر فرمایا کہ اے اسرائیلی! معلوم ہوتا ہے کہ تو شاید بھوکا ہے یا تجھے کوئی مصیبت پہنچی ہے۔ مجھے بتاتا کہ میں تیری کوئی امداد کر سکوں۔ لیکن وہ برابر وہی تباہی بکٹا رہا۔ آپ نے اپنے غلام سے فرمایا کہ گھر سے درہوں کی تھیلی

اٹھالا۔ وہ اٹھالایا تو آپ نے اعرابی کے حوالے کر کے فرمایا کہ اس وقت اس کے سوا گھر میں اور کچھ نہیں۔ ورنہ میں تجھ سے دریغ نہ کرتا۔ اعرابی یہ سن کر بے اختیار پکار اٹھا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں۔ میں تو یہاں آپ کے صبرِ حلم کو آزمانے آیا تھا۔ وراثت آپ کی زہر کی وجہ سے ۵ ربیع الاول ۶۰ مطابق ۳۰ ستمبر ۶۱۰ء میں ہوئی۔ عمر پاک ۵۵ سال ۶ ماہ ۶ نغصی۔

## حضرت امام حسین رضی

آپ ۶۲۵ء میں بمقام مدینہ منورہ پیدا ہوئے۔ کنیت ابو عبد اللہ، لقب سید الشہداء اور نام نامی حسین بن علیؑ ہے۔ والدہ مکرمہ کا اسم گرامی سیدہ فاطمہ الزہراءؑ ہے۔ کئی کتابوں میں تحریر ہے کہ آپ بطن مادر میں چھ ماہ رہے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام بن حضرت زکریا علیہ السلام اور آپ کے علاوہ چھ ماہ کا کوئی بچہ جانبر نہیں ہو سکا ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام حسین رکھا تھا۔ آپ اس قدر حسین و جمیل تھے کہ تاریکی میں آپ چاند کی طرح چمکتے۔ اندھیرے میں جب چلتے تو چمکتے چہرے اور دکھتی پیشانی سے لوگوں کو راستہ نظر آجاتا۔ چھ سال کی عمر تک آنحضرتؐ کی پرورش میں رہے۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تربیت میں آئے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ دونوں میرے لڑکے ہیں۔ دونوں بھائی ہمیشہ رات دن سایہ رسالت پناہ میں موجود رہتے تھے۔ اگر کبھی والدہ مکرمہ کے پاس ہوتے تو فوراً پکار ہوتی۔ فرماتے، فاطمہ! میرے بچوں کو میرے پاس بھیج دو، اور جب یہ شہزادگانِ عالی تبار آتے تو پیار فرماتے چومتے اور پہلو میں جگہ دیتے، اور فرماتے: یہ دونوں دنیا میں میرے عطر ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ میں حسین سے ہوں اور حسین مجھ سے ہے جو حسین کو دوست رکھتا ہے خدا اس کو دوست رکھے گا۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے۔ فرمایا: میں نے سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: یا رسول اللہ! اہل بیت میں سب سے زیادہ محبوب اور

پیارے آپ کے نزدیک کون ہیں۔ ارشاد فرمایا: حسنؑ اور حسینؑ (علیہما السلام)۔  
 حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ میں ایک دن رسول مقبول صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ تو دیکھا کہ حضور رات مابت نے حضرت امام  
 حسینؑ کو اپنی پشت مبارک پر بٹھا کر ایک رستہ اپنے دہن مبارک میں پکڑا ہوا ہے، اور  
 اس کے دونوں سرے حضرت امام نے تھامے ہوئے ہیں۔ از روہ آنحضرتؐ کو چلا رہے  
 ہیں، اور خود آنحضرتؐ اپنے گھٹنوں کے بل چل رہے تھے۔ میں نے کہا: اے حسین! آپ  
 کا اونٹ بہت اچھا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمرؓ! سواری بھی  
 تو بہت اچھا ہے۔ اس سے آپ ان کی عظمت و شان کا اندازہ فرماویں۔

آپ نے پچیس حج پابادہ کے محالانکہ عمدہ قسم کے گھوڑے کو تل بہرا ہوتے تھے۔  
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی علامات و عادات آپ میں موجود تھیں۔ آپ سے  
 احادیث کتب صحاح میں مروی ہیں۔ محدثین آپ کی عملی زندگی کے متعلق لکھتے ہیں کہ امام حسین  
 علیہ السلام صاحب علم و فضل تھے۔ نماز، روزے، صدقات اور افعال خیر میں بہت زیادہ  
 مشغول رہا کرتے تھے۔ سلاسل اربعہ کے تمام شجرہ جات آپ کے ہی واسطہ سے ہو گئے  
 کائنات اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک منتہی ہوتے ہیں۔

الطبقات الکبریٰ میں لکھا ہے کہ آپ نے چھپن سال کی عمر میں شہادت پائی۔ روایت  
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی آئی کہ میں نے عیسیٰ بن زکریا کے بدلے پچانوے  
 ہزار نفوس کو مار ڈالا تھا مگر امام حسین ابن علیؑ کے بدلے اس کے دو گنے کو ہلاک کروں گا۔  
 شہادت کر بلا میں نماز جمعہ کے وقت ہوئی تھی۔ شہادت ۱۱؎ مطابق ۶۶۸ء میں ہوئی  
 آپ کے روضہ مبارک کا گنبد سنہری ہے۔ دروازے سونے کے اور بے شمار  
 ہیرے جواہرات نذر کردہ یہاں محفوظ ہیں۔

## امام زین العابدین رضی

ابوبکر۔ ابو الحسن اور ابو محمد کنیت۔ سجاد اور زین العابدین لقب۔ اسم گرامی علی بن حسین رضی  
بن حمید کرار علی المرتضیٰ ہے۔ ولادت بمقام مدینہ منورہ ہوئی۔ والد ماجدہ کا اسم گرامی بی بی  
شہر بانو بنت یزدجرد بن نو شروان عادل تھا۔ سال ولادت ۳۳ھ مطابق ۶۵۳ء ہے۔  
مگر احمد صالح کے مطابق آپ کی پیدائش ۵۷ھ مطابق ۶۷۷ء ہے۔

آنحضور صحابہ کرام کے بعد تمام اہل زمانہ میں عابد ترین اور دنیا سے تصوف و معرفت کے  
آفتاب تھے۔ آپ نے عظیم ترین صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین مثلاً حضرت امام حسین رضی  
حضرت ابن عباس رضی۔ حضرت مستور رضی۔ حضرت ابو رافع رضی۔ سعید بن مسیب رضی اور ازواج مطہرات  
میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی۔ حضرت ام سلمہ رضی۔ حضرت صفیہ رضی وغیرہ سے ظاہری و باطنی  
علوم حاصل کئے۔ طبقہ تابعین کے سب بزرگ آپ کی عظمت کے قائل ہیں۔ آپ کم سنی سے  
تفصیح البیان تھے۔ واقعہ کربلا کے بعد حضرت امام حسین رضی شہید کربلا کے لڑکوں میں سے صرف  
آپ تنہا باقی رہ گئے تھے۔ آپ کے اٹھ فرزند تھے اور کوئی دختر تو لہ نہ ہوئی۔ ان اٹھ فرزند ان  
کی نسل میں رب الغمین نے اتنی برکت عطا فرمائی کہ آج کل دنیا میں سادات کا گھرانہ قائم و دائم ہے  
دنیا سے اسلام میں کل حسینی سادات آپ کی اولاد سے ہیں۔ علامہ الشعرانی لکھتے ہیں :  
کہ آپ تیرہ سال کے تھے جب کربلا کا واقعہ پیش آیا۔ آپ کو اس لئے شہید نہ کیا گیا کہ آپ  
بیمار تھے۔ آپ نہایت کریم اور عبادت گزار تھے۔ روایت ہے کہ شام بن عمر بالمطلب میں  
مروان حج کے لئے ایک دفعہ مکہ معظمہ آیا۔ جب بیت اللہ کا طواف کر کے حجر اسود کو بوسہ  
دینے کے لئے بڑھا تو خلقت کے ہجوم کی وجہ سے اس کو راستہ نہ مل سکا۔ تب منبر پر چڑھ  
کر اس نے خطبہ دیا۔ اس دوران حضرت زین العابدین بن حسین بن علی تشریف لے آئے تو سارا  
جمع کانی کی طرح چھٹ گیا جب حجر اسود کے نزدیک تشریف لے گئے تو مخلوق نے آپ کی تعظیم کیلئے  
حجر اسود کو خالی کر دیا اور آپ نے بوسہ دیا۔ اس بات سے خاندان رسالت آپ کی عظمت

صاف عیاں موتی ہے۔ فرزوق مشہور شاعر نے اس موقع پر فی البدیہہ شعر کہے، جس میں  
 آپ کی اور آپ کے خاندان کی بے انتہا تعریف و توصیف کی گئی تھی۔ جس پر شام نے اس کو  
 بمقام مسغان جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک مقام ہے، قید کر دیا۔ جب حضرت  
 زین العابدین کو پتہ چلا تو آپ نے بارہ ہزار درہم اس کو بھیجے مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا  
 اور آخر آپ کے فرمان کی تعمیل میں پھر لے لئے۔ فرزوق نے جو اشعار پڑھے وہ یہ ہیں:-  
 علامہ عبد الوہاب نے آپ کی تاریخ وفات ۹۹ھ مطابق ۶۱۶ء تحریر کی ہے اور  
 سن شریف اٹھاون سال تحریر کیا ہے۔ شہزادہ داراشکوہ قادری نے ۹۵ھ مطابق ۶۱۳ء  
 لکھی ہے۔ مزار پُر انوار حنبت البقیع میں حضرت امام حسنؑ کے روضہ اظہر کے پہلو میں ہے۔  
 آپ سے صحاح ستہ میں حدیث مروی ہے۔

## امام محمد باقرؑ

اسم گرامی محمد بن علی بن امام حسینؑ لقب باقر اور کنیت ابو جعفر ہے۔ آپ امام خامس ہیں۔ ۶۶ھ مطابق ۶۵ھ میں مدینہ منورہ میں ولادت ہوئی۔ والد ماجدہ کا اسم گرامی فاطمہ بنت حسن بن علی المرتضیٰ تھا۔ ہادی برحق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابرؓ کو فرمایا تھا کہ اس نام کا میری آل میں ایک فرزند تو لے ہوگا۔ اور تم اس وقت زندہ ہو گے تو تم اس سے میرا سلام کہہ دینا۔ آپ نے حضرت جابرؓ اور حضرت انسؓ کا زمانہ پایا ہے۔ آپ تابعین میں شامل ہیں۔ صحاح ستہ میں حدیث بھی آپ سے مروی ہے۔ علوم ظاہری و باطنی آپ نے اپنے والد گرامی حضرت امام زین العابدین، ابن مسیبؓ اور ابن حنفیہؓ سے حاصل کئے۔

آپ باقرؑ اس لئے کہلاتے ہیں کہ آپ نے علم کو شوق کیا اور اس کی جڑ کو پہچانا۔ اہل عراق کے ایک گزہ کی نسبت آپ کو معلوم ہوا، کہ وہ حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ سے دشمنی رکھتا ہے۔ اور اپنے آپ کو اہل بیت کا دوست سمجھتا ہے۔ آپ نے ان کو تحریر کیا کہ جو شخص صدیق اکبرؓ اور عمر فاروقؓ کو دشمن کہتا ہے مجھے اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ اور آگ میں حاکم ہوا تو جو لوگ ان دونوں کو برا سمجھتے ہیں ان کے خون کو اللہ تعالیٰ کے تقرب کا ذریعہ بناؤں گا۔

لکھا ہے کہ جب رات کا ایک حصہ گزر جاتا، اور درووظائف سے فارغ ہو جاتے تو باواز بہت اپنی مناجات پڑھتے کہ اے بار الہا! رات آگئی۔ شہنشاہوں کی حکومت ختم ہو گئی۔ آسمان پر ستارے نکل آئے اور لوگ نیند کی آغوش میں چلے گئے اور بنوا مریہ آرام پا گئے اور انہوں نے اپنی دنیاوی خواہشات کو چھپا دیا، اور اپنے دروازے بند کر لئے اور ان پر پیرے دار متعین کر دیئے اے پاک پروردگار! لیکن تو زندہ ہے۔ ہمیشہ رہنے والا ہے اور دیکھنے والا ہے۔ تیری ذات پاک پر نیند اور اونگھ کا کوئی اثر نہیں۔ تیری ذات اقدس کسی سائل کے سوال کو رد نہیں کرتی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس زمانہ کے بادشاہ نے آپ کو قتل کرنے کے ارادہ سے دربار میں بلایا۔ مگر جب گئے تو بادشاہ فوراً تعظیم کے لئے اٹھا اور نذرانہ پیش کر کے معذرت کی کہ آپ کو خواہ مخواہ رحمت دی۔

آپ کے چار فرزند اور تین صاحبزادیاں تھیں۔

عمر مبارک جب تہتر سال کی ہوئی، تو بقول علامہ شعرانی ۱۱۷ھ مطابق ۷۳۵ء وفات پائی۔ مزار اقدس جنت البقیع میں حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے روضہ اقدس کے متصل ہے، مدائنی نے آپ کی تاریخ وفات ۷۳۵ھ۔ یحییٰ بن معین نے ۷۳۶ھ اور امام بخاری نے امام جعفر صادق کے قول کے مطابق ۷۳۲ھ تحریر کی ہے جو کہ ہشام اموی کا عہد نقار حافظ ابن حجر محدث نے ۱۱۴ھ مطابق ۷۳۲ھ تحریر کی ہے۔

## امام جعفر صادق رضی

لقب صادق۔ کنیت ابو عبد اللہ اسماعیل اور اسم گرامی جعفر بن محمد بن علی بن حسین ابن علی المرغنی ہے۔ اور امام سادس ہیں۔ والدہ ماجدہ کا نام فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق ہے۔ جو اسماء بنت عبد الرحمن بن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ آپ کو طریقت میں اپنے والد بزرگوار امام خامس محمد باقر رضی اللہ عنہ کی جانب سے توسط حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اپنی والدہ ماجدہ کی طرف سے توسط حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق (جو آپ کے نانا تھے) دو واسطے تھے۔ حضرت قاسم بن محمد نے حضرت سلیمان فارسی سے اور انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق سے فیض حاصل کیا۔

سفینۃ الاولیاء کے مطابق آپ ۸۵ھ مطابق ۶۹۹ء مدینہ منورہ میں عہد عبدالملک اموی میں تولد ہوئے۔ آپ اہل بیت سے تھے، اس لئے طریقت کے بارے میں آپ کے بہت سے ارشادات ہیں اور بہت سی روایات مروی ہیں۔ اس گنہگار انسان کی مجال و سبب کہاں کہ وہ آپ کے فضائل و محاسن بیان کر سکے اور نہ ہی زبان و عبارت

میں یہ طاقت کہ تعریف و توصیف کر سکے کیونکہ آنجناب سلطان ملتِ مصطفوی تھے۔  
 طریقت کے موضوع پر آپ کی نئی ایک تصانیف ہیں۔ حضرت واؤد طائی آپ کی  
 خدمتِ اقدس میں اکثر آیا کرتے تھے۔ آپ مقتدائے مطلق تھے۔ مشائخ کے سردار اور  
 جگر گوشہ انبیاء تھے۔ آپ نے اپنے والد مکرم حضرت امام محمد باقرؑ سے بہت سی باتیں  
 روایت کی ہیں۔

ایک وفدِ خلیفہ بغداد منصور عباسی نے اپنے وزیر سے کہا کہ حضرت امام جعفر  
 صادق کو لاؤ تا کہ اسکو قتل کیا جائے۔ پہلے تو وزیر نے لیت و لعل سے کام لیا، مگر آخر مجبور  
 ہو کر آپ کو بلوایا۔ جب آپ خلیفہ کے سامنے آئے تو منصور تخت سے نیچے اتر آیا اور  
 نہایت عجز و انکساری سے آپ کا استقبال کیا۔ تخت پر بٹھایا اور خود موڈ بانہ طریق سے آپ  
 کی خدمتِ عالیہ میں بیٹھا۔ اس پر وزیر اور غلام نہایت متعجب ہوئے۔ منصور نے پوچھا  
 جناب کیا حاجت ہے؟ آپ نے فرمایا: یہی کہ تو دوبارہ مجھے نہ بلائے تاکہ میں عبادتِ  
 الہی میں مشغول رہوں۔ پس خلیفہ نے آپ کو نہایت عزت و احترام سے خلعتِ فاخرہ دیکر رخصت  
 کیا اور خود بے ہوش ہو گیا۔ تین دن تک یہی کیفیت رہی۔ جب ہوش آیا تو وزیر سے کہا کہ  
 حضرت امام جب دروازے میں داخل ہوئے تو میں نے ایک اثر دیا ان کے ساتھ دیکھا  
 خواجہ فرید الدین عطار اپنی کتاب تذکرۃ الاولیاء میں فرماتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت  
 اہل بیت ہیں بلکہ امام شافعیؒ تو اہل بیت سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ لوگوں نے آپ کے  
 راضی ہونے پر گمان کیا، اور اسی وجہ سے آپ کو قید میں ڈالا گیا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ  
 رضی اللہ عنہ سے سوال پوچھا گیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلقداروں میں سے  
 کون افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: بولہ صوں میں جناب صدیق اکبرؑ، جناب فاروق اعظم،  
 جوانوں میں حضرت عثمان غنی اور اسد اللہ الغالب حضرت علی المرتضیٰ۔ عورتوں میں اُمّ  
 المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، بڑکیوں میں حضرت فاطمہ الزہراءؑ۔ مزید فرمایا: کہ  
 اہل بیت کو بھی حسب مرتبت پہچانا چاہیے کیونکہ اس کے بغیر دین کمال نہیں ہوتا۔  
 علامہ عبد الوہاب الشترانی لکھتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوریؒ اور امام اعظم ابوحنیفہؒ

سے آپ کی اکثر ملاقات رہتی تھی۔ ان کے علاوہ بایزید بسطامیؒ، امام مالکؒ، سفیان بن عیینہ اور جریج اور امام شعبہ کے بھی آپ استاد تھے۔

## اقوال

فرمایا: پانچ قسم کے لوگوں سے پرہیز کرو!  
 ایک جھوٹے آدمی سے کیونکہ ہمیشہ اس کے ساتھ غزور میں رہو گے۔  
 دوسرے بے وقوف سے کہ وہ ہر چند تیرا فائدہ چاہے گا لیکن تیرا نقصان کریگا۔  
 تیسرے بخیل سے کیونکہ وہ تیرا نہایت قیمتی وقت ضائع کرے گا۔  
 چوتھے بزدل آدمی سے کہ وہ بوقت ضرورت تجھ سے علیحدہ ہو جائے گا۔  
 اور پانچویں فاسق سے کہ وہ تجھ کو ایک لقمہ کے عوض فروخت کر دیگا اور لقمہ سے کم کالاج کرے گا۔

وفات مدینہ منورہ میں ۴۸ھ مطابق ۶۶۵ء میں ہوئی۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ حضرت امام حسنؒ، حضرت امام زین العابدینؒ، حضرت امام محمد باقرؒ اور حضرت امام جعفر صادقؒ ایک ہی قبہ میں دفن ہیں۔ منصور عباسی کا دور حکومت تھا۔ وصال بروز دوشنبہ پندرہ رجب کو فرمایا۔ علم شریف آپ کی ایک روایت کے مطابق ۶۵ سال اور دوسری روایت کے مطابق ۶۸ سال ہوئی۔

آپ کے تین صاحبزادے تھے: (۱) حضرت امام موسیٰ کاظم  
 (۲) حضرت عبداللہ اقطع (۳) حضرت اسماعیل

## سنہری زمانہ

حضرت امام صاحبؒ کا زمانہ امامت تاریخ اسلام میں سنہری زمانہ کہلاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے ہی علم و حیات میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حضرت غسلی کرم اللہ وجہہ پرست و ختم کئے جانے کا سلسلہ بند کر لیا۔ اسلام کا پرچم سرزمین اندلس

پر لہرایا گیا۔ تدوینِ حدیث کرائی گئی۔

فاریخ سندھ (پاکستان) محمد بن قاسم بن محمد بن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس پاک سرزمین میں اسلام کا جھنڈا گاڑا، اور آپ کی بے برکت سے دنیا کے مشرق اور مغرب میں نوائے اسلام لہرایا گیا۔ سلطانِ الحارثین حضرت بایزید بسطامی جو آپ کے خلفائے عظام میں سے تھے فرماتے ہیں کہ میں سرزمینِ عرب و عجم میں چار سو سپروں کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اگر آپ کی خدمت تک نہ پہنچتا، تو مسلمان نہ ہوتا۔

## امام موسیٰ کاظم رضی

بقول علامہ الشعرائی آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۸ھ مطابق ۷۴۵ء میں ہوئی۔ اسم گرامی موسیٰ بن جعفر صادق، لقب کاظم اور کنیت ابو ابراہیم و ابو الحسن ہے۔ ولادت باسعادت بمقام ابوار ہوئی جو کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک قصبہ ہے جہاں حضرت آمنہ والدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک ہے۔ والد ماجدہ حمیدہ بربر یہ ام ولد تھیں جس کو حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے خرید کر امام محمد جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا تھا۔ ان جناب انہیں کے بطن سے تولد ہوئے۔ آپ سیاہ فام تھے۔

نہایت پاکباز اور متقی بزرگ تھے۔ ساری عمر دینِ مصطفوی کی خدمت میں گزار دی حالانکہ آپ دنیاوی لحاظ سے نہایت متمول تھے اور صاحبِ وجاہت تھے۔ مگر یہ دولت ہمیشہ غریب اور مساکین کے کام آتی تھی۔ کثرتِ عفو و درگزر کرنے کے سبب "کاظم" لقب مشہور ہوا۔ آپ کے مناقب حیطہ تحریر سے باہر ہیں۔ طریقت اور شریعت کے مشکل مسائل کا حل تمام علمائے عصر آپ سے ہی کرایا کرتے تھے۔ اپنے زمانہ کے تمام علماء و فقہاء عرفا اور فقہاء سے افضل ترین تھے۔ ریاضت اور مجاہدہ میں کوئی بھی آپ کے ہم پلہ نہ تھا۔ تمام اہل عرب و عجم آپ کی قیادت اور امامت باعث سعادت خیال کرتے تھے۔

آپ کو مہدی عباسی خلیفہ نے عراق بلوایا اور پھر مدینہ طیبہ واپس بھیج دیا۔ چنانچہ آپ

ہارون رشید کے زمانہ تک یہیں رہے اور جب رشید مدینہ طیبہ میں آیا تو آپ کو ساتھ لیتا گیا اور بغداد میں مقید رکھا۔ یہاں تک کہ آپ نے جان شیریں جان انزلی کے سپرد بذریعہ زہر کی۔ لکھا ہے کہ اس سے قبل خلیفہ وقت نے کچھ لوگوں کو شمشیر و سناں دے کر آپ کے قتل کے لئے بھیجا۔ ان لوگوں نے آپ پر بار بار حملے کئے مگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔ پھر کچھ لوگوں کے مشورہ پر قلعی گھدا کر آپ کے حلق میں ڈالی گئی مگر وہ اس میں بھی کامیاب نہ ہو سکے۔

آپ کی متعدد ازواج تھیں جن سے ۲۵ بیٹے اور ۲۲ بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ دوسری جگہ تحریر ہے کہ ۳۱ صاحبزادے اور ۲۸ صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔ مزار پر الوار بغداد شریف میں مقبرہ قریش میں ہے۔ ۱۸۸۰ء مطابق ۱۲۰۳ھ میں زہر کی وجہ سے شہید ہوئے۔ عمر مبارک ۵۴ سال یا ۵۵ سال ہوئی۔ لکھا ہے کہ خلیفہ ہارون رشید نے آپ کو قید خانہ میں ڈلوادیا تھا۔

## سید ابوالحسن علی بن امام موسیٰ رضا

اسم گرامی علی بن موسیٰ بن جعفر۔ لقب رضا اور کنیت ابوالحسن تھی۔ ولادت ۱۵۲ھ مطابق ۷۶۰ء عہد مہدی عباسی میں ہوئی۔ والد ماجد نجمہ شمانہ ام ولد تھیں، جو کہ امام موسیٰ کاظم کی والدہ محترمہ حضرت حمیدہ کی کنیز تھیں۔ حضرت امام موسیٰ علی رضا فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی نے اپنی کنیت مجھے عطا کر دی تھی۔ مگر آنجناب "رضا" کے لقب سے ہی دین و دنیا میں ممتاز و مشرف ہیں۔

آپ آٹھویں امام ہیں، اور اپنے جد امجد حضرت امام جعفر صادق کے وصال سے پچاس سال بعد متولد ہوئے۔ جب آپ کی ولادت ہوئی تو آپ کے لب جنش میں تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ اپنے رب سے راز و نیاز کی باتیں کر رہے ہیں۔

منقول ہے کہ ایک ات حضرت حمیدہ والدہ حضرت امام موسیٰ کاظم کو حضرت رسول

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ تو آنجناب نے ارشاد فرمایا کہ نخبہ کو اپنے فرزند  
موسے رضا کو سوئپ دو اور عنقریب اس جوڑے سے ایک آفتاب طلوع ہوگا جس  
کی شعاعیں رستی دنیا تک جگمگاتی رہیں گی۔ وہ لڑکا ریسے زمین کی تمام مخلوق سے  
افضل ہوگا، اور واقعی یہ ایک حقیقت تھی۔ ۲۵ سال کی عمر میں آپ منصب امامت پر  
فائز ہوئے۔

لکھا ہے کہ خلیفہ مامون الرشید نے آپ کو بلا بھیجا۔ جب آپ تشریف لے گئے  
تو خلیفہ نے آپ کو انگوٹہ تناول فرمانے کے لئے پیش کئے۔ آپ نے اس میں سے خلیفہ کی ضد  
کی وجہ سے تناول فرمائے اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ مامون نے کہا: کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا:  
جہاں جانے کا امر ہوا ہے۔ آپ سر پر کچھ اوڑھ کر چلے اور ایک سرائے میں قیام پذیر ہوئے اس  
سرائے میں آپ کے صاحبزادے امام تہمتی رضی اللہ عنہ منورہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔  
آپ نے ان سے معانقہ فرمایا، اور دونوں باپ اور فرزند ایک ہی بستر پر دراز ہو گئے، اور  
کچھ راز و نیاز کی باتیں کیں۔ اسی عالم میں آپ کا وصال ہو گیا۔

حضرت خواجہ معروف کرخی جو تمام اکناف عالم کے مقتدی ہیں۔ آپ کے ہی تربیت  
یافتہ اور پروردہ ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت بایزید بسطامی جو عارفوں کے سر تاج ہیں۔ آپ کے  
ہی فیوض و برکات سے فیضیاب ہوتے تھے

حضرت امام محمد تقی رضی اللہ عنہما آپ کے صاحبزادے تھے جو ۱۹۵ھ مطابق ۸۱۵ء  
میں بمقام مدینہ منورہ خیزران یاریخانہ ام ولد سے متولد ہوئے۔ سفینۃ الاولیاء میں لکھا  
ہے کہ مامون الرشید نے اپنی دختر ام الفضل کا نکاح آپ سے کر دیا تھا۔ خلیفہ معتصم باللہ  
عباسی کے دور میں ۲۲۰ھ مطابق ۸۳۵ء میں بمقام بغداد شریف وصال فرمایا اور اپنے  
عبدالمجد حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہما کے جوار میں مدفون ہوئے۔

وفات ۲۰۸ھ مطابق ۸۲۳ء میں عہد معتصم باللہ عباسی طوس کے قصبہ شاہ آباد  
میں ہوئی۔ مزار اقدس ہارون الرشید کے قبہ میں ہے جس کا محل وقوع سرائے مذکورہ تھا۔ آج  
کل اسے شہد مقدس کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ بعض جگہ سن وفات ۲۲۸ھ مطابق

۸۴۲ء تحریر ہے۔ ۴۹ سال کی عمر مآپی۔ ابن خلکان نے سال وصال ۲۰۲ھ مطابق ۸۱۶ء لکھا ہے۔ فرزندان میں امام محمد تقیؑ، جعفر، حسین، علی، حسن ہوئے ہیں۔

## روضہ اقدس

حضرت امام کاروضہ مشہد مقدس (ایران) میں واقع ہے۔ تاریخ کے مطابق آپ کاروضہ اقدس تین دفعہ متہدم اور چار دفعہ از سر نو تعمیر کیا گیا۔ سب سے پہلی عمارت وہ مکتی جو عباسی خلیفہ مامون الرشید کے حکم کے مطابق حضرت امام کی حیات میں ہی قبہ ہارونی کے نام سے معروف ہوئی۔

دوسری دفعہ سلطان سلجوقی کے فرزند سلطان محمود غزنوی کے حکم سے تعمیر ہوئی، اور تیسری دفعہ سنجر سلجوقی کے عہد حکومت میں قم کے حاکم شرف الدین طاہر نے صرف خاص سے تعمیر کرایا۔ مزید براں عہد صفویہ میں شدید زلزلہ کے باعث جب دیواروں اور میناروں کو نقصان پہنچا تو شاہ سلیمان صفوی نے اسکی مرمت کرائی۔ اس شہر میں کوئی مکان یا دکان کسی شخص کی ذاتی ملکیت نہیں ہے بلکہ اس شہر کا ہر باشندہ حضرت امام موسیٰ رضا کا کرایہ دار ہے جس کے لئے ایک وقف بورڈ قائم ہے۔ جس کا سربراہ شہنشاہ ایران ہوتا ہے۔ یہ مقبرہ دنیا کے عجائبات میں شمار ہوتا ہے۔ اور ارب ہا روپوں کا سونا اس پر لگا ہوا ہے۔ نیز روضہ عالمیہ کا گنبد سنہری ہے۔

## شیخ حسن بصریؒ

آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چچہ جلیل القدر خلفاء میں سے ایک تھے کینیت ابو سعید مکتی۔ پیشہ جوہر فروشی تھا۔ اس وجہ سے آپ کو حسن ٹولانی بھی کہا جاتا تھا۔ جلیل القدر تابعین میں سے تھے۔ آپ نے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے علاوہ ایک سو تیس صحابہ کرام سے ملاقاتیں کی تھیں، لکھا ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

کی کنیزوں میں سے تھیں۔ ولادت آپ کی ۲۱ھ میں ہوئی۔ ان کے والد بصرہ اور واسط کے درمیان ایک قصبہ عیسان کے رہنے والے تھے جو قید ہو کر انصار کے غلام بنے۔ تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ آپ کی بیعت حضرت امام حسن علیہ السلام سے تھی۔ ہمیشہ ریاضت شاقہ اور مجاہدہ سخت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ عموماً ایک ایک ہفتہ کا روزہ رکھتے تھے اور اس کے بعد انظار کیا کرتے تھے۔ تمام عمر سوائے عذر شرعی کے کبھی بے وضو نہ رہے صاحب کشف و کرامات مستجاب الدعوات۔ امام الوقت۔ علوم ظاہری و باطنی میں یکتا تھے۔ کئی حکمران اور انقلابات زمانہ دیکھے مگر اپنا طریقہ نہ بدلا۔

حضرت رابعہ بصریؒ آپ کے زمانہ میں ہوئی ہیں جو کہ اپنے زمانہ کے صلحا میں سے تھیں ۸۹ سال عمر پاک ہوئی اور بصرہ میں مدفون ہوئے۔ یہ خلافت ہشام بن عبد الملک بن مروان کا زمانہ تھا۔ مزار اقدس شہر بصرہ سے تین میل دور، حدود شہر سے باہر واقع ہے۔

فرماتے تھے کہ کوئی سکرش گھوڑا تیرے منفس سے زیادہ سخت لگام دینے کے قابل نہیں۔ آپ کے مریدین میں شیخ حبیب عجمی، خواجہ عبدالواحد بن زید اور عقبہ بن علام بہت ممتاز تھے۔

## شیخ حبیب عجمی

نام پاک حبیب تھا۔ پیدائش فارس میں ہوئی۔ کنیت ابو محمد تھی۔ آپ نے حضرت حسن بصریؒ سے بیعت کی تھی۔ بیشمار شاخ سے آپ کی ملاقاتیں ثابت ہیں۔ شروع میں آپ لاکھوں روپے کا سودی کاروبار کرتے تھے، اور کوئی بھی عزیز آدمی آپ کے ظلم و تعدی سے محفوظ نہ تھا۔ مگر جب طبیعت میں تغیر پیدا ہوا، تو ایک معمولی واقعہ نے ہی ان کی کایا پلٹ دی اور خود بخود حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے وعظ میں شامل ہوئے۔ دل پر ایک چوٹ لگی اور واپس آکر تمام قرضداروں کے قرض معاف کر دیئے۔ حضرت خواجہ صاحب اکثر و بیشتر آپ کے پاس آیا کرتے تھے۔

آپ کے ملنے والوں میں آپ کے مرشد کے علاوہ حضرت امام احمد بن حنبل - حضرت امام شافعیؒ وغیرہ شامل تھے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک کا بھی یہی زمانہ تھا۔  
 ۵۶ھ میں وصال فرمایا، اور نصیرہ میں دفن ہوئے۔ بعض کے نزدیک آپ کا سال وفات ۹ رمضان ۳۳ھ روز شنبہ - عہدِ خلافت ہشام بن عبدالملک ہے۔

## شیخ داؤد طائی

آپ کا شمار حضرت حبیب عجمی کے جلیل القدر خلفاء میں ہوتا ہے۔ ابوسلیمان کنیت ہے۔ آپ کو حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں ہونے پر فخر تھا۔  
 مشائخ متقدمین میں سے تھے۔ علوم ظاہری و باطنی میں باکمال تھے۔ علم فقہ میں آپ کو امام الفقہاء کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ بشرحانی بسفیان ثوری - سلطان ابراہیم دوم کی آپ سے اکثر و بیشتر ملاقاتیں رہا کرتی تھیں۔ اہل تصوف کے سرداروں میں سے تھے۔ اعلیٰ درجہ کے عالم تھے۔

حضرت معروف کرخیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوسلیمان داؤد بن نصر طائی سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔ حضرت داؤد طائی بیس سال تک حضرت امام اعظم کے درس میں رہے۔ سراج السالکین حضرت امام اعظمؒ اکثر آپ کے مکان پر آپ سے ملاقات کے لئے آیا کرتے تھے۔

آخری عمر میں گوشت نشینی اختیار کی اور زہد و ورع کا طریق اختیار کیا۔ آپ کا وصال ۶۲ھ میں بغداد شریف میں ہوا۔ اور وہیں مدفون ہوئے ایک دوسری روایت میں آپ کی تاریخ وفات ۶۵ھ بیان کی جاتی ہے جو کہ خلیفہ المہدی بن منصور عباسی کا زمانہ تھا۔  
 ایک دفعہ خلیفہ ہارون الرشید عالم شہزادگی میں حضرت امام ابو یوسف کے ہمراہ آپ کے مکان پر آپ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ مگر آپ نے اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ بالآخر آپ کی والدہ ماجدہ کی سفارش پر دونوں حاضر خدمت ہوئے اور آپ کے ارشاد سے مستغید ہوئے۔

فرمایا کرتے تھے: جس میں مروت نہیں اس کا دین مکمل نہیں۔ نیز خلق سے بھاگنا ہی بہتر ہے۔

## شیخ معروف کرخیؒ

اسم گرامی معروف اور کنیت ابو محفوظ مہتمی - والد ماجد کا نام فیروزان تھا۔ پہلے اپنے آبائی دین آتش پرستی پر قائم تھے۔ متقدمین مشائخ میں سے تھے اور حضرت شیخ سری سقطی کے استاد۔ کچھ مؤرخین نے لکھا ہے کہ آپ کے والد مولیٰ تھے۔ حضرت مولانا نور الدین محسنی عبد الرحمان جامی نقشبندی الاحرار نے آپ کو اپنی کتاب نفحات الانس میں بہترین الفاظ سے یاد کیا ہے۔

کرخ کی حکومت آپ کے نانا کے زیر نگیں مہتمی۔ جو آتش پرست تھے۔ آپ نے حضرت علی بن موسیٰ رضاؑ کے دست راست پر اسلام قبول فرمایا اور پھر اپنے والدین کو بھی اسلام سے مشرف فرمایا۔ علامہ عبد الوہاب لکھتے ہیں کہ آپ حضرت امام علی بن موسیٰ رضاؑ کے آزاد کئے ہوئے تھے۔ آپ حضرت داؤد طائی کی بھی صحبت میں رہے۔ آپ مستجاب الدعوات تھے اور عوام الناس آپ کا واسطہ دیکر بارانِ رحمت طلب کرتے تھے۔ پرہیزگاری اور فتوت میں مشہور تھے۔

آپ کو امام علی بن موسیٰ رضاؑ کے یہاں درباری کی خدمات سپرد تھیں۔ آپ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت داؤد طائی سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا کہ جو دنیا کو استقدر حقیر اور بے قدر جانتا ہو۔ ابو اسحاق ابراہیم الصبیہی البغدادی نے آپ کی خدمت میں رہتے تھے۔ آپ نے علوم دینیہ کی تحصیل و تکمیل حضرت سیدنا امام عظیم نعمان بن ثابت ابو حنیفہؒ کوئی سے کی۔ بیعت ظاہری حضرت سیدنا عبید مجیبؒ سے بھی کی۔ جن کو شرف بیعت و خروتہ خلافت حضرت سیدنا سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ سے حاصل تھا۔ اس طرح آپ بیعت تابعین کی مقرب صف میں شامل تھے۔ مدارج تفرید و تجرید میں آپ کی تائید ہے۔

حضرت فرید الدین عطار لکھتے ہیں کہ شیعوں نے آپ کی اکیس روز تک حضرت امام رضاؑ کے دروازہ پر مزاحمت کی اور آپ کے پہلو کو نوڑ ڈالا۔ جس سے آپ بیمار ہو گئے۔ آپ نے سوائے خدمت حضرت علی بن موسیٰ رضاؑ کے باقی تمام اشغال سے ہاتھ اٹھالیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ جو امرد می کی تین علامات ہیں :

۱۔ خلاف درزی کے بغیر وعدہ ایف کرنا۔

۲۔ خواہش انعام اور لالچ کے بغیر مستحق کی تعریف کرنا۔

۳۔ کسی محتاج کی مانگے بغیر مدد کرنا۔

آپ کا فرمان ہے کہ صوفی اس دنیا میں مہمان ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کہ وہ تم کو سوائے مسکینی کے اور کسی لباس میں نہ دیکھے۔ آپ عبادات و ریاضات اور مجاہدات میں ثانی نہیں رکھتے تھے۔ نیز کشف و کرامات و خوارق عادت آپ کی بے حد و بے پایاں ہیں۔

وفات بغداد شریف میں ۲۲۰ھ یا ۲۰۶ھ میں پالی سجو کہ معتصم عباسی کا زمانہ تھا۔ مزار پر انوار بغداد شریف میں مرجع خاص و عام ہے۔ لکھا ہے کہ جب وفات کا زمانہ قریب آیا تو ایک روز آپ حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ فلک نپاہ پر حاضر ہوئے۔ اندر جانا چاہا تو دربانوں نے ٹوکا، اور جب آپ نے اصرار فرمایا، تو دربانوں نے آپ کو اس قدر شدید ضربات پہنچائیں کہ آپ کی پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ جس کی وجہ سے آپ جانبر نہ ہو سکے۔ چونکہ یہودی و نصاریٰ اور مسلمان سب آپ کو اپنا مقتدا اور رہنما تسلیم کرتے تھے اس لئے سب نے دعویٰ کیا کہ جبنازہ ان کو طنا چاہیے۔ اس موقع پر شیخ کے خدام تشریف لائے۔ اور انہوں نے کہا کہ شیخ موصوف نے فرمایا تھا کہ میرے جنازہ پر تنازعہ ہوگا۔ اس لئے جو جماعت میرے جنازہ کو اٹھائے گی۔ اس طریق پر تدفین ہو۔ چنانچہ یہودی و نصاریٰ اپنے مشن میں ناکام رہے اور مسلمانوں نے اٹھالیا۔ چنانچہ آپ کی تدفین اسلامی طریق پر ہوئی۔

## شیخ سرقطی

کنیت ابو الحسن مثنیٰ۔ تیج تابعین میں سے تھے۔ تمام بغداد اور بالخصوص حضرت جنید بغدادی کے اساتذتھے۔

حضرت فرید الدین عطار تحریر فرماتے ہیں کہ آپ حضرت جنید بغدادی کے ماموں تھے۔ اور حضرت معروف کرخی کے مریدان باصفائیں سے تھے۔ عارف باللہ اور تعلقات دنیا سے متنفر تھے۔ بغداد شریف میں دکان کیا کرتے تھے اور دکان میں ہی ہزار رکعت نفل ادا فرمایا کرتے تھے۔ نہایت فاضل متبحر اور صاحب معرفت شیخ تھے۔

مشائخ عراق میں سے بے شمار بزرگ آپ کے مرید تھے۔ آپ نے حضرت حبیب راحی کو دیکھا اور ان کی صحبت سے مستفید ہوئے۔ بغداد میں کباڑی کی دکان کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اس بازار میں آگ لگ گئی۔ تو آپ کی دکان بھی جل گئی لوگوں نے آپ سے یہ صورت حال بیان کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ "چلو دکان کی فکر سے آزاد ہوا۔ مگر جب لوگوں نے دوبارہ جا کر دیکھا تو دکان صحیح سلامت مثنیٰ اور گرد و نواح کی تمام دوکانیں جل کر خاک سیاہ ہو گئی تھیں۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کیا اور سب کچھ حاجت مندوں اور مسکینوں میں تقسیم کر دیا۔"

عادت محاسبی۔ بشیر حافی؟ ابو ہزہ بغدادی اور احمد بن عاصم انطاکی آپ کے ہم عصر رہے۔ حضرت علی بن عبد الحمید غصناڑی بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور یہی حالت شیخ ابو جعفر جہساک کی تھی۔ ابو سعید فرزاز بھی ان کی صحبت سے مستفید ہوا کرتے تھے۔ ابو الحسن نوری نے بھی آپ سے کتاب فیض کیا ہے۔ حضرت خیر سراج نے آپ سے کئی سوالات کئے تھے۔ ابو نصر سراج مصنف کتاب التمع نے آپ کی زیارت کی ہے۔ آپ اہل تصوف کے امام تھے اور علم و حیا کے پہاڑ اور مروت و شفقت کے خزانہ تھے آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بغداد شریف میں توحید پر سب سے پہلے گفتگو کی۔

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ میں نے سری سقطی سے زیادہ کسی کو عابد نہیں دیکھا

جب آپ نزع کے عالم میں تھے تو آپ نے حضرت جنیدؒ سے فرمایا کہ بروں کی صحبت سے بچو اور نیکیوں کی صحبت میں بھی خدا کی یاد سے غافل نہ ہونا۔ پھر آپ مزید فرماتے ہیں کہ ایک دن میں آپ کے گھر گیا تو کب دیکھتا ہوں کہ گھر میں جھاڑو دسے ربے ہیں اور یہ شعر پڑھ رہے ہیں کہ نہ مجھے دن میں چین ہے اور نہ ہی رات کو، مگر اب مجھے کوئی پرواہ نہیں چاہے راتیں لمبی ہوں یا چھوٹی۔

### اقوال :

آپ کا زمان ہے کہ گناہوں کا ترک کرنا تین دہولت سے ہے : ایک دوزخ کے خوف سے دوسرے بہشت کی رغبت سے اور تیسرے اللہ پاک سے شرم کی وجہ سے۔ پھر فرمایا : کوئی بندہ کامل نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ دین اسلام کو اپنی نفسانی خواہشات پر ترجیح نہ دے۔ فرمایا : زاہد کا عیش اچھا نہیں۔ کیونکہ وہ اپنے میں مشغول ہوتا ہے، اور عارف کا عیش اچھا ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے سے علیحدگی اختیار کرتا ہے۔ ایک دفعہ فرمایا : جو لوگوں سے زیادہ میل ملاقات رکھتا ہے۔ وہ صدق و صفا سے دور رہتا ہے۔

آپ کی وفات حسرت آیات ۲۵۲ء مطابق ۳۴۴ھ میں بغداد شریف میں ہوئی۔ اور علامہ الشعرانی کے مطابق مزار اقدس شو نیریہ میں مرجع خلائق ہے اور بہت بڑی زیارت گاہ ہے۔ مہدی عباسی ان دنوں خلیفہ بغداد تھا۔ وفات کے وقت سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی موجود تھے، جنہوں نے آپ سے وصیت کی خواہش کی۔ آپ نے فرمایا۔ خلقت کی صحبت کی وجہ سے ہی تعالیٰ سے غفلت اختیار نہ کرنا، اور اسی وقت وفات پا گئے :

## ابوالقاسم شیخ جنید بغدادیؒ

کنیت ابوالقاسم القاب سید الطائفہ، طاؤس العلماء، زجاج، قواریری اور فزاز تھے۔ آپ کے والد گرامی شیشے بیچتے تھے، اس لئے قواریری کہلاتے تھے۔ اصل میں نباوند کے رہنے والے تھے مگر مولد عراق میں بہت ام بغداد ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ حضرت سفیان ثوریؒ کا مذہب رکھتے تھے۔ صوفیوں کے امام و سرور تھے۔ والد ماجد کا نام محمد بن جنید تھا۔ حضرت سری سقطیؒ کے رشتہ میں بھانجے تھے اور اپنے دور کے سید السادات تھے۔ حضرت جنیدؒ چونکہ خام مال کے سوداگر تھے، اس لئے فزاز کے نام سے پکارے جاتے تھے۔

خواجہ فرید الدین عطار فرماتے ہیں کہ آپ کو سلطان المحققین، طاؤس العلماء، عبدالمشاہخ سان القوم، امام المہم، جہان شیخ الشیوخ عالم کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اکابر مشائخ کی نظر میں آپ حقائق و اسرار کا بحر بے کراں تھے۔ ایک دن لوگوں نے آپ کے مرشد رقیت حضرت سری سقطیؒ سے پوچھا کہ کیا کسی مرید کا پیر سے بلند مرتبہ ہوتا ہے، تو انہوں نے فرمایا، ہاں! جنید بغدادی کا،

علامہ الشعرانی لکھتے ہیں کہ اپنے حضرت سری سقطیؒ؟ عارف محاسبیؒ اور محمد بن علی قصاب کی صحبتیں پائیں۔ حضرت رویمؒ، ابوالحسن شبلیؒ، فزازؒ اور شبلیؒ وغیرہم اولیاء و صوفیہ کے سلسلے آپ کی ذات سے منسوب تھے۔ جن مشائخ کی نسبت آپ سے تھی، ان کو جنید یہ کہا جاتا ہے۔ ابویعقوب اقطعؒ آپ کے کاتب اور ایچی تھے۔ جن کے ذمہ خط و کتابت تھی۔ آپ اس قدر عبادت گزار تھے کہ پورے تیس سال تک ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر ذکر حق میں مشغول رہتے یہاں تک کہ نماز فجر کا وقت آجاتا، اور عشاء کے وقت سے فجر کی نماز ادا فرماتے۔

آپ کے مبعثر مشائخ میں حضرت ابو حمزہ خراسانی، ابو حمزہ بغدادی، بشرحانیؒ، حمادؒ

قرشی بغدادی - خیلان سمرقندی - ابو احمد قلانس - ابو یعقوب زیار - ثابت خباز - ابو الحسن نوری - محمد بن علی قصاب - ابو جعفر بن الکریتی - زیاد کبیر ہمدانی - ممشاد علودینوری - رویم بن احمد علی بن سہل بن الماظر اصفہانی - ابو یعقوب نرجوری - ابو یعقوب مزالی بغدادی - حضرت خیر النساجؒ بغدادی - ابراہیم خواص - ابراہیم بن ثابت - ابو محمد جریری - ابو العباس سرخ - ابو جعفر صدیقی و غیرہ بہت ممتاز تھے۔

خلیفہ بغداد نے ایک دفعہ حضرت رویم بن احمد بن زید بن رویم سے کہا کہ اے بے ادب! انہوں نے فرمایا کہ میں کس طرح بے ادب ہوں حالانکہ میں نے آدھا دن حضرت جنید بغدادی کی صحبت میں گزارا ہے۔ آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کیا کر۔ چنانچہ میں نے پھر مجلس میں وعظ کہنا شروع کیا۔ ابو بکرؓ کسائی دینوری سے آپ کی بہت خط و کتابت تھی۔ انھوں نے آپ سے ایک ہزار مشک دریاہت کیا جس کا آپ نے تحریری طور پر جواب دیا تھا۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سماع و وجد سے محترمتھے اور ظاہر و باطن میں کبھی خلاف شریعت فعل آپ سے ظہور میں نہیں آیا۔

## اقوال

فرمایا: میں دوسو پیروں کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان میں سے صرف ساٹھ اقتدار کے قابل تھے۔ پھر فرمایا: اس راستہ میں وہ شخص قدم رکھے، جو کتاب اللہ کو سیدھے ہاتھ سے تھامے اور سنت مصطفویٰ کو دوسرے ہاتھ سے، اور ان دونوں ہاتھوں کی روشنی میں چلے تاکہ کہیں شکوک و شبہات کے عمیق غار میں نہ جاگرے اور نہ ہی بدعت کی تاریکی میں گم ہو جائے۔ پھر فرمایا: فروع و اصول و بلاکشی میں ہمارے پیرو مرشد حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہؑ ہیں۔ خدائے ایزد متعال نے انہیں علم و حکمت بے انتہا عنایت فرمائی تھی۔

فرمایا: صوفی وہ ہے جس کا دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مانند دنیا کی محبت سے پاک ہو۔ تسلیم حضرت اسمعیل ذبح اللہ کی طرح ہو۔ انور و عظم حضرت داؤد علیہ السلام اور

صبر الوب علیہ السلام کی طرح اور مناجات و اخلاص رسالتہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند ہو۔

سنہ ۶۱ میں بغداد شریف میں وفات پائی، اور مقبرہ عوام و خواص کے لئے زیارت گاہ ہے۔ قاہرہ باللہ عباسی ان دنوں خلیفہ بغداد تھا۔ جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو ایک کبوتر سفید رنگ کا آیا، اور جنازہ کے ایک کونہ میں بیٹھ گیا۔ لوگوں نے اسکو اڑانے کی کوشش کی لیکن وہ نہ اڑا، اور کہا کہ مجھے اور اپنے آپ کو رنج نہ دو کیونکہ میرے عشق کی جڑیں کافی مضبوط ہیں۔

وصال کے وقت زبان مبارک پر سبح و تحلیل جاری تھی۔ چار انگلیاں بندھی ہوئی تھیں، اور انگشت شہادت کھلی تھی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی۔ آنکھیں بند کیں اور مولائے حقیقی سے جا ملے۔ غسل نے غل دیتے وقت کوشش کی کہ آنکھوں کے اندر پانی نہ جائے، آواز آئی کہ ہمارے رفیق کی آنکھوں سے اپنے ہاتھ علیحدہ رکھو، جو آنکھ ہمارا نام سے کر بند ہو، وہ صرف ہمارے لئے ہی کھل سکتی ہے۔ پھر چاہا کہ انگلیاں کھول کر سیدھی کی جائیں۔ دوبارہ آواز آئی کہ جو انگلیاں ہمارا نام سے کر بند ہوں وہ ہمارے حکم سے ہی کھل سکتی ہیں۔

بغداد شریف میں موجودہ ریوے شیش اور ہوائی اڈے کے قرب و جوار میں ایک وسیع و عریض قبرستان ہے۔ جس میں لاکھوں غوث۔ قطب۔ ابدال اور اوتار مدفون ہیں۔ ایک روایت ہے کہ اس قبرستان میں تقریباً دو لاکھ اولیاء اللہ دفن ہیں۔ اس عظیم الشان قبرستان میں حضرت جنید بغدادی کا مقبرہ مقدس ہے۔

آپ کے مزار کے علاوہ اس قبرستان میں حضرت ابراہیم خواص۔ حضرت معروف کرخی۔ حضرت سری سقطی۔ حضرت بہلول دانا۔ مفسور علاج اور مشہور و معروف عباسی ملکہ زبیدہ جتہ اللہ علیہم اجمعین کے مقابر و مزارات واقع ہیں۔

## شیخ ابوبکر شبلی

کنیت ابوبکر اور نام نامی جعفر بن یونس تھا، اور سلسلہ عالیہ میں بیعت حضرت جنیدؒ بغدادی سے تھے۔ مصنف تذکرۃ الاولیاء لکھتے ہیں کہ آپ کی ولادت بغداد شریف میں ہوئی۔ ہسل میں آپ خراسان کے تھے۔ مگر بغداد میں ولادت ہوئی اور وہاں ہی نشوونما پائی۔ ایک دوسری جگہ تحریر ہے کہ آپ کی پیدائش سامرد میں ہوئی۔ صاحب نقحات الانس نے لکھا ہے کہ آپ مصر کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد خلیفہ کے دربان تھے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کی اصل سروشینہ سے جو فرغانہ کے مضافات سے ہے۔ چونکہ آپ نے شبلیہ میں پرورش پائی اس لئے شبلی کہا گئے۔ یہ گاؤں سمقوت سے آگے شہر مرو شہزاد کے نواح میں واقع ہے۔ کئی مؤرخین نے آپ کو مصری لکھا ہے اور بعض نے ترکی النسل بتایا ہے۔

تیس سال تک آپ فقہ و حدیث پڑھتے رہے۔ ریاضات و مجاہدات میں بے مثال تھے۔ ابتدا میں آپ خلیفہ کے دربانوں کے سردار تھے۔ حضرت خیر ساج بغدادی کی مجلس میں آپ نے توبہ کی تھی۔ انہوں نے آپ کو حضرت جنیدؒ کی خدمت میں بھیج دیا تھا جن کے شاگرد بنے۔

بہترین فقیہ، عالم اور واعظ تھے۔ مذہب مالکی پر عمل کرتے تھے۔ موطن امام مالکؒ حفظ تھی۔ حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ ابوبکر شبلیؒ کو اس آنکھ سے مت دیکھو کہ جس سے تم ایک دوسرے کو دیکھتے ہو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی آنکھوں میں سے ایک آنکھ ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ ہر قوم کا ایک تاج ہوتا ہے اور اس قوم کا تاج ابوبکر شبلیؒ ہے۔ آپ بائیس مذہب شفا خانے میں رہے۔ آپ علوم طریقت میں یگانہ و یگانہ تھے۔ بظاہر آپ بہت گرم مزاج اور پرجوش انسان تھے۔

دنیاوی تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے شاہی ملازمت اختیار کی اور آپ کو نہاد کا گورنر مقرر کر دیا گیا۔ اسی زمانہ میں عبس سی خلیفہ المعتضد باللہ کے جشن میں شرکت کی غرض سے بغداد گئے۔ جشن کی تقریبات نہایت جوش و خروش سے شروع

تھیں کہ ایک گورنر کو چھینک اگئی اور ناک سے رطوبت بہنے لگی۔ اتفاقاً اس کے پاس کوئی رومال نہ تھا۔ چنانچہ گورنر نے ہاتھ سے ناک صاف کر لی۔ غلیفہ نے یہ حرکت دیکھ لی۔ اور اس کو گورنر کے عہدہ سے عزول کر دیا، اور بے آبرو کر کے دربار سے نکال دیا۔ شبلیؒ نے اس سے سبق حاصل کیا، اور سوچا کہ اس شخص نے شاہی آداب کو ملحوظ نہ رکھا اس لئے اس کی گورنری چھین گئی تو جو شخص اپنے احکم الحاکمین کا احترام نہ کرے، اس کا انجام کیا ہوگا چنانچہ آپ نے گورنری کولات مار کر فقیری اختیار کر لی۔

حضرت خیر نساجؒ اور جنید بغدادیؒ سے آپ کی صحبتیں تھیں اور حضرت سید الطائفؒ سے بیعت تھی اور خرقہ بھی حاصل کیا تھا۔ بے شمار بزرگانِ دین سے فیوض و برکات حاصل کئے، جن میں ابو بکر صمد لانی، ابو بکر بن طاہر لاہری، محمد بن احمد بن حمدون فرا وغیرہ شامل ہیں۔

ابو عبد اللہ عبادانی نے بھی آپ سے کسب فیض کیا۔ حسین بن منصور حلاج بھی آپ کے ملنے والوں میں سے تھے۔ ابو الحسن صوفی سے آپ کی مسائل میں باتیں ہوتی رہتی تھیں۔ ایک صوفی کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کی مسجد میں ایک دفعہ شیخ ابو بکر شبلی کے حلقہ میں کھڑا ہوا تھا کہ ایک سوالی وہاں آیا جو کہتا تھا: اے اللہ! اے سخی! شبلیؒ نے ایک آہ کی، اور کہا کہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں خدا کی توصیف بخشش کے ساتھ کروں، حالانکہ ایک مخلوق دوسری مخلوق کی توصیف کرتی ہے۔

ایک دفعہ بیسیگی ہوئی لکڑیاں آپ کے سامنے جلائی جا رہی تھیں جو ایک طرف سے جل رہی تھیں اور انہی دوسری طرف سے پانی تکل رہا تھا۔ آپ نے حاضرین مجلس سے کہا کہ اگر یہ بات سچ ہے کہ تمہارے قلوب میں شوق کی آگ جل رہی ہے تو تمہاری آنکھوں سے آنسو کیوں روا نہیں ہوتے؟

عمر مبارک ۸۸ سال کی ہوئی۔ الطبقات الکبریٰ کے مصنف نے لکھا ہے کہ آپ کی قبر پر "جعفر بن یونس" لکھا ہے۔ ۳۵۹ھ میں بغداد شریف میں وفات پائی، اور مقبرہ خیزران میں دفن ہوئے۔ یہ زمانہ طابع عباسی کا تھا۔ عمر ۸۷ سال ہوئی۔

جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو دونوں آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ آپ نے خاک طلب کی اور اپنے سرِ اقدس پر ڈالنے لگے اور اس قدر بے قراری پیدا ہوئی کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ حاضرین نے پوچھا کہ یہ منظر اب کیسا؟ فرمایا: مجھے ابلیس لعین پر رشک آتا ہے اور غیرت کی آگ مجھے جلا رہی ہے۔ پھر فرمایا: مجھے وضو کراؤ۔ چنانچہ وضو کیا اور جان۔ جان آفریں کے سپرد کر دی۔

## ابوالفضل عبد الواحد الممتہی

اسم گرامی عبد الواحد۔ کنیت ابوالفضل ممتہی۔ والد ماجد کا اسم گرامی عبد العزیز بن حرت بن اسد تھا۔ حضرت شیخ ابوبکر شبلی سے خلافت حاصل فرمائی اور انہی کے مُرید با صفا تھے۔ حنفی المذہب تھے۔ نسباً عرب کے مشہور و معروف قبیلہ بنو تمیم سے تھے۔ آپ کے والد گرامی اور پر حضرت شیخ ابوالقاسم ابراہیم نصر آبادی حضرت ابوبکر شبلی کے صحبت یافتہ تھے۔ پہلے شیخ خراسان حضرت شیخ ابوالقاسم سے اکتسابِ قمیض کیا، بعد ازاں حضرت شبلی سے منسلک ہو گئے اور سرفرازِ خلافت ہو کر شبلی کی مندرِ ارشاد کی زینت بنے۔

حضرت عبد الواحد الممتہی کا مذہب اہلسنت و الجماعت تھا۔ مسلک جنیدیہ تھا۔ پیرو مُرشد حضرت ابوبکر شبلی کے وصال پر سندِ خلافت پر متمکن ہوئے اور اپنے مُرشد کے نام کو بلند و بالا کرنے کے لئے شریعت و طریقت کی ترویج میں نمایاں کردار ادا کیا۔ بیشمار خلقت نے راہِ ہدایت پائی جرین اشرفین کے کئی سفر کیے اور بیشتر بلاد عرب و عجم کی سیاحت کی۔ سالکِ طریقت اور خادمِ شریعت تھے۔ عمر کا زیادہ عرصہ بغداد شریف میں ہی بسر کیا۔

وفات ۳۲۵ھ مطابق ۹۳۷ء عہدِ مقتدی عباسی خلیفہ بغداد میں ہوئی۔ مزار پر انوار

حضرت امام احمد بن حنبل کے مقبرہ میں واقع ہے۔

## شیخ الفرح طرطوسی

آپ طرطوس کے باشندے تھے اور خلافت حضرت شیخ عبدالواحد مہتممی سے حاصل فرمائی تھی۔ اسم گرامی یوسف۔ ابو الفرح کمینت تھی۔ اپنے عہد کے قطب وقت اور جامع الکلمات شیخ گز سے ہیں۔ منوکل اس قدر تھے کہ دنیا کی طرف رغبت کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ مقامات آپ کے بلند اور کرامات بے شمار تھیں۔ تجرید و تفرید میں یگانہ روزگار تھے۔ پیرومرشد کی خدمت اقدس میں کافی عرصہ گزارا۔ آپ سلطان العارنین، سرگرمہ صوفیہ، محرم اسرار شیخ و جلی، جامع العلوم اور شیخ طریقت تھے۔ وفات ۷۴۵ھ مطابق ۱۳۵۷ء عہد مقتدی عباسی میں بمقام طرطوس ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔

## ابوالحسن علی بن محمد قرشی ہنکاری

اسم گرامی علی بن محمد بن جعفر القرشی ہنکاری ہے اور لقب ابوالحسن اور بیعت آپ نے حضرت شیخ ابو الفرح طرطوسی کے دست اقدس پر کی۔ آپ حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کی اولاد سے تھے۔ پیدائش آپ کی شانہ کی ہے۔ بلاد موصل کے قرب میں اقامت تھی۔ جو کہ کردوں کا علاقہ ہے، اور ادائل میں اپنے والد گرامی حضرت شیخ محمد بن شیخ یوسف بن شیخ محمد شیخ جعفر، بن شیخ عمر بن عبدالبواب بن ابی سفیان بن حارث سے علوم متداولہ حاصل کئے اور بعد ازاں خرقہ خلافت شیخ ابو الفرح طرطوسی سے پہنا۔ تاریخ ابن خلکان میں تحریر ہے کہ آپ عتبہ بن ابوسفیان صحز بن حرب بن امیہ کی اولاد سے ہیں۔ ہنکار کا قصبہ موصل کے قرب و جوار میں واقع ہے۔

نہایت صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ صائم الابرار قائم السیل تھے اور تین روز کے بعد کھانا تناول فرمایا کرتے تھے اور دو قرآن مجید ہر روز ختم فرمایا کرتے تھے۔ آپ رات دن عبادت کرتے تھے۔ مجاہدات و ریاضات شاقہ کی عادت تھی۔ بے شمار بلاد کا سفر

کی۔ روم و سہام اور حرمین ہشتائین تک پہنچے اور بیشتر علماء و مشائخ اور محدثین سے ملاقاتیں کیں امدان سے احادیث حفظ کیں اور ایک عرس کے بعد اپنے وطن مالوف کو واپس ہونے چنانچہ اہل قرینہ آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ اس لیے آپ نے بہت شہرت و ناموری پائی۔ بعض اکابر نے تو آپ کو شیخ الاسلام کا خطاب دیا۔ مگر آپ نے فریاد کہ میں شیخ الاسلام ہوں۔ آپ کی اولاد بہت نامور ہوئی۔ ان میں اکثر سے شاہانِ زمان نے تقرب حاصل کیا، اور بلند مراتب لئے اور امیر کبیر ہوئے۔ بیشتر طالبانِ حق نے آپ سے فیوضِ دیرکات حاصل کئے آپ عالم و عامل اور عارف و کامل بزرگ تھے۔

آپ کی اولاد میں سے شیخ ابوطاہر بہت معروف ہیں۔

وفات ۵۴۸۶ھ مطابق ۱۰۹۳ء بعد مستظہر عباسی ہوئی۔ مزار پڑا نوار بغداد شریف

میں ہے۔

## ابوسعید مبارک مخزومیؒ

اسم گرامی مبارک بن علی بن حسین الخزومی ہے۔ حضرت شیخ ابوالحسن بنکاری سے بیعت تھے محبوب سجانی، قطب بانی، شیرازی دانی حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی نے آپ سے خرقہٴ خلافت حاصل فرمایا تھا۔ آپ سلطان الاولیاء اور برہان الاصفیاء تھے۔ علوم ظاہری و باطنی میں یگانہ روزگار تھے۔ حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی جو غوث صمدانی قطب ربانی محبوب سجانی محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی کے پرپر لقی تھے۔ اٹھارہ برس حضرت شیخ الشیوخ ابوالحسن علی ہاشمی بنکاری کی خدمت میں مجاہدات و ریاضات میں مصروف رہے اور مرشد کے ساتھ ہر وقت رہے۔ اور خدمت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی بلکہ سیر و سیاحت مقامات مقدسہ میں فرقت گوارا نہ فرماتے تھے۔ آپ اپنے دور کے قطب وقت اور کاملین میں سے تھے۔ سفینۃ الاولیاء میں آپ کی کنیت ابویوسف تحریر ہے مگر دوسری تمام کتب میں ابوسعید ہی تحریر ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام سے آپ کی اکثر ملاقاتیں رہا کرتی تھیں۔ مذہب آپ کا حضرت

امام احمد بن حنبل کا تھا اور مرید و خلیفہ حضرت شیخ ابوالحسن قرشی بنکاری کے تھے۔ جن

دنوں سید عبدالقادر جیلانی اپنے وطن سے بغداد شریف پہنچے تو آپ سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ حضرت شاہ جیلان نے فرمایا: کہ نفس میں اضطراب برپا ہے۔ مگر روح مشاہدہ حق میں مشغول ہے۔ شیخ موصوف نے آپ کو اپنے گھر جانے کی دعوت دی۔ چنانچہ آپ تشریف لے گئے۔ بعض جگہ تحریر ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت غوث الاعظمؒ کو باصرہ آپ کے گھر پہنچایا۔ شیخ مذکور نے انجناب کو اپنے دستِ حق پرست سے لقمہ لقمہ کچھ کھلایا، اور آپ کو اپنا خرفہ پہنایا اور اپنا مدرسہ آپ کے سپرد کر دیا۔ یہ مدرسہ باب الازج میں واقع ہے اور یہ وہی جگہ ہے جہاں حضرت شاہ جیلان کا روضہ پُر انوار ہے۔ آپ ایک عرصہ تک نہایت خاموشی سے حضرت مبارک مخزومی کے مدرسہ میں تعلیم و تربیت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اسی جگہ حضرت غوث الاعظمؒ کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، خواب میں اُسے۔ جنہوں نے فرمایا: کہ آپ وعظ بھی فرمایا کریں۔ چنانچہ آپ نے یہ سلسلہ شروع کر دیا۔ آپ کے پرِ طریقت حضرت ابوسعید مبارک مخزومی آپ سے نہایت محبت و شفقت سے پیش آیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے:

”اے عبدالقادر! وہ زمانہ بہت قریب ہے جب کہ تیرا آستانہ مرجع عوام و خواص ہوگا اور تو دینِ محمدی کا زندہ کرنے والا اور لوگوں کا فیض رساں ہوگا۔“

قلندارِ اجمیر میں لکھا ہے کہ شیخ مبارک مخزومی فرماتے ہیں کہ ایک دوسرے سے تبرک حاصل کرنے کے لئے میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو اور انہوں نے مجھے خرفہ پہنایا تھا۔

وفات ۱۱۵۳ھ مطابق ۱۱۲۳ء عہدِ راشد یا عہدِ عباسی میں ہوئی جہاں پر آپ کا مقبرہ ہے۔ پہلے یہاں آپ کا مدرسہ قائم تھا۔ مدرسہ باب الازج کی عمارت جو غوث الثقلین کے دربار عالی وقار میں ہے، آپ کی ہی تعمیر کروائی ہوئی ہے۔

## محبوبِ سجانی غوثِ سمدانی

### حضرت سید عبدالقادر جیلانی قادری بغدادی

#### مقدس خاندان

آج سے تقریباً ساڑھے نو سو سال قبل کچھ حسنی سادات ملک ایران کے ایک قصبہ گیلان میں آئے اور بقول مصنف معجم البلدان اس کے نواح کی ایک آبادی بشیر میں قیام فرما ہوئے۔ اس خاندان کے سربراہ حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست تھے جو حضرت امام حسنؑ کی گیارھویں پشت میں سے تھے اور حضرت عبداللہ محض کی اولاد سے تھے۔ ان کو محض، اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کے والد بزرگوار حضرت حسن مثنیٰ رضابن امام حسنؑ سیدہ فاطمہ الزہرا کے پوتے اور ان کی والدہ فاطمہ سعزی بنت امام حسینؑ سیدہ فاطمہ الزہرا کی پوتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ یہ عبداللہ محض اپنے والد اور والدہ دونوں کی طرف سے فاطمی محض تھے۔

آپ کے والد بزرگوار نہایت نیک نفس بزرگ تھے۔ ریاضت اور مجاہدہ میں خاص شہرت کے مالک تھے۔ نام نامی ابو صالح موسیٰ جنگی دوست تھا۔ ان کو جہاد سے بہت الفت تھی۔ اس لئے جنگی دوست کہلاتے تھے۔ غازیوں اور مجاہدین کی امداد ان کا شعار تھا وفات سیکھ مطابق شانہ میں ہوئی اور جیلان میں دفن ہوئے۔ آپ علم و عرفان اور رشد و ہدایت کے نیرِ اعظم تھے۔ حضرت سید عبدالقادر نے ابھی ہوش بھی نہ سمجھایا تھا کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا

آپ کے نانا سید عبداللہ مواعی جیلان کے شیخ اور رئیس تھے۔ نہایت منکسر المزاج، اور صاحب کرامت ولی تھے۔ جیلان میں ان کے بابا تھے۔ ان کا گھر ان اپنے وقت کا سراجِ منیر تھا آپ کی کوئی اولاد زمینہ نہ تھی۔ اس لئے انھوں نے اپنا دستِ شفقت یتیم نواسے کے لئے وقف کر دیا۔ مولانا عبدالرحمن جامی لکھتے ہیں کہ اگر کسی پر مراض ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ آپ کی طرف سے بہت جلد انتقام لے لیتا۔

آپ کی بچھو پھی کا اسم گرامی سیدہ عائشہ تھیں اور ام محمد کنیت تھی۔ نہایت پارسا اور عابدہ خاتون تھیں۔ جیلان میں ہی وفات پائی۔ جب شہر میں بارش نہ ہوتی یا قحط سالی آجاتی تو لوگ آپ کی ہی طرف رجوع کرتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی سیدہ ام الخیر امتزہ الحببار فاطمہ بنت سید عبد اللہ صومعی تھیں۔ نہایت پارسا۔ عبادت گزار اور زاہدہ تھیں۔ آپ کا شمار عارفات ربانی میں ہوتا تھا۔

آپ کے ایک بھائی بھی تھے جن کا نام نامی سید ابو احمد عبد اللہ تھا۔ عمر میں آپ سے چھوٹے تھے۔ علم و تقویٰ کے مجتہد تھے اور عین عفتوان شباب میں رحلت فرما گئے تھے۔

## نام و نسب

آپ کے والد گرامی کا اسم مبارک ابو صالح موسیٰ جنگی دوست تھا۔ مشہور مؤرخ اور سیرت نگار شمس الدین الذہبی نے ابو صالح عبد اللہ جنگی دوست لکھا ہے۔ المانوی مستشرق برکمان نے علی بن موسیٰ بن جنگی دوست تحریر کیا ہے۔ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں لکھتے ہیں ابن جنگی دوست لکھا ہے اور آپ کو ایرانی نسل ظاہر کیا ہے۔

اسم گرامی عبد القادر لقب محی الدین۔ کنیت ابو محمد اور لقب غوث اعظم ہے اور حسنی حسینی سید ہیں۔ انساب کی کتابوں میں والد بزرگوار کی طرف سے شجرہ نسب اس طرح لکھا ہے :

سیدنا عبد القادر جیلانی بن سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست بن سید ابی عبد اللہ بن سید یحییٰ الزاہد بن سید محمد بن سعید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبد اللہ ثانی بن سید موسیٰ بن سید عبد اللہ المحض بن سید حسن مثنیٰ بن سیدنا امیر المؤمنین امام حسن علیہ السلام بن سیدنا امیر المؤمنین و خلیفۃ المسلمین حضرت علی کرم اللہ وجہہ ۔

اور والدہ ماجدہ کی طرف سے نسب نامہ اس طرح ہے :

ام الخیر امتزہ الحببار فاطمہ بنت سید عبد اللہ صومعی الزاہد بن سید ابو جمال بن سید محمد بن سید محمود بن سید ابو العطل عبد اللہ بن سعید کمال الدین علی بن سید ابو علاء الدین محمد بن الجواد بن سید علی الرضیٰ بن سید موسیٰ کاظم بن سید امام جعفر صادق بن سید امام محمد باقر بن سیدنا امام

زین العابدین بن سیدنا امیر المؤمنین امام حسین رضی اللہ عنہما شہید کربلا بن سیدنا امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ  
کرم اللہ وجہہ

## ولادت

سیدنا عبدالقادر جیلانی کی ولادت نیف میں ۱۱ ربیع الثانی ۳۰۰ھ مطابق ۹۰۰ء میں  
ہوئی۔ یہ قصبہ بحیرہ خزر (کیسپین سی) کے جنوب میں گیلان کے قریب واقع تھا۔ گیلان کا  
قصبہ جغرافیائی نکتہ نگاہ سے طبرستان کے شہروں میں شمار ہوتا تھا۔ جب وقت آپ کی ولادت ہوئی  
اس وقت آپ کی والدہ کی عمر ساٹھ سال تھی۔ اور یہ بھی ایک کرامت ہے کیونکہ اطباء کے نزدیک  
اس عمر میں اولاد کا ہونا تقریباً ناممکن ہے۔ مناقب غوثیہ میں لکھا ہے کہ ولادت کی رات آپ  
کے والد ماجد کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور دیکھا کہ آنحضرت اپنے  
ساتھ کرام کے ہمراہ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں: اے ابوصالح! پروردگار عالم  
نے تجھے نیا بچہ عطا فرمایا ہے جو میرے بچے کی مانند ہے۔ وہ میرا بیٹا اور اللہ تعالیٰ کا  
محبوب ہوگا اور اولیاء اللہ میں اس کا مرتبہ بہت اعلیٰ وارفع ہوگا۔

ایک دوسری جگہ تحریر ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے شانہ مبارک پر نبی اکرم  
کے قدم مبارک کا نقش موجود تھا۔ پھر یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کی ولادت کے دن سرزمین گیلان  
میں تمام لڑکے ہی تولد ہوئے۔ لڑکی کوئی پیدا نہ ہوئی اور اس روز پیدا ہونے والے لڑکوں  
کی تعداد گیارہ سوتائی جاتی ہے جو سب کے سب صالح مرد ہوئے۔ آپ صرف رات کو  
ہی دودھ پیتے تھے اور ظہور فجر سے غروب آفتاب تک دودھ کے نزدیک تک نہ  
جانے تھے۔

حضرت ام ہنسیہ فاطمہ فرماتی ہیں:

"نصف شب گزر چکی تھی اور میں نے نماز تہجد ادا کی۔ کیا دکھیتی ہوں کہ زمین سے  
آسمان تک نور علی نور ہے۔ کس نے کہا: فاطمہ! یہ وقت ایک آفتاب  
ولایت کی ولادت کا ہے۔ کچھ دیر کے بعد درد محسوس ہوا، اور عبدالقادر

پیدا ہوئے اور میں یہ دیکھ کر شکر رہ گئی کہ نومولود نے اپنا سر زمین پر سجدہ  
کے لئے رکھ دیا، اور سبحان ربی الاعلیٰ کہا۔ اس وقت ہر طرف انوار کی بارش  
ہو رہی تھی اور روحانی برکات کا نزول ہوتا۔“

تمام گیلان میں یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ سپیروں کے گھر میں ایک صاحبزادہ نوؤد  
ہوا ہے جو اوقات صوم میں دودھ نہیں پیتا۔ بلکہ ایام رضاءت میں بھی دن کو دودھ نوش  
نہیں کرتا۔ ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ ۲۹ رمضان کو مطلع ابراؤد تھا، لوگ چاند زور  
کے، تو گاؤں کے لوگ آپ کی والدہ کے پاس آئے کہ کیا بچے نے دودھ پیا ہے یا نہیں تاکہ  
وہ رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کا اندازہ لگائیں

## ابتدائی تعلیم و تربیت

جیسا کہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ ولادت سے تھوڑا عرصہ بعد آپ کے والد بزرگوار  
اس دار فانی سے کوچ کر گئے تھے اس لئے آپ اپنے نانا سید عبداللہ صومعی کے سایہ  
عاطفت میں پرورش پانے لگے اور ابتدائی تعلیم انہیں کے زیر اثر حاصل کی اور اٹھارہ  
بیس تک بلا درجیلان میں ہی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ لکھا ہے کہ جب آپ پانچ برس  
کے ہوئے تو آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو گیلان کے ایک مقامی مدرسہ میں بٹھا دیا،  
اور ابتدائی تعلیم آپ نے اسی مکتب سے حاصل کی اور اٹھارہ برس تک بلا درجیلان میں  
ہی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ لکھا ہے کہ جب آپ پانچ برس کے ہوئے تو آپ کی والدہ محترمہ  
نے آپ کو گیلان کے ایک مقامی مدرسہ میں بٹھا دیا، اور ابتدائی تعلیم حاصل کی اسی مکتب سے  
حاصل کی۔ اس مکتب میں آپ نے کن خوش نصیب اور بابرکت اساتذہ سے تعلیم حاصل کی  
اس کے متعلق تاریخ کے اوراق خاموش ہیں۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ دس برس کی عمر تک آپ نے  
ابتدائی تعلیم پر کمال دسترس حاصل کر لی تھی۔ دورانِ تعلیم آپ کو ایک عجیب مشاہدہ ہوا۔ جب  
آپ مکتب میں جاتے تو اپنے پیچھے عجیب نورانی صورتوں کو چلتا دیکھتے اور جب آپ مدرسہ  
پہنچتے تو ان صورتوں کو یہ کہتے ہوئے سنتے کہ ”اللہ کے ولی بوجہ دو۔ اللہ کے ولی کو

آپ کے فرزند ارجمند سیدنا عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو اپنے ولی ہونے کا کب علم ہوا، تو آپ نے فرمایا کہ جب میں دس برس کا تھا اور مقامی مدرسہ میں زیر تعلیم تھا تو فرشتوں کو اپنے پیچھے اور ارد گرد چلتے دیکھتا تھا، اور جب مدرسہ پہنچ جاتا تو وہ بار بار کہتے کہ اللہ کے ولی کو جگہ دو، اس سے میرے دل میں احساس پیدا ہوا کہ پروردگار عالم نے مجھے درجہ ولایت پر فائز کر دیا ہے۔

اسی مدرسہ میں آپ زیر تعلیم تھے کہ آپ کے نانا سید عبداللہ صومعی بھی اپنے خالق حقیقی سے جانے عالم فانی سے عالم جاودانی کو سدھار گئے۔ جس سے تعلیم و تربیت کا سارا بوجھ آنجناب کی والدہ ماجدہ پر آ پڑا۔ جنہوں نے نہایت صبر و استقامت سے آپ کی سرپرستی قائم رکھی اور کسی قسم کی کوتاہی یا کمی واقع نہ ہونے دی۔ غرضیکہ یہ سلسلہ اٹھارہ سال کی عمر تک قائم رہا۔

قرآن مجید آپ نے اپنے وطن گیلان میں ہی حفظ کیا۔ بلکہ لکھا ہے کہ آپ سولہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو چکے تھے۔

## ورود بغداد

جب آپ اپنے وطن گیلان میں ابتدائی تعلیم حاصل کر چکے تو آپ نے تکمیل علم کے لئے بغداد شریف جانے کا قصد کیا اور والدہ ماجدہ سے اس کی اجازت طلب کی۔ اس وقت آپ کی والدہ کی عمر اٹھتر برس کے قریب تھی اور آپ ضعیف العمری کے عالم میں تھیں چونکہ آپ بڑے تھے اور آپ کے برادر سید ابوالاحمد عبداللہ خور و سال تھے اور آپ اپنی والدہ کی امیدوں کا مرکز تھے۔ مگر آپ نے ان تمام امور کے باوجود بغداد جانے کی ٹھانی اور آپ کی والدہ نے بھی آپ کو بخوشی اجازت دے دی اور کہا - "تیرے والد بزرگوار کے ترکہ سے آٹھ دینار میرے پاس ہیں۔ چالیس دینار تمہارے بھائی کے لئے رکھتی ہوں اور چالیس دینار زادراہ کے لئے تم سے لو۔ مگر یاد رکھنا کہ پتہ نہیں پر دیں میں کیسے نامساعد حالات ہوں مگر

سچ کو کبھی بھی ماتحت سے نہ دینا۔ اور جھوٹ کے نزدیک بھی نہ پھٹکنا! اتنا کہہ کر آپ کی والدہ نے چالیس دینار آپ کی بغل کے نیچے آپ کی گڈری میں سی دیئے اور آپ کے حق میں دعائے خیر کی اور آپ ایک قافلہ کے ہمراہ جو بغداد جا رہا تھا روانہ ہوئے۔ بغداد کا شہر آپ کے قصبہ سے چار سو میل سے زائد تھا اور یہ طویل راستہ بیابان، صحرا اور پہاڑوں میں سے ہو کر جاتا تھا اور انتہائی خطرناک تھا۔ اس لئے لوگ قافلوں کی صورت میں سفر کرتے تھے ابھی آپ کا قافلہ ہمدان سے آگے تڑتک کے سنان کو ہستانی علاقہ میں پہنچا تھا کہ ساٹھ قزاقوں کے ایک مضبوط جھتے نے قافلے پر حملہ کر دیا، اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ ایک ڈاکو نے آپ سے پوچھا کہ لڑکے تمہارے پاس کیا ہے۔ آپ نے نہایت اطمینان سے فرمایا "چالیس دینار"۔ وہ مذاق جان کر آگے بڑھ گیا۔ پھر دوسرا قزاق اور پھر تیسرا قزاق بھی اسی طرح گزر گئے اور انھوں نے اپنے سردار سے یہ ماجرا بیان کیا۔ سردار نے کہا: اس لڑکے کو میرے سامنے لاؤ۔" چنانچہ ڈاکو بھاگے بھاگے آئے اور آپ کو پکڑ کر سردار کے پاس لے گئے۔ اس نے پوچھا۔ اسے لڑکے تیرے پاس کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ چالیس دینار۔ سردار نے کہا۔ کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا: میری بغل کے نیچے گڈری میں سے ہوئے ہیں۔ چنانچہ دینار واقعی وہاں سے برآمد ہوئے۔ سردار نے کہا۔ "اسے لڑکے اتونے رہزنیوں کے سامنے کیوں سچ بولا۔ فرمایا: جب میں وطن سے روانہ ہوا تھا تو میری ضعیف العمر والدہ نے مجھے سچ بولنے کی تلقین کی تھی، پھر میں جھوٹ کیوں بولوں۔ یہ الفاظ سردار کے دل میں اس طرح لگے جس طرح ترکش سے نکلا ہوا تیر، وہ آپ کے قدموں میں گر گیا۔ قزاقی کے پیشہ سے توبہ کی اور اس کے بعد اس کے تمام ساتھی بھی اس پیشہ سے تائب ہوئے۔

آپ ۱۰۹۵ھ مطابق ۱۶۸۵ء میں بغداد پہنچے، زور راہ خرچ ہو چکا تھا۔ چنانچہ آپ دنیا سے اسلام کے اس سب سے بڑے شہر میں بے یار و مددگار داخل ہوئے۔ جو علوم و فنون کا سب سے بڑا مرکز تھا اور وہاں بہترین اور نامور اساتذہ اور ائمہ فن متعلق تھے۔ چنانچہ آپ دن رات نہایت ذوق و شوق سے تحصیل علم میں مشغول ہو گئے بلکہ مدرسے کے اوقات سے بعد آپ دوسرے علما اور فضلا سے بھی استفادہ کرنے لگے۔ آپ کے اساتذہ میں ابو الوفا

علی بن غفیل حنبلی ابو غالب محمد بن حسن باقلاتی۔ ابو سعید بن عبد الکریم۔ ابو الغنائم محمد بن علی بن احمد۔  
 ابو یحییٰ محمد بن قاضی ابو سعید۔ شیخ ابو الخطاب محفوظ الکلوزانی حنبلی۔ ابو البرکات طلحہ العاقولی۔ ابو  
 ذکریا یحییٰ بن علی تبریزی۔ ابو سعید بن مبارک مخزومی اور ابو یحییٰ محمد بن مسلم الدیاس جیسے نامور عالم اور  
 محدث شامل تھے۔ چنانچہ آپ نے ان باکمال اساتذہ سے تفسیر، حدیث، قرأت، لغت، فقہ۔  
 طریقت اور شریعت کے تمام علوم حاصل کئے۔ بلکہ ان میں وہ کمال پر کیا کہ رُسے زمین پر آپ کا  
 ثانی نظریہ آتا تھا۔ بلکہ آٹھ سال میں آپ تمام علوم مرقوبہ کے امام وقت تسلیم کئے جانے لگے۔  
 کتب سیر میں لکھا ہے کہ جب آپ بغداد کی شہر شاہ میں پہنچے تو رات کا وقت تھا اور  
 بارش ہو رہی تھی۔ آپ سیدھے خانقاہ حضرت حماد باس تک پہنچے لیکن دروازہ بند پایا اس  
 لئے آپ نے خانقاہ سے باہر ہی قیام فرمایا۔ منہ اندھیرے جب خانقاہ کا دروازہ کھلا۔ تو  
 آپ حضرت حماد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ سے مصافحہ کیا، اور  
 فرمایا: اے مرید القادر! علم و عرفان کی دولت آج ہمارے پاس ہے تو بھل تیری ملکیت ہوگی  
 بلکہ تمام دنیا کے قلوب تیری ذات سے سرسبز و شاداب ہوں گے۔ چنانچہ آپ نے بیشتر علوم  
 دنیویہ کی تحصیل آپ سے اور ابو سعید مبارک مخزومی سے کی۔ یہ وہ بزرگ تھے جو اپنے وقت کے  
 شریعت و طریقت کے مسلم امام تھے۔ یہی وہ ابو سعید مبارک مخزومی ہیں جن کے دستِ حق پرست  
 پر حضرت شاہ جیلان نے بیعت کی اور فرقہ خلافت پایا۔

### احوالِ زمانہ

حضرت محبوب سبحان شاہ جیلان جب اس عالم میں تشریف لائے تو دنیا سے اسلام کی  
 حالت بہت نازک تھی۔ خلافت عباسیہ کا شیرازہ بھڑک چکا تھا۔ مطیع سیاست پر طوفانِ بلا خیز  
 پھائے بڑے تھے۔ عالمِ اسلام اس وقت تین صدنتوں میں منقسم تھا:

(۱) بنو امیہ (اموی) (۲) بنو فاطمہ (فاطمی) (۳) بنو عباس (عباسی)

مگر ان میں سے کسی میں بجا بگت نہ تھی۔ یہ زمانہ انتہائی خلفشار اور بے چینی کا تھا۔

مصر: حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد شیعوں کے دو گروہ ہو گئے۔ بڑی

جماعت نے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کو امام تسلیم کر کے ان کی اقتدا میں کام شروع کر دیا۔ تو دوسری ایک چھوٹی سی ٹولی نے حضرت اسماعیل بن محمد کو امام تسلیم کیا۔ بعد ازاں ان کو قتل کر کے اور ان کے قتل کو مخفی رکھ کر اس جماعت نے تمام اسلامی دنیا میں سازشوں کا جال بچھا دیا اور اپنے باطل عقاید کی تبلیغ کے لئے انہوں نے مصر میں فاطمی خلافت قائم کر لی۔ اس فرقہ کو باطنیہ یا قرامطہ بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت محبوب سبحانی کے زمانہ میں مصر میں فاطمی خلیفہ المستنصر تھا۔ جو عباسی خلفاء القائم بامر اللہ اور المقتدی بامر اللہ کا ہم عصر تھا۔ مستنصر کے بعد مستغنی ابو القاسم احمد منصور امیر ابوعلی عامر۔ حافظ ابوالمیون عبدالمجید۔ ناسر ابو منصور اسماعیل۔ فایز ابو القاسم عیسیٰ اور عاصد ابو محمد عبد اللہ سرزمین مصر پر فاطمی حکمران کیے بعد دیگرے حضرت غوث الاعظم کی وفات تک ہوئے۔ بالآخر اس سلسلہ کو ابوہیوں نے ختم کر ڈالا۔

اندلس :

سب سے پہلے عبدالرحمن الداخل نے اسپین کو فتح کیا۔ اور اموی خلافت کی بنا ڈالی۔ جو ۵۲۸ھ مطابق ۱۱۳۳ء تک قائم رہی۔ آخری حکمران ہشام بن حکم تھا۔ حکم کی وفات پر اس کا نابالغ لڑکا ہشام فرماں روا ہوا۔ تو حاجب ثانی اور محمد بن ابی عامر اس کے مرئی مقرر ہوئے۔ مگر کچھ ہی عرصہ کے بعد محمد بن ابی عامر نے حاجب کو بے طرف کر دیا۔ کئی امیروں کو قتل کر لیا۔ خلیفہ کو محل میں نظر بند کر کے خود المنصور کے لقب سے لقب ہو کر خلیفہ بن بیٹھا۔ اس نے فوج کو عربوں سے نکالی کر دیا۔ اس کے خلاف بار بار بغاوتیں ہوئیں۔ مگر یہ ہر دفعہ منظر و منصور رہا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عبد الملک تخت نشین ہوا۔ مگر اس کا زمانہ بھی نہایت خلفشار کا تھا۔

۱۲۲ھ میں عیسائیوں کا زور بڑھنے لگا۔ جس کا نتیجہ سیاسی انحطاط تھا۔ بالآخر ۱۲۸۶ھ میں یوسف بن تاشفین اور اس کے جانشینوں نے اندلس کو عیسائیوں کے پنجے میں جانے سے بچایا۔ پھر حال موحدین۔ مراہطین کیے بعد دیگرے عیسائیوں سے بے سر پیکار رہے۔ مگر بعد میں آپس میں کجا جنگ و جدل میں مشغول ہو گئے جس کا انجام نہایت حسرت ناک ہوا۔

پاکستان

پاکستان میں اس زمانہ میں غزنوی خاندان کی حکومت تھی اور ۱۱۶۵ھ سے ۱۱۹۱ھ تک غزنوی

خاندان کے جو حکمران سرزمین لاہور پر بادشاہی کرتے رہے۔ ان میں ابراہیم ظہیر الدولہ، مسعود سوم، علاؤ الدولہ شیرزاد کمال الدولہ، ارسلان سلطان الدولہ، بہرام شاہ ممین الدولہ، خسرو شاہ ظہیر الدولہ اور خسرو ملک تاج الدولہ شامل ہیں جو کہ خاندان غزنویہ کا آخری حکمران لاہور پر تھا اور خاندان غور کے امرا پے در پے اس ملک پر حملے کرتے رہے اور بالآخر انہوں نے سرزمین پاکستان کا بیشتر حصہ اپنے زیر نگیں کر لیا۔

### افریقہ

۶۷۹ء مطابق ۸۶ء میں مراہطین شمالی افریقہ سے چل کر بنی عباس کی مدد کو ہسپانیہ پہنچے۔ ان کا مقصد صرت لیون کے فرماں روا الفانسو کو شکست دینا تھا۔ چار برس بعد افریقہ کے یہاں درمجاہد پھر ۹۰ء میں سپین گئے۔ الفانسو کو شکست دے کر تمام اسلامی ہسپانیہ کو اپنی قبضہ میں شامل کر لیا۔ مراہطین کے جانشین موحدین بھی ہسپانیہ پر حملے کرتے رہے حتیٰ کہ انھوں نے ۱۴۹۲ء سے ۱۵۰۲ء تک کے درمیانی عرصہ میں اس ملک کو زیر نگیں کر لیا۔ مراہطین میں یوسف بن تاشفین اور موحدین میں عبدالمومن بہت زبردست بادشاہ گزرے ہیں۔

### عراق و ایران

اسی زمانہ میں یورپ نے یورپ کے تمام عیسائی حکمرانوں کو حکم دیا کہ وہ صلیبی جنگ کی تیاریاں کریں اور یروشلم کو مسلمانوں کی گرفت سے آزاد کرائیں۔ چنانچہ ۹۷۰ء میں جب کہ غوث الثقلین تقریباً بیس سال کے تھے، تمام عیسائی افواج قسطنطنیہ میں جمع ہو گئیں۔ اور ۱۰۹۹ء میں انہوں نے بیت المقدس اور اس کے گرد و نواح کا علاقہ فتح کر لیا۔ تو ان ملکوں میں بھی افراتفری پھیل گئی۔ حسن بن صباح نے ان علاقوں میں اپنی منظم جماعت قائم کر لی تھی جو جنت حاصل کرنے کے لئے چوٹی کے علماء کو قتل کرتے تھے۔ زکریا، علی، اور نقتلا، بلکہ انہوں نے خلفاء، امراء، وزراء، اور بڑے بڑے بااثر آدمیوں کو بھی قتل کر دیا۔ مزید برآں حنابلہ و معتزلہ کی جنگ، علم الکلام پر بحث، ابھی زور دینے پر تھی۔

عرب : ۱۶۱ء یعنی حضرت غوث اعظم کی وفات سے چار سال قبل نصرانیوں

نے مغرب کے حاجیوں کے روپ میں دو نقب زن مدینہ منورہ بھیجے۔ جنہوں نے حجرہ مبارک کے پاس قیام کیا اور ایک سرنگ رگانی شروع کی تاکہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اقدس کو نکال کر لے جاویں۔ ایک شب مجاہد اسلام نور الدین زنگی کو اس کے متعلق اشارہ ہوا۔ چنانچہ وہ فوراً مدینہ منورہ پہنچا۔ نقب زوں کا سراغ لگایا۔ ان کو داخل جہنم کیا، اور پھر روضہ اقدس کے ارد گرد خندق میں کھدوا کر ان میں سیسہ بھر دیا۔

## مجاہدات و ریاضات

حضرت محی الدین سید عبدالقادر جیلانی نے علوم ظاہری کی تحصیل تکمیل کے بعد مجاہدات و ریاضات میں مشغول ہونے کی کھانی۔ چنانچہ آپ نے ۵۲ھ سے ۷۲ھ تک پچیس سال کی طویل مدت ایسے ایسے مجاہدوں اور ریاضتیں کیں کہ ان کا تصور کر کے ہی انسان کپکپا اٹھتا ہے۔ کوئی سختی اور مصیبت ایسی نہ تھی جو آپ نے اس زمانہ میں برداشت نہ کی چونکہ آپ کو قطب زماں اور عوث وقت بنا تھا اس لئے آپ جنگلوں، بیابانوں اور صحراؤں میں دن رات مجاہدوں میں مصروف رہنے لگے۔ پچیس سال کے سخت اور ہولناک مجاہدات کے بعد آپ شیخ الشیوخ ابو سعید مبارک مخزومیؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، اور ان سے بیعت فرمائی۔

## عراق کے جنگلوں میں

ہجرت الاسرار میں لکھا ہے کہ خود حضرت شیخ فرماتے ہیں: کہ میں تنہا عراق کے بیابانوں جنگلوں، ویرانوں اور خطرناک جگہوں پر پھرتا رہا۔ نہ مجھے کوئی جاننے والا تھا اور نہ ہی میں کسی کو پہچانتا تھا۔ اور شب و روز مجاہدات میں مصروف رہتا تھا۔ علائق دنیوی سے قطع تعلق تھا۔ اور فی اللہ اور فی الرسول کا مقام حاصل تھا۔ انہیں ایام میں میرے پاس رجال ادنیب اور جنات حاضر خدمت ہوتے تھے اور میں انہیں علم طریقت کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ اس پر مصیبت و ہشت نوردی میں مجھ پر بزرگ راز ظاہر ہوئے۔ بسا اوقات تیس سے چالیس دن

تک بغیر کچھ کھانے پئے گزر جاتے تھے۔ ایوانِ کسریٰ میں بھی آپ ریاضت کرتے رہے۔

## حضرت خضرؑ سے ملاقات :

فرماتے ہیں۔ شروع میں جب میں نے عراق کی سرزمین پر قدم رکھا۔ تو حضرت خضر علیہ السلام میرے پاس آئے اور میرا ساتھ دیا۔ چونکہ میں انہیں پہچانتا نہیں تھا اس لئے انہوں نے میرے ساتھ وعدہ کیا کہ میں کبھی بھی آپ کی مخالفت نہ کروں گا۔ پھر ایک دن جب وہ بانے لگے۔ تو کہنے لگے کہ میرے آنے تک یہاں مہڑے رہنا۔ اور میں نے اس امر کا وعدہ کر لیا۔ وہ چلے گئے اور میں اپنے عہد کے مطابق ان کے انتظار میں متواتر اس جنگل میں تین سال تک قیام پذیر رہا۔ اسی اثنا میں دنیا اور اس کی خواہشات مختلف اشکال میں مجھ پر غلبہ پانے کی کوشش کرتی رہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی طرف راغب ہونے سے بچایا۔ بعض اوقات جیسا تک اور ڈراؤنی شکل کے شیاطین و جنات بھی میرے پاس آیا کرتے تھے۔ وہ مجھ سے لڑائی مہجگڑا کیا کرتے تھے۔ مگر پروردگار عالم نے ہمیشہ ان پر میرا غلبہ رکھا۔ فرماتے ہیں کہ میں چالیس سال تک صبح کی نمازِ مشاء کے وضو سے پڑھتا رہا۔ پندرہ سال تک مشاء کی نماز پڑھ کر ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر صبح تک قرآن مجید ختم کرتا رہا۔ آپ فرماتے ہیں ان تین سالوں میں لوگوں کی گری مونی چیزیں کھانا تھا۔

## محلہ کرخ میں قیام

خود حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ میں کئی برس تک بغداد کے محلہ کرخ کے ویران اور غیر آباد مکانوں میں رہائش پذیر رہا۔ اس دوران میں کوندلوں کے سوا میں کچھ نہ کھاتا تھا۔ ہر سال کے اوائل میں کوئی خدا کا فرستادہ مجھے صوف کا ایک جُبہ لادیتا، اور میں اسے پہن کر سارا سال ریاضت میں گزار دیتا۔ اس زمانہ میں اپنے نفس کو طرح طرح کی آزمائشوں میں ڈالتا رہا لوگ مجھے دیوانہ کہتے اور میں اہ وزاری کرتا صحرا کو نکل جاتا۔

## بُرجِ عجمی میں مجاہدات :

بغداد کے قریب ویرانے میں ایک قدیم بُرج تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس بُرج میں کامل گیارہ برس تک مجاہدات و رضایات میں مشغول رہے۔ اور میرے اس طویل قیام کی وجہ سے بغداد والے اسے بُرجِ عجمی کہنے لگے۔ اس بُرج میں ہر وقت یادِ الہی میں مصروف رہتا اس بُرج میں میں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ جب تک کوئی مجھے منہ میں لقمہ دیکر نہ کھلائے گا، میں تب تک کچھ نہ کھاؤں گا اور نہ ہی پانی پیوں گا۔ جب تک مجھے پانی نہ پلایا جائے گا۔ چنانچہ ایک دفعہ میں نے چالیس دن تک کچھ نہ کھایا اور نہ ہی کچھ پیا۔ چالیس دن کے بعد ایک شخص آیا اور وہ میرے سامنے روٹی اور پانی رکھ کر چلا گیا۔ بھوک کی شدت سے میرے نفس نے چاہا کہ ذرا کھانا کھالے۔ مگر ضمیر نے آواز دی کہ عہد نہ توڑنا۔ اسی اثنا میں میرے شیخ ابوسعید مبارک محزونؒ کا ادھر سے گزر ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے ساتھ میرے گھر باب الازج چلو۔ میں نے دل میں سوچا۔ میں یہاں سے نہ جاؤں گا کہ اسی وقت حضرت خضر علیہ السلام کا بُرجِ عجمی میں نزولِ اجلال ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ اٹھو اور حضرت ابوسعید کے گھر جاؤ۔ چنانچہ میں اٹھ کھڑا ہوا، اور شیخ کے گھر پہنچا۔ وہاں انہوں نے اپنے ہاتھ سے مجھے کھانا کھلایا اور پانی پلایا۔

ان ایام میں مجھ پر وجدانہ کیفیت طاری رہی۔ اور اکثر و بیشتر بنجر اور خراب و خستہ مقامات پر شیاطین سے جنگ ہوتی جو مختلف اشکال میں سمیت ناک اور ہونناک صورت بنا کر صف بہ صف میرے اثنال میں مغل ہوتے تھے۔ مجھ پر آگ پھینکتے اور لڑا کرتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے غزم و استقلال۔ پامردی۔ ثابت قدمی اور اولوالعزمی میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آیا، اور میں قطعاً ان سے محفوظ رہا۔

## بغداد شریف

سنہ ۱۰۰۹ سے سنہ ۱۰۱۶ تک کے زمانہ میں اگرچہ بغداد میں بڑے بڑے محدث اور مفسر از قسم علامہ خطیبؒ بغدادی۔ علامہ ابن جوزی اور حضرت امام غزالی اپنے اپنے علمی

کارناموں سے دنیا کو روشناس کرا چکے تھے۔ مگر اس کے باوجود چونکہ یہ زمانہ سیاسی لحاظ سے نہایت پُر آشوب تھا، اس لئے ان کی مساعی بھی اس ماحول کو سدھار سکیں۔

۱۰۷۷ء یعنی حضرت سونٹ انا عظم کی ولادت سے تین سال قبل عباسی خلیفہ قائم بامر اللہ نے وفات پائی۔ اس وقت سلطان ملک شاہ سجوتی تھا جس کا نامور وزیر خواجہ حسن نظام الملک طوسی تھا۔ عمر خیام مشہور فارسی شاعر بھی اس عہد سے تعلق رکھتا تھا۔ حالانکہ یہ زمانہ نامور علماء فضلاء اور شاعروں کی وجہ سے مسلمانوں کے عروج کا زمانہ تھا۔ مگر دینداری قطعاً غائب تھی، اور نام کا اسلام تھا۔ اس زمانہ میں شیخ الصوفیہ ابو علی فارمدی مصنف رسالہ قشیریہ نے وفات پائی اور حسن بن صباح قاطمی خلیفہ المستظهر باللہ کے فرزند نزار کا داعی تھا۔ ان کا مقصد اہل سنت و اجماع سے استیصال اور عباسی حکومت کو ختم کرنا تھا۔

۱۰۹۰ء میں جبکہ حضرت سونٹ انا عظم دس گیارہ سال کے تھے، اس نے قلعہ الموت پر قبضہ کر لیا، اور اگلے سال ہی اس کے ایک فدائی نے نظام الملک طوسی کو شہید کر دیا بغداد میں کسی عالم کی مجال نہ تھی کہ وہ باطنی فرقہ کے خلاف ایک لفظ بھی زبان سے نکالے جو ایسا کرتا وہ فوراً قتل کر دیا جاتا۔ بلکہ ۱۰۸۸ء میں توحید الاسلام امام محمد غزالیؒ بھی اپنا درس و تدریس کا کام چھوڑ کر ملک شام کی طرف چلے گئے اور تصوف اختیار کر لیا۔

اسی سال حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اپنے وطن مالون سے بغداد تشریف لائے، اور اس وقت جب کہ بڑے بڑے علماء فقہاء، محدثین اور داعیین بغداد چھوڑ کر جا رہے تھے آپ اس شہر میں تشریف لائے۔

۱۰۹۹ء میں جب صلیبی افواج نے بیت المقدس فتح کر لیا تو شام و فلسطین سے مسلمان مہاجرین ہزاروں کی تعداد میں بغداد میں آ گئے، اور اہل بغداد کو ان لوگوں کو سنبھالنا پڑا۔ ۱۱۲۰ء میں مسترشد باللہ عباسی نے عماد الدین زنگی کو حاکم بصرہ مقرر کیا۔ جس نے نور الدین زنگی کے تعاون سے صلیبی جنگیں لڑیں اور ان میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ عین اس زمانہ میں جب کہ ایوبی خاندان شام و فلسطین میں عیسائی افواج سے برسہا برس پیکار تھا۔ حسن بن صباح کے ایک فدائی نے خلیفہ مسترشد کو بغداد میں قتل کر دیا۔ اس کے بعد راشد باللہ خلیفہ ہوا۔

آخری خلیفہ بغداد مستجاب اللہ جو سب سے پہلے میں خلافت پر بیٹھا۔ حضرت عوث اعظم کا معتقد تھا۔ اس نے اپنی عظمت اور وقار حاصل کرنے کے لئے آپ کا دامن پکڑا، بلکہ امور ملکی میں مشورہ بھی کیا کرتا تھا۔

بویہ امرا نے عباسی خلیفہ پر اتنا اقتدار حاصل کر لیا تھا کہ وہ برسبرعام شیبی مسلک کی ترویج کرتے تھے بلکہ حضرت ابو شجاع خسرو بویہ نے حکم دیا تھا کہ بغداد کے کسی محلہ میں بھی کوئی واعظ صحابہ کرام یا خلفائے راشدین کے فضائل و مناقب علی الاعلان بیان نہ کرے اور اگر کوئی اس کا ارتکاب کرے گا تو اس کے خلاف کارروائی کر کے سزا دی جائے گی۔

ان تمام چیزوں پر مستزاد یہ کہ خلق قرآن اور اعتراف و باطنیت کی تحریکیں مسلمانوں کے لئے خطرہ ایمان بنی ہوئی تھیں۔ نام نہاد صوفی اور علمائے سوجہور کے ایمان پر ڈاک ڈال رہے تھے مرکز اسلام بغداد فسق و فجور، بدکاری اور منافقت کا اڈا بنا ہوا تھا۔

## درس و افتاء

جب آپ علوم ظاہری و باطنی اور مجاہدات و ریاضات سے فارغ ہوئے تو آپ مسند ارشاد و اسلاح پر متمکن ہوئے۔ چنانچہ پہلا وعظ آپ نے ۱۲۷ھ سے شروع کیا وہ اس طرح کہ ۱۶ شوال ۵۷۱ھ مطابق ۱۲۷ھ شنبہ کے دن دوپہر کے وقت آپ نے خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے فرمایا: "اے عبدالقادر! تم لوگوں کو فسق و فجور اور گمراہی سے بچانے کے لئے وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے؟" آپ نے عرض کی یا رسول اللہ! میں عجمی ہوں اور شاید عرب فصحا میرے کلام پر توجہ نہ دیں۔ حضور نے فرمایا: اپنا منہ کھولو! جب آپ نے حضور کے ارشاد کی تعمیل کی تو سردار کوفین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن سات بار آپ کے منہ میں ڈالا۔ اور حکم کیا کہ جاؤ، مسلمان قوم کو وعظ و نصیحت کرو اور ان کو پروردگار عالم کے راستے پر بلاؤ تاکہ یہ لوگ قرآن و حدیث کے احکام پر چل سکیں۔

پہلا وعظ

خواب سے بیداری کے بعد آپ نے نماز ظہر ادا کی اور منبر پر بیٹھ کر وعظ فرمانے

لگے۔ بہت سے لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ یکایک آپ کچھ تھچکے کہ اسی وقت حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو اپنے ساتھ موجود پایا۔ جو فرما رہے تھے کہ وعظ کیوں شروع نہیں کرتے۔ عرض کی: ابا جان! میں گھبرا گیا ہوں۔ شیر خدا نے فرمایا: اپنا منہ کھولو! چنانچہ جب آپ نے اپنا منہ کھولا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں چھ بار ڈالا آپ نے عرض کی: یا حضرت! آپ نے اپنے لعاب دہن سے مجھے سات مرتبہ کیوں مشرف نہیں فرمایا؟ شیر خدا نے فرمایا کہ نبی اکرم کا پاس ادب ہے۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اور اس طرح آپ نے وعظ کا آغاز کر دیا اور متواتر مسلسل اس طریقے سے کہ بڑے بڑے فصحا اور مبلغ علماء کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔ آپ کی آواز قیسے کرک دار تھی اور وعظ قدسے سرعت سے فرماتے تھے، کیونکہ الہامات الہی کی بے پناہ آمد اور خبر مار تھی۔ عوام بس اس کے علاوہ اس دور کے نامور مشائخ مجلس وعظ میں بالاتزام شریک ہوتے تھے۔ بعض اوقات وعظ میں تیزی اور تندگی بھی پیدا ہو جاتی تھی۔ فرماتے تھے کہ لوگوں کے دلوں پر میل جم گیا ہے۔ جب تک اسے زور سے رگڑا نہ جائے گا یہ دور نہ ہوگا۔

### مدرسہ مخزومی

سب سے پہلے آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ اپنے روحانی پروردار حضرت ابوسعید مبارک مخزومی کی خانقاہ میں واقع مسجد میں کیا۔ آپ کے معجز بیان کلام کی شہرت تمام بغداد میں پھیل گئی اور ہزار ہا لوگ نماز جمعہ میں حاضر ہونے لگے۔ جس کی وجہ سے مدرسہ کی جگہ متحمل نہ ہو سکی چنانچہ ۱۱۳۳ھ میں آپ نے اردگرد کے تمام مکانات خرید کر مدرسہ میں شامل کر لئے اور اس طرح ایک وسیع و عریض عمارت بن گئی مگر یہاں بھی لوگوں کا بے پناہ ہجوم تھا۔ اس لئے شہر سے باہر عید گاہ کے وسیع میدان میں اس کا انتظام کیا گیا۔ حاضرین مجلس کی تعداد بسا اوقات لاکھ سے زائد ہو جاتی تھی۔ لوگ دور دراز مقامات سے گدھوں، خچروں، گھوڑوں اور اونٹوں پر آیا کرتے تھے اور صبح سے ہی لوگوں کی آمد شروع ہو جاتی تھی۔ تاکہ ان کو اگلی صحنوں میں جگہ ملے، اور وہ آپ کے کلام معجز بیان سے کما حقہ مستفید ہو سکیں۔

آپ کے خطبات اور مواعظ حسنہ کو لکھنے کے لئے ہر مجلس میں چار سو دو تین استعمال ہوا کرتی تھیں۔ پہلے دو قاری نہایت خوش الحانی سے قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ عام طور پر آپ ہفتہ میں تین بار وعظ فرمایا کرتے۔ جمعہ المبارک۔ شنبہ کی شام کو اور پھر یک شنبہ کی صبح کو۔ آپ کا وعظ حکمت و دانش کا ایک ٹھکانہ تھا۔ تاثر کا یہ عالم تھا کہ لوگوں پر وحب کی کیفیت طاری رہتی تھی۔ مجلس میں اکابر و مشائخ عراق، علمائے کرام، اور مفتیان عظام کے علاوہ ملائکہ جنات اور رجال غیب بھی بکثرت حاضر ہوا کرتے تھے۔ دو تین شخص آپ کی مجلس میں مرجایا کرتے تھے۔ کسی دفعہ ایسا ہوا کہ آپ مجلس میں لوگوں کے سروں پر کسی قدم ہوا میں چلتے اور پھر واپس اپنی کرسی کی طرف لوٹ آتے۔ بعض لوگ جوش میں آکر اپنے کپڑے پھاڑ ڈالتے تھے اور کئی بے ہوش ہو جاتے تھے۔

یہ سلسلہ ۱۱۲۰ھ سے ۱۱۶۵ھ تک یعنی مکمل چالیس برس جاری رہا۔ جب آپ منبر پر تشریف رکھتے تو آپ کی بیعت کی وجہ سے کوئی شخص نہ کہانتا۔ نہ ناک دمان کرتا۔ نہ ایک دوسرے کی طرف دیکھتا، نہ لعاب دہن پھینکتا اور نہ ہی اٹھ کر آپ کی وعظ کے درمیان کہیں جاتا۔ بلکہ مکمل طور پر بستن گوش رہتا۔ پھر آپ کی مجلس میں بیٹھنے والے خواہ دور بیٹھے ہوں یا نزدیک، آپ کی آواز یکساں سنتے تھے۔ شیخ ابو سعید قلیوی المتوفی ۱۱۶۱ھ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کو کئی دفعہ آپ کی مجلس میں دیکھا ہے۔ عورتوں کو یہ حضرت عذیث اعظم کا کتنا بڑا اعزاز ہے۔

آپ کی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی جس میں ہزاروں یہود و نصاریٰ حاضر نہ ہوں اور ان میں سے کوئی نہ کوئی اسلام میں داخل نہ ہو۔ آپ کے ممتاز شاگرد شیخ عبد اللہ جہاں بیان کرتے ہیں کہ آپ کے مواعظ حسنہ سے متاثر ہو کر ایک لاکھ سے زائد لوگ جو فسق و فجور میں مبتلا تھے، نے آپ کے دست حق پرست پر توبہ کی اور ہزار ہا یہودی و نصرانی اسلام سے سرفراز ہوئے۔

ایک مجلس میں حضرت پیران پیر نے اثنائے وعظ میں فرمایا: کہ "میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے"۔ یہ سن کر شیخ علی بن ابی نصر البہتی اٹھے اور مینر پر چڑھ کر آپ کا قدم اپنی گردن پر رکھ لیا اور حضرت کے دامن کے نیچے ہو گئے اور اس کی اقتدا میں تمام حاضرین نے اپنی اپنی گردنیں آگے

بڑھائیں۔ لکھا ہے کہ دوسرے زمین کے تین سو تیرہ اولیائے کرام نے مختلف مقامات میں آپ کے ارشاد کے مطابق اپنی اپنی گردنیں ٹھککادیں۔

## ازواج و اولاد :

### ازواج :

سیدنا محبوب سجانی نے مختلف اوقات میں چار شادیاں کیں، جن کی تفصیل کسی تذکرہ میں نہیں ملتی اور نہ ہی ان کے اسمائے گرامی کی تصریح کی گئی ہے۔ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے عالمی زندگی کا آغاز پچاس سال کی عمر کے بعد کیا ہے۔ جب کہ آپ مجاہدات و ریاضات کی منزل سے گزر چکے تھے۔ یہ ازواج بھی آپ کے فیوض و برکات سے مکمل طور پر فیضیاب تھیں۔ آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالبجبار سے روایت ہے کہ میری والدہ کسی مارکیٹ کو گھڑی میں داخل ہوئیں تو وہاں شمع کی طرح روشنی بوجاتی۔ یہ سب کی سب اخلاق حسنہ کی سپیکر تھیں اور ان کو ریاضت و عبادت سے کمال انس تھا۔ ان ازواج سے آپ کے ہاں بیس لڑکے اور انتیس لڑکیاں پیدا ہوئیں جو سب کے سب "ایں خانہ ہمد آفتاب است" کے مصداق تھے۔

ایک کتاب میں آپ کی ازواج کے اسمائے گرامی اس طرح دیئے گئے ہیں :

- (۱) سیدہ نبیہ مدینہ بنت سید میر محمد
- (۲) سیدہ نبیہ صادقہ بنت سید محمد شفیع
- (۳) سیدہ نبیہ مومنہ
- (۴) سیدہ نبیہ محبوبہ

### اولاد :

آپ کے صاحبزادوں میں سے درج ذیل کے حالات تبرکاً درج کئے جاتے ہیں :

۱۔ شیخ سیف الدین عبدالوہابؒ آپ ۵۲۳ھ مطابق ۱۱۲۸ء میں پیدا ہوئے۔

پہلے اپنے والد زبیر گوار سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ پھر بلخ، بخارا اور عجم کے دور دراز مقامات

سے علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ بیس سال کی عمر میں فارغ ہوئے۔ پھر اپنے والد گرامی کی زیر نگرانی مدرسہ میں درس دینا شروع کیا۔ حضور کے وصال کے بعد فتویٰ نویسی کا کام آپ نے سنبھال لیا اور مدرسہ کے متولی بنے۔ ۵۹۳ھ مطابق ۱۱۹۶ء میں وفات پائی۔ مزار بغداد شریف میں ہے۔

نہایت خوش گفتار اور سخی تھے۔ سائل کو کبھی گھر سے خالی نہ جانے دیتے تھے۔ مسلک حنبلی تھا۔ والد ماجد کی وفات کے بعد مسند خلافت پر متمکن رہے۔

ولادت ۵۲۸ھ مطابق ۱۱۳۲ء میں ہوئی

## ۲۔ شیخ تاج الدین عبد الرزاق

زبردست فقیہ اور محدث ہونے کی وجہ

سے تاج الدین کے لقب سے ملقب ہوئے۔ فقہ کی تعلیم والد گرامی سے حاصل کی، اور حدیث کی تعلیم حضور کے علاوہ دیگر نامور محدثین سے حاصل کی۔ وفات ۶۰۳ھ مطابق ۱۲۰۶ء میں ہوئی۔ مزار پر انوار بغداد شریف میں ہے۔ نہایت پاکیزہ اخلاق۔ منکسر المزاج اور متواضع بزرگ تھے۔ مدرسہ میں طالب علموں پر بہت شفقت فرمایا کرتے تھے۔

## ۳۔ شیخ شرف الدین عیسیٰ

والد ماجد سے فقہ و حدیث کی تعلیم حاصل کی۔

نہایت بلند پایہ واعظ اور مفتی تھے۔ کافی عرصہ مدرسہ میں درس دیا۔ پھر پاکستان آئے اور آخر عمر میں مصر چلے گئے۔ لطائف الانوار اور جواہر الاسرار آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ ۵۰۳ھ مطابق ۱۱۰۶ء میں مصر میں وفات پائی۔ فصاحت و بلاغت۔ شعر گوئی اور اربن مذاق کے باعث ایک منفرد حیثیت کے مالک تھے۔ نیز اعلیٰ درجے کے انشا پرداز تھے۔

## ۴۔ شیخ ابو اسحاق ابراہیم

علوم ظاہری کے ابتدائی مراحل اپنے والد بزرگوار کی زیر نگرانی طے کئے۔ کثرت سے عبادت کرتے تھے۔ اسی لئے خلوت پسند فرماتے تھے۔ بغداد سے واسط جا کر مقیم ہو گئے تھے اور وہیں ۵۹۲ھ مطابق ۱۱۹۵ء میں وفات پائی۔ تنہائی میں گریہ و زاری کیا کرتے تھے۔ نہایت مسکین طبیعت پال تھے۔

## ۵ شیخ ابو بکر عبد العزیز

ولادت ۱۵۲۲ھ مطابق ۱۱۳۰ھ میں ہوئی۔ فقہ و حدیث کی تعلیم حضرت عنوت اعظم کے علاوہ ابو منصور عبد الرحمن محمد القزاز سے حاصل کی۔ کافی عرصہ تک درس و تدریس میں مشغول رہے۔ ۱۱۸۰ھ میں جبال چلے گئے اور وہیں وفات پائی۔ کئی تذکروں میں ہے کہ آخری عمر میں بخارا کی طرف ہجرت کر گئے تھے اور باقی ماندہ زندگی وہاں ہی گزاری۔

۶۔ شیخ ابو زکریا یحییٰ۔ ولادت ۱۵۵۶ھ مطابق ۱۱۵۵ھ میں بغداد میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم سیدنا عنوت اعظم اور شیخ محمد عبد الباقی سے حاصل کی۔ اوائل عمر میں ہی مسیحیوں سے گئے اور کبرئی میں واپس بغداد آگئے۔ اپنے سب بھائیوں سے چھوٹے تھے بہترین عادات کے مالک اور فزشتہ خصیلت انسان تھے۔ درس و تدریس اور تلقین و ارشاد میں ساری عمر عزیز گزاری۔

۷۔ شیخ عبد الجبار۔ فقہ کی تعلیم والد گرامی سے حاصل کی۔ اعلیٰ درجہ کے خوشنویس تھے اتباع رسول دوسلے اللہ علیہ وسلم میں بے مثال تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ ایک مینار نور تھیں جن کی صحبت نے آپ کو بہت فائدہ پہنچایا۔ ۱۱۷۰ھ میں بغداد شریف میں وفات پائی اور والد بزرگوار کے مسافر خانہ میں مدفون ہوئے۔ مجاہدات و ریاضات میں مشہور زمانہ تھے، نیز شرع کے سختی سے پابند تھے۔

۸۔ شیخ ابو زکریا موسیٰ۔ آپ کی ولادت ۱۵۳۵ھ مطابق ۱۱۳۴ھ میں ہوئی۔ فقہ و حدیث کی تعلیم حضرت شاہ جیدین سے حاصل کی۔ پھر بغداد سے دمشق چلے گئے۔ جنہلی مسلک پر سختی سے قائم تھے۔ ۱۱۶۱ھ مطابق ۱۱۶۱ھ میں دمشق میں اپنے سب بھائیوں سے آخر میں وفات پائی اور جبل قاسیون میں مدفون ہوئے۔ ساری عمر رشد و ہدایت میں مصروف رہے۔

## ۹۔ شیخ ابو الفضل محمد :

فقہ کی تعلیم والد گرامی قدر سے حاصل کی اور حدیث نامور شائع سے پڑھی۔ درس و تدریس اور وعظ و نصیحت میں عمر کا بیشتر حصہ صرف کیا۔ ۶۰ھ مطابق ۱۶۴۲ء میں وفات پائی، اور بغداد کے مقبرہ ملیہ میں مدفون ہوئے۔

۱۰۔ شیخ عبداللہ۔ ولادت ۵۰۸ھ مطابق ۱۱۱۴ء میں ہوئی اور وفات ۵۸۹ھ مطابق ۱۱۹۳ء بمقام بغداد ہوئی۔

## پوتے :

۱۔ شیخ عبدالسلام بن سید عبدالوہاب : آپ اپنے دادا اور والد ماجد دونوں سے فیضیاب تھے۔ مدتوں بغداد میں درس و تدریس اور افتاء کا کام سرانجام دیتے رہے۔ ولادت ۵۴۸ھ مطابق ۱۱۵۳ء میں اور وفات ۶۱۱ھ مطابق ۱۲۱۴ء میں ہوئی۔

۲۔ شیخ محمد بن شیخ ابوبکر عبدالعزیز :

نہایت جتہ عالم تھے۔ ہزارہا افراد نے آپ سے روحانی برکات حاصل کیں۔

۳۔ سید سلیمان بن سید عبدالعزیز :

زبردست محدث تھے اور کئی سال تک حدیث کا درس دیتے رہے۔ ولادت ۵۵۳ھ

مطابق ۱۱۵۸ء اور وفات ۶۱۱ھ مطابق ۱۲۱۴ء ہے۔ آپ قطب زمان تھے۔

۴۔ سید عبدالرحیم بن سید تاج الدین عبدالرزاق :

وفات ۶۰۶ھ مطابق ۱۲۰۹ء میں پائی اور امام احمد بن حنبل کے مقبرہ میں مدفون ہوئے

بہت زبردست عالم تھے۔ ولادت ۵۳۳ھ مطابق ۱۱۳۵ء ہے۔

۵۔ سید ابوالحسن فضل اللہ بن سید تاج الدین عبدالرزاق :

فقہ اپنے والد ماجد سے پڑھی اور حدیث اپنے والد اور چچا سید عبدالوہاب سے حاصل

کی۔ بغداد میں ۶۵۶ھ مطابق ۱۲۵۸ء میں تاتاریوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

۶۔ سید اسماعیل بن سید تاج الدین عبدالرزاقؒ:

فقہ اور حدیث میں کمال حاصل تھا۔ زہد و تقویٰ اور فقر و تصوف میں مشہور زمانہ تھے۔ مقبرہ امام احمد بن حنبل میں مدفون ہوئے۔

۷۔ سید محمد بن عبدالعزیز۔

علم حدیث و فقہ کے نامور مشائخ سے حاصل کیا۔

۸۔ سید عماد الدین ابوصالح نصر بن سید تاج الدین عبدالرزاق۔

ولادت ۱۱۳۹ء ہے۔ خلیفہ اظہر باللہ نے آپ کو بغداد کا قاضی القضاة مقرر کیا تھا۔ اور

اس کے زمانہ خلافت میں اس عہدہ پر مامور رہے۔ لیکن جب خلیفہ مستنصر باللہ کا زمانہ

خلافت آیا تو اس نے آپ کو اس عہدہ سے معزول کر دیا۔ زبردست محدث۔ فقیہ اور

بے مثال واعظ اور خطیب تھے۔

## نواسے:

۱۔ شیخ عقیف الدین مبارکؒ:

سب نواسوں سے زیادہ آپ نے شہرت حاصل کی۔ انہوں نے ہی حضور کے مواعظ حسنة

کو المصنوع الریانی کی صورت میں مرتب کیا۔ اس کتاب میں ترسیح خطبات ہیں۔

## اخلاق عالیہ:

آپ کے اخلاق حسنة اور فضائل حمیدہ کی تعریف و توصیف میں کل اولیاء اللہ کے تذکرے

بھرے پڑے ہیں۔ سیرت و کردار کے لحاظ سے کوئی ولی اللہ آپ کا ہم پیر نہ تھا۔ قدرت نے

آپ کو ایسے اعلیٰ اخلاق و محامد سے منتعمت فرمایا تھا کہ آپ کے معاصرین آپ کو تحسین کئے بغیر نکلتے

نہ تھے اپنے تو اپنے غیر مسلم بھی آپ کے حسن سلوک کے گرویدہ تھے۔ آپ اسلامی اخلاق اور انسانی

اوصاف کے پیکر تھے۔ شیخ حراوہ فرماتے ہیں کہ میں نے زندگی میں آپ سے بڑھ کر کوئی کریم النفس

مستیق القلب۔ فراخ دل اور خوش اخلاق نہیں دیکھا۔ آپ اپنی عظمت اور علو مرتبت کے باوجود

ہر چھوٹے بڑے کا لحاظ رکھتے۔ السلام علیکم کہنے میں ہمیشہ سبقت فرماتے۔ کفر ووں اور مسکینوں کے ساتھ تواضع و انکساری کے ساتھ پیش آتے۔ لیکن اگر کوئی حاکم یا بادشاہ آجاتا، تو آپ مطلقاً تعظیم نہ فرماتے، اور نہ ہی ساری عمر کسی بادشاہ، وزیر یا امیر کے دروازے پر گئے، نہ عطیات قبول کئے۔ مفوک الحال لوگوں کے ساتھ مروت سے پیش آتے۔

ایک دفعہ آپ بغداد سے مکہ معظمہ کی طرف بغرض حج روانہ ہوئے تو بغداد سے باہر، موضع حدہ میں قیام فرمایا۔ قصبہ کے اکابر اور رؤسا حاضر خدمت ہوئے کہ ہمارے گھر میں قیام فرماویں۔ مگر آپ نے خادین کو حکم دیا کہ ایسے گھر کا پتہ لگایا جائے جو ناداری اور بے کسی و گنہابی میں سب سے بڑھا ہوا ہو۔ تاکہ میں وہاں اقامت گزریں ہو جاؤں۔ کافی جستجو کے بعد ایک گھر کا پتہ چلا۔ جس میں ایک بوڑھا۔ ایک بڑھیا اور ایک ان کی بیٹی رستی تھی۔ حضور نے وہاں قیام فرمایا۔ چنانچہ نذر و نیاز از قسم نقدی۔ اجناس اور حیوانات کے جو بے شمار ہڈیے اور نذرانے پیش خدمت ہوئے، سب آپ نے اس بوڑھے کو عطا فرمائے۔ اس طرح خدا نے اپنے درمستعال نے آپ کے قدم سعید کی برکت سے اس گھر کو دولت و ثروت سے مالا مال کر دیا۔

عادت شریفی تھی کہ خود بازار جا کر گھر کا سودا سلف خریدتے۔ گھر میں بیماری ہوتی تو خود ہی آٹا پیس لیتے اور آٹا گوندھ کر روٹی ٹمک پکا لیتے۔ بچوں کو کھلاتے اور کنوئیں سے پانی کا گھڑا بھر کے اپنے دوش مبارک پر رکھ کر لے آتے۔ اگر سفر میں ہوتے تو خود ہی کھانا پکانے کا اہتمام کرتے اور رفتار میں تقسیم فرماتے۔ خدام عرض کرنے کہ یہ کام آپ کے شایان شان نہیں ہے مگر حضور نہ مانتے اور خود ہی تمام کام اپنے ہاتھوں سرانجام دیتے۔

سچائی اور حق گوئی کا دامن کبھی نہ چھوڑا۔ خواہ کتنے ہی خطرات کیوں نہ درپیش ہوں۔ مگر سچ کہنے سے بھی کبھی نہ چوکتے تھے۔ بلکہ حاکموں کے سامنے بھی حق بات ہی کہتے تھے اور کسی کی ناراضگی کو خاطر میں نہ لاتے تھے بلکہ مصلحت یا خوف کو پاس تک نہ پھٹکنے دیتے تھے۔ آپ معروف کا حکم دیتے اور منکر سے روکتے تھے۔ آپ کے اعلائے کلمۃ الحق نے سلاطین اور امرا کے محلات میں زلزلہ ڈال دیا تھا۔

حضرت غوث اعظم مجسمہ ایثار و سخاوت تھے۔ دریا دلی کا یہ عالم تھا کہ جو کچھ پاس ہوتا۔

سب غریبوں اور حاجت مندوں میں تقسیم فرمادیتے۔ آپ کا حکم تھا کہ رات کو وسیع دسترخوان بچھے اور خود ہمانوں کے ہمراہ کھانا تناول فرماتے۔ اپنی مزدورت پر ہمیشہ دوسروں کی مزدورت کو ترجیح دیتے تھے۔ سائل کا سوال کبھی رد نہیں کرتے تھے۔ غریبوں اور سکیںوں کی امداد کے لئے آپ نے یہ معمول بنالیا تھا کہ روزانہ لباس تبدیل فرماتے اور ہر جمعہ کو نیا جوتا تبدیل فرماتے۔ لباس اور جوتا عزا میں خیرات کر دیتے۔

عفو و کرم کے پیکر جمیل تھے۔ کسی پر ظلم برداشت نہ فرماتے اور فوراً مظلوم کی امداد پر کمر بستہ ہو جانے مگر خود اپنے معاملہ میں کبھی بھی غصہ نہ آتا۔ لوگوں کی غلطیوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرماتے۔ نہایت رقیق القلب تھے۔ کلام پاک کی تلاوت کرتے یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک فرماتے وقت آپ کی آنکھوں میں بے اختیار اشکوں کا سیلاب جاری ہو جاتا۔ توکل اور استغنا کا یہ عالم تھا کہ اپنے اہل و عیال اور عزیزوں کے متعلق کبھی زیادہ رغبت سے رجوع نہ فرماتے تھے اور محبت و شفقت کو حد سے آگے بڑھنے نہیں دیتے تھے۔ غریب پر کسی امیر کو ترجیح نہ دیتے تھے اور خلاف شرع کام کرنے والوں سے بیزاری فرمایا کرتے تھے اور شریعت کے معاملہ میں کبھی نرمی نہیں برتتے تھے۔

## تصنیفات

مجاہدات و ریاضات کے بعد جب آپ نے مسند ارشاد بغداد شریف میں بچپائی تو آپ نے مواظف حسنہ کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا بھی سلسلہ شروع کر دیا جو زندگی کے آخری ایام تک جاری رہا۔ متعدد تالیفات آپ کی یادگار ہیں، اسے درج ذیل بہت مشہور و معروف ہیں :

۱۔ غنیۃ الطالبین :

سیدنا غوث اعظم کی یہ عظیم الشان کتاب نہایت مشہور اور منجیم ہے۔ اس میں شریعت اور طریقت کے مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں مختلف فرقوں کے درمیان جو اختلافی مسائل ہیں ان کا بھی تجزیہ کیا گیا ہے اور اہل سنت و الجماعت کو صحیح العقیدہ فرقہ

تسلیم کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں اسلامی اخلاق و آداب۔ اذکار و اشغال اور اوراد و اعمال۔ مجاہدات و ریاضات غرضیکہ تمام دنیوی و آخری ضروریات کا کوئی ایسا موضوع باقی نہیں چھوڑا گیا جس کا اس میں مکمل موازنہ اور تجزیہ نہ کیا گیا ہو۔

اس کتاب کے فارسی میں بھی کئی تراجم ہوئے جن میں علامہ عبدالحکیم قادری سیالکوٹی کا ترجمہ بہت مشہور ہے۔ علاوہ ازیں اس کتاب کے اردو میں بھی بے شمار تراجم ہو چکے ہیں۔ خزینتہ الاصفیاء میں لکھا ہے کہ علامہ سیالکوٹی نے قطب دوران حضرت شاہ بلاول قادری لاہوری کے ارشاد کی تعمیل میں اور حضرت پیران پیر کی روحانی اجازت سے اس کتاب کا ترجمہ کیا، اور شاہنشاہ جہانگیر و شاہجہان کے درباروں میں اسی ترجمہ کی وجہ سے بہت عزت ناموری پائی۔

بعض لوگ اس کتاب کو حضرت غوث اعظم کی تصنیف ماننے میں تامل کرتے ہیں۔ کیونکہ اس کی اور فتوح الغیب کی عبارات میں نمایاں فرق موجود ہے۔ مزید برآں ایک شخص ابوحنیفہ کے متعلق جو فرقہ مرجیہ سے تعلق رکھتا تھا، ذکر کیا گیا ہے۔ اہل سنت و الجماعت والے سمجھتے ہیں کہ یہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے متعلق ہے۔ جو کہ نئی تحقیق کے مطابق بالکل غلط ہے۔ اصل میں یہ شخص ابوحنیفہ جو فرقہ مرجیہ سے تعلق رکھتا تھا، بے نام و نشان ہو چکا ہے۔ اسی لئے لوگوں کو غلط فہمی ہوئی۔ کہ حضرت سیدنا غوث اعظم امام ابوحنیفہ کی مخالفت فرماتے تھے۔ یہ تو درست ہے کہ آپ امام احمد بن حنبل کے مسلک کے مطابق فتوے دیا کرتے تھے، لیکن حضرت امام اعظم کو بھی بہت اچھا سمجھتے تھے۔ آپ کے مشرف اصحاب میں سے ایک شیخ براز فرماتے ہیں :

”بشارت بادکسانے را کہ پیرایشان عبد القادر و امام ایثان ابوحنیفہ و شیخ سید

ایثان محمد رسول اللہ است“

## ۲۔ فتوح الغیب

یہ علم تصوف اور معرفت میں بڑے معرکہ کی کتاب ہے۔ اس کے مضامین معارف قرآنی اور اسرار طریقت سے معمور ہیں۔ یہ کتاب کئی مقالات پر مشتمل ہے۔ ہر مقالہ معرفت اور حقیقت

کا ائینہ دار ہے۔ اس کتاب میں آل حضور کے اطہر و عطر میں جو آپ نے مختلف مواقع پر ارشاد فرمائے تھے۔ ان مقالات کا مطالعہ ایمان میں حرارت پیدا کرتا ہے اور صحیح اعمال و عقائد کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ کتاب دراصل حضرت غوث اعظم نے اپنے صاحبزادے سید محمد عیسیٰ کی تعلیم کے لئے تصنیف فرمائی تھی۔ اس کتاب میں تجرید و ترک فنا و بقا اور نفس و دل کے امراض اور ان کا علاج تجویز کیا گیا ہے۔

عربی سے اس کتاب کے بے شمار تراجم فارسی میں ہوئے۔ جن میں شاہ عبدالحق قادری محدث دہلوی کا ترجمہ بہت مشہور ہے۔ اردو تراجم میں مولانا ابوالحسن سیالکوٹی۔ نواب صدیق حسن خاں بھوپالی اور مولانا محمد عالم کاکوروی کے تراجم بہت مشہور ہیں۔ یورپ کے مشہور متعصب مستشرق پروفیسر مارگولتھ نے ان مواعظ کو نہایت پرتاثر لکھا ہے حالانکہ وہ یہودی مؤرخ تھا۔ پروفیسر مذکور لکھتا ہے: کہ ۸ خطبات کا یہ مجموعہ جو مختلف موضوعات پر مبنی ہے آپ کے صاحبزادے سید عبدالرزاق نے جمع کئے تھے۔

### ۳ فتح ربانی

کتاب کا مکمل نام فتح ربانی و فیض الرحمانی ہے۔ یہ حضرت غوث اعظم کے تالیف خطبات کا مجموعہ ہے جو آپ نے نولہ سے شیخ عقیف الدین مبارک نے ترتیب دیئے۔ مرتب نے نہایت کادش سے اصلی کلمات و الفاظ کو اسی حسن و خوبی سے تحریر کیا ہے کہ پڑھ کر دل بہت متاثر ہوتا ہے اور سرور و کیف حاصل ہوتا ہے۔ یہ کتاب آپ کے دو سال کے مواعظ حسنہ و ارشادات و اقوال پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں ۱۵۱۱ اور ۱۵۱۲ کے مواعظ اکٹھے کئے گئے ہیں۔

اس کتاب کے بھی فارسی میں بے شمار تراجم ہوئے اور اردو میں بھی ان کی کمی نہیں ہے۔ مصر میں بھی اس کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔ جن میں شیخ رشید رضا مصری کا ترجمہ بہت معروف ہے۔ پروفیسر ڈیو برائون فری یونیورسٹی برلن نے بھی اس کتاب کی بڑی تعریف کی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ اس کا سیدھا سادھا انداز بیان سامعین پر بڑا گہرا اثر چھوڑتا تھا۔

## ۴۔ مکتوباتِ قطبِ حمدانی

حضرت شاہ جیلان پیران پیر کے فارسی مکتوبات کا ترجمہ ہے۔ جو حضور نے مختلف اوقات میں مختلف اشخاص کو تحریر فرمائے۔ ان میں بھی معرفت و طریقت کے اسرار و رموز اس لطیف طریقے سے سمجھائے گئے ہیں کہ انسان بے اختیار ہو کر آپ کی فراست کی داو دیتا ہے۔

## ۵۔ دیوانِ پیران پیر

یہ دیوان فارسی میں ہے اور عشق و معرفت کا دفتر ہے۔ ایک ایک شعر وجد اور، اور کیف اگیں ہے۔ کہتے ہیں کہ فی الحقیقت یہ دیوان سیدنا عوث اعظم کی تالیف نہیں ہے بلکہ محی الدین ہروی کی تصنیف ہے اور غلط طور پر آپ سے منسوب کیا گیا ہے۔ آپ کی ایک فارسی رباعی بہت مشہور ہے جو آپ نے سلطان سبزواری کو اس وقت لکھی تھی۔ جب اس نے مال و دولت کا لالچ دے کر ملک نمرود میں بلایا تھا۔

## ۶۔ قصیدہ غوثیہ

چودہ قصائد آپ کی یادگار ہیں۔ جن میں قصیدہ غوثیہ کو عالمگیر شہرت حاصل ہے۔ قصائد فصاحت و بلاغت کی کان ہیں۔ قصیدہ غوثیہ حضرت عوث پاک نے اپنے متعلق لکھا۔ اس کے تیس اشعار عربی زبان میں ہیں جو کہ جذبہ کی حالت میں آپ کی زبان مبارک سے نکلے تھے۔ اس کی بے شمار فارسی اور اردو شرحیں لکھی گئی ہیں۔

## دیگر تصانیف :

ان تصانیف کے علاوہ چہل کاف۔ جبار الخاطر فی الباطن و الظاہر۔ یواقیت و محکم۔ ایسوع شریف۔ درود کبریت احمد بھی آپ کی گراں پایہ تصانیف میں شامل ہیں۔ چہل کاف ایک قطعہ کی صورت میں تین اشعار ہیں۔

## وفات

وفات آنجناب کی جمادی الاخرہ ۱۲۶۷ھ مطابق ۱۶۲۷ء میں بغداد شریف میں ہوئی اور وہاں ہی دفن ہوئے۔

## مقبرہ

آپ کا مقبرہ بغداد شریف میں ہے اور کل دنیا کے مقابر اولیاء میں ایک ممتاز اور ارفع مقام رکھتا ہے۔ ہر سال لاکھوں افراد حنا سہی کے لئے وہاں جاتے ہیں۔ اور فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔

## سید سیف الدین عبدالوہاب گیلانی قادری

حضور غوث پاک کے سب سے بڑے فرزند تھے۔ پیدائش ۱۲۵۷ھ مطابق ۱۱۱۸ء عہدِ شہزادہ عبدالعزیز میں ہوئی تحصیل علوم کے لئے دور دراز مقامات کے سفر کئے۔ بیس سال کی عمر میں تمام دینی علوم میں نیکیت ہو گئے۔

علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل اپنے والد بزرگوار سے کی۔ تمام علوم میں خاصی دسترس حاصل تھی۔ حضرت غوث الغمینی کے وصال کے بعد مدرسہ نوشیہ میں ارشاد و تلقین آپ کے ذمہ تھی۔ بے شمار خلقتِ خدا آپ کے فضل و کمال سے استفادہ کرتی تھی۔ ایک دن آپ وعظ فرما رہے تھے اور شیخ علی ہبیتی آپ کے برابر بیٹھے تھے۔ ان کو نیندا آگئی۔ شیخ نے اہل مجلس سے کہا کہ خاموش رہو اور خود نمبر سے اتر پڑے اور شیخ علی ہبیتی کے سامنے ادب سے کھڑے ہو گئے اور ان کی طرف دیکھتے رہے جب شیخ جاگے تو آپ نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تم نے خواب میں دیکھا تو آپ نے کیا ارشاد فرمایا تھا۔ شیخ علی نے فرمایا کہ آپ کی خدمت اقدس میں رہنے کا حکم دیا تھا۔

آپ تحصیل علوم و فنون کے لئے بہت سے بڑے بڑے اسلامی مراکز میں تشریف لے

گئے سینکڑوں علمائے معروف و فضلاء نے زمانہ نے کسب فیض فرمایا۔ وعظ میں ظرافت و لطافت کی چاشنی بھی ہوا کرتی تھی۔ کلام بے حد شیریں تھا۔ نہایت پاکیزہ اخلاق اور عمدہ عادات و اطوار کے مالک تھے۔

خوش گفتار اور رحمدل بھی تھے۔ سخاوت میں حاتم ثانی تھے۔ کسی سائل کو اپنے دروازے سے خالی نہ جانے دیتے تھے۔ عزاباً اور مساکین آپ کی امداد سے پلتے تھے۔ فتویٰ نویسی کا کام بھی آپ کے ذمہ تھا۔ مدرسہ کے متولی بھی تھے۔ اپنے عہد کے یگانہ روزگار فاضل تسلیم کئے جاتے تھے۔

سفینۃ الاولیاء کے مطابق وفات ۶۰۳ھ مطابق ۱۲۰۶ء عہد مظاہر باللہ عباسی بغداد شریف میں ہوئی اور اپنے والد محترم کے جوار میں مدفون ہوئے۔ بعض کتب کے مطابق، آپ کی وفات ۵۹۳ھ مطابق ۱۱۹۶ء میں بغداد شریف میں ہوئی۔ اولاد میں شیخ ابو منصور عبد السلام اور شیخ ابوالفتح سلیمان بہت معروف ہوئے ہیں۔

## سید صفی الدین گیلانی قادری المشہور سید صوفی قادری

آپ سید سیف الدین عبدالوہاب قادری کے فرزند اہم تھے۔ مزار اقدس بغداد شریف میں ہے۔ وصال ۶۱۱ھ مطابق ۱۲۱۴ء میں ہوا۔

## سید ابوالعباس احمد گیلانی قادری

آپ سید صفی الدین المعروف سید صوفی قادری کے فرزند اہم تھے۔

بغداد سے حلب میں آنا:

ہلاکو خاں کے حملہ بغداد کے بعد آپ ترک وطن کر کے حلب (شام) میں مقیم ہوئے۔ پہلے روم پہنچے۔ پھر ولایت شام میں حلب کے مقام پر آئے۔ اس دار و گیر کے زمانہ میں آپ کیساتھ آپ کے بھائی سید سلیمان احمد بھی بغداد چھوڑ کر روم آگئے تھے اور جب امن ہوا، تو یہ سب لوگ حلب چلے گئے۔

وفات ۶۳۰ھ مطابق ۱۲۳۲ء میں ہوئی۔ مزار پُر انوار حلب میں ہے۔

## سید مسعود گیلانی حلبی قادری

آپ کو سید مسعود منازی بھی کہا جاتا ہے اور حضرت ابوالعباس احمد دہلوی کے صاحبزادے تھے۔ مزار اقدس حلب میں ہے اور وصال ۶۶۰ھ مطابق ۱۲۶۱ء میں ہوا۔

## سید ابوالحسن علی گیلانی حلبی قادری

آپ سید مسعود غازی گیلانی قادری کے فرزند رشید تھے۔  
وفات ۷۱۵ھ مطابق ۱۳۱۵ء میں بمقام حلب ہوئی اور وہاں ہی بزرگان کے خاندانی قبرستان میں دفن ہوئے۔

## سید شاہ میر گیلانی حلبی قادری

آپ سید علی گیلانی قادری حلبی کے فرزند احمد تھے۔  
وفات ۷۶۶ھ مطابق ۱۳۶۴ء بمقام حلب ہوئی، اور وہاں ہی دفن ہوئے۔

## شاہ شمس الدین قادری گیلانی

آپ حضرت شاہ میر گیلانی قادری کے فرزند احمد تھے۔  
آپ کے صاحبزادے سید مخدوم محمد گیلانی نے آپ کی حیات میں بلاد عجم و عرب کی بہت سی وسایحت کی۔ ہندوستان، پاکستان، سندھ، خراسان، ترکستان، ایران اور بلخ بخارا کے تمام مقامات دیکھے مگر آپ کی زندگی میں حلب ہی رہے۔ بعد ازاں وہ ان کے وصال کے بعد پاکستان میں مستقلاً اچ شریف میں اقامت گزریں ہو گئے۔  
وفات بمقام حلب دشام، میں ۸۳۴ھ مطابق ۱۴۳۲ء میں ہوئی اور وہیں دفن ہوئے۔

# قادری صوفیائے کرام

جوع

لاہور شریف لائے مگر یہاں دفن نہ ہو سکے

اور

اپنی سیادت یہاں کے لوگوں پر چھوڑ گئے

## حضرت سید جمال حیات المیر قادری

سید جمال اللہ حضرت سید نصر کے بھائی اور حضرت غوث الاعظم کے پوتے ہیں۔ مفتی غلام سرور لاہوری مصنف خزینۃ الاصفیاء۔ نے حضرت شاہ ابوالمعالی قادری کے حوالہ سے تحریر کیا ہے کہ صاحبزادہ موصوف شکل و صورت میں حضرت غوث الاعظم کے مشابہ تھے اور انتہائی خوبصورت تھے، اور آنحضرت کو ان سے بہت محبت تھی۔

مزید تحریر ہے کہ حضرت غوث پاک نے ان کے حق میں پروردگار عالم سے حیات جاودا ان کے لئے دعا فرمائی تھی۔ جو اللہ کریم نے منظور فرمائی تھی۔ چنانچہ حضرت سید جمال اللہ المعروف حیا المیر اب تک حیات ہیں۔ صاحب مخازن صفات الاولیاء میں بخیر فرماتے ہیں کہ حیات المیر سے کسی نے عمر کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ لیجئے حضرت غوث اعظم کبھی کبھی گود میں لے کر دوڑتے محبت سے چھٹا لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان کی ملاقات حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوگی۔ اور فرمایا کہ ان سے میرا سلام کہنا۔

### لاہور میں آمد

آپ لاہور شریف لائے تھے اور میانی کے قبرستان کے احاطہ میں ہی قیام فرما ہوئے تھے۔ اسی جگہ حضرت محکم الدین شاہ مقیم قادری جردی بھی ان سے بیعت ہوئے۔ نیز کئی دوسرے لوگ آپ سے بیعت ہوئے اور بے شمار لوگوں نے آپ سے فیوض و برکات حاصل کئے۔ یہاں تک کہ لاہور میں آپ کا فیض عام ہو گیا۔

تحقیقات حشری کے مطالعہ سے چلتا ہے کہ آپ کی ولادت ۱۱۲۸ھ مطابق ۱۷۱۵ء میں ہوئی تھی۔ مصنف کتاب تذکار الاخیار کے حوالہ سے مزید لکھتا ہے کہ عند الوفاات حضرت غوث اعظم قدس سرہ نے ان کو طلب فرما کر فرمایا: کہ عمر آپ کی دراز ہوگی۔ چنانچہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچشم خود دیکھیں گے۔ جب یہ موقع آئے تو ان کو ہمارا سلام کہنا۔

حضرت شاہ عبداللطیف بری امام قادری آپ کے خلیفہ تھے۔ حدیقۃ الاولیاء مصنف

معنی غلام سرور لاہوری مطبوعہ نو لکھنؤ لکھنؤ۔ پادری عبد السبجان مصنف صوفی ازم ان ترائین  
میں لکھا ہے کہ آپ حضرت حیات امیر سے بیعت تھے۔

## شیخ محمد بن احمد المدنی قادری

حضرت امام عبد القادر گیلانی بغدادی کے ہم شیر زادہ تھے۔ ہندوستان تشریف لائے  
مزار کٹرہ میں ہے۔ وفات ۶۷۲ھ مطابق ۱۲۷۳ء میں ہوئی۔

## شیخ شمس الدین براتی

آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے :

شیخ شمس الدین براتی بن شیخ علی انداقی بن خواجہ حسن انداقی بن شیخ حسین بن امام عاقل  
فقیر حقیقی انداقی بن قاضی عبد الکریم انداقی بن ابی حنفیہ انداقی۔

آپ کی تاریخ ولادت ۶۵۵ھ مطابق ۱۲۵۷ء ہے۔ آپ کے آبا و اجداد بغداد شریف  
سے انداق دیکے از مضافات بخارا آئے تھے۔ آپ نے انداق سے ہرات میں نقل مکانی  
کر لی تھی۔ سلسلہ عالیہ قادریہ سے منسلک تھے۔ علوم ظاہری و باطنی میں کامل ہونے کے علاوہ  
صاحب کشف و کرامات بھی تھے۔ اپنے وقت کے فاضل اور معتدلسے زمانہ تھے۔

آپ امیر تمپور گورگان کے قصبہ ہرات میں ۱۳۸۱ھ سے ایک سال بعد وفات پا گئے۔  
ایچنا ب نے حضرت خواجہ عارف ریوگری مرید حضرت خواجہ عبد الخالق غجدانی کی زیارت کی ہے۔  
اور ان سے فیض بھی حاصل کیا۔

آپ بھی اپنے آبا و اجداد کی رسم کے مطابق سیر و سیاحت کرتے رہے اور ایک دفعہ یہ  
سلسلہ تجارت لاہور بھی تشریف لائے۔ مگر جلد ہی واپس چلے گئے۔ شروع سے آپ کی طبیعت  
مجاہدہ اور ریاضت کی طرف مائل تھی۔ اسی لئے آپ جنگوں۔ بیابانوں اور ویرانوں میں ذکر الہی  
کرتے تھے۔ شریعت کے نہایت پابند تھے۔ رزق حلال کھاتے اور کھاتے تھے۔ امرار اور  
سلاطین کے حضور جانا معیوب خیال کرتے تھے۔ آپ محب اللہ کے نام سے مشہور تھے۔

آپ کی وفات ۱۳۸۲ء مطابق ۷۸۴ھ ہرات میں ہوئی اور خشک دروازہ ہرات اور  
خیر و زیاد کے وسط میں مدفون ہوئے۔ آج بھی آپ کی قبر مزاج خلایق ہے، اور ہر آن ہزار ہا لوگ  
یہاں سے فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔

## سید محمد غوث قادری اویچی حلبی :

آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے :

مخدوم شیخ محمد غوث بن سید شمس الدین بن سید شاہ میر بن سید علی بن سید مسعود بن سید  
احمد بن سید صفی الدین بن سید سیف الدین عبد الوہاب بن سید عبد القادر جیلانی بغدادی۔  
اوج شریف میں آمد :

آنجناب اوج شریف میں ۷۸۸ھ مطابق ۱۳۸۶ء میں تشریف لائے۔ آپ کے آباؤ  
اجداد میں سید ابوالعباس احمد بن سید صفی الدین ہلاکو خاں کے جملہ بغداد میں ترک وطن کر کے حلب  
(شام) میں مقیم ہوئے۔ اسی نسبت سے آپ حلبی کہلاتے ہیں۔ آپ کی پیدائش بھی حلب کی ہے۔

## سیر و سیاحت :

آپ نے کافی عرصہ سیر و سیاحت میں گزارا۔ جوانی کے عالم میں خراسان، ترکستان، عرب و  
عجم کی سیر و سیاحت کرتے رہے اور اس کے بعد ہندوستان تشریف لائے اور لاہور سے ہو کر  
دہلی، ناگور پہنچے اور پھر واپس اپنے وطن چلے گئے اور اپنے والد گرامی سے دوبارہ ہندوستان  
میں مقیم ہونے کی درخواست کی۔ انہوں نے فرمایا۔ میری زندگی تک میرے پاس رہو۔ بعد میں  
اجازت ہے کہ جہاں چاہو سکونت اختیار کرو۔ چنانچہ آپ اپنے والد کے وصال تک وہاں ہی رہے  
وصال کے بعد ہندوستان آئے اور اوج شریف میں مستقل اقامت گزیرنے فرمائی۔

## ورودِ لاہور :

جب آپ ہندوستان تشریف لائے تو کچھ عرصہ لاہور میں بھی ٹھہرے۔ خزانہ الامنیاً  
میں لکھا ہے کہ حضرت مخدوم کچھ زمانے لاہور میں محلہ کوفت گراں اور کچھ عرصہ ناگور میں سکونت  
پذیر رہے۔ وہاں ایک مسجد بھی تعمیر کرائی اور پھر حلب واپس تشریف لے گئے۔

## شاہانِ وقت کی بیعت و ارادت :

سلسلہ عالیہ قادریہ کو پیرِ پیرِ پاک و بند میں آپ کی وجہ سے بہت عروج ہوا۔ ہزار ہا انسانوں نے آپ سے فیوض و برکات حاصل کئے۔ سلطان حسین مرزا حاکم سندھ اور سلطان سکندر لودھی بھی آپ کے مرید ہوئے۔ حضرت مخدوم صاحب عظمت و کرامت اور علوم معقول و منقول کے جامع تھے۔ اس کے علاوہ قدرت نے آپ کو دنیاوی جاہ و جلال سے بھی نوازا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ایک دنیا آپ کے قدمِ مہینت لزوم کو چومنے کے لئے حاضر ہونے لگی۔

آپ علوم ظاہری و باطنی میں کیتائے زمانہ تھے۔ شعر و سخن کا ذوق بھی قدرت کی طرف سے آپ کو ودیعت ہوا تھا۔ آپ کا دیوان بھی ہے۔ قادری تخلص فرماتے تھے۔  
نمونہ کلام :

رندیم و قدسند ریم و چالاک	مستیم و معریدیم و بے باک
حامیم و صراحمیم و باج	درو و صدفیم و بحر و خاشاک
والی ولایت شش و پنج	حامی بلاد فہم و ادراک
مجموعہ راز عالم کن	منصوبہ کتائے سر لولاک
گنڈ شتہ ز خویش بے کدورت	نگد شتہ ز عشق جوہر خاک
آئینہ صاف بے غل و غش	صافی دل و پاک رای و شکاک
گر صاف شوی و پاک راتم	میگوئی چو قادری تو ناپاک

ہائبل بوستان قدوسیم  
شاہباز سفید دست انیم  
ازدواج :

شجرۃ الانوار میں تحریر ہے کہ آپ نے پہلی شادی سلطان قطب الدین لانگاہ کی دختر بی بی دیس کسائیں سے کی تھی جو مہستان اور اوچ کا حاکم تھی۔ لیکن ان کے بطن سے کوئی اولاد نہ ہوئی پھر آپ نے دوسری شادی سید ابوالفتح حسینی کی صاحبزادی بی بی فاطمہ سے کی۔ ان سید ابوالفتح حسینی

کا سلسلہ آبائی چار واسطوں سے سید صفی الدین گائردنی سے جا ملتا ہے۔

اولاد :

آپ کے چار صاحبزادے تھے جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں :

(۱) سید عبدالقادر ثانی :- آپ علم و عمل کے جامع اور کمالات ظاہری و باطنی کے حامل تھے

آپ کی والدہ سید ابوالفتح کی صاحبزادی تھیں جو سید صفی الدین گائردنی کی اولاد سے تھیں

آپ پر عبادت و ریاضت اور مراقبہ کا غلبہ تھا۔ ۷۸ سال کی عمر میں ۱۵۳۳ء میں

وفات پا کر اوچ شریف میں دفن ہوئے۔

(۲) سید عبداللہ ربانی :- آپ نے بھی سلسلہ عالیہ قادریہ میں اپنے والد گرامی سے بیعت کی

عام طور پر استغراق کی حالت میں رہتے تھے۔ ۷۵ سالہ میں وفات پا کر اپنے والد کے پاس دفن

ہوئے۔ توکل میں آپ بڑا اونچ مقام رکھتے تھے۔

(۳) سید مبارک حقانی :- آپ مجاہدہ و ریاضت کے لئے جنگل میں چلے گئے تھے۔ جہاں

حضرت خواجہ معروف حشتی جو بابا فرید گنج شکر کی اولاد سے تھے۔ آپ کے خلیفہ بنے۔ ۱۵۳۹ء

میں وفات پا کر اوچ میں دفن ہوئے۔

(۴) سید محمد نورانی :- آپ کی اولاد نہ تھی اور نہایت پارسہ کے بزرگ تھے۔

وفات ۹۲۳ھ مطابق ۱۵۱۶ء ہے اور سکندر بودھی کا عہد تھا۔ تاریخ وفات اس

طرح ہے :

محمد غوث پیر سید دین	بہ فرود کس بریں چوں کردر
بگو تاریخ او با طرز رنگینے	محرشہ میراں قطب الاقطاب
	۹۲۳ھ

مزار اقدس اوچ شریف میں واقع ہے :

شیخ عبد اللہ قادری حشتی

آپ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی سرسہندی کے والد بزرگوار ہیں۔

زبدۃ المقامات ص ۱۱۳ پر لکھا ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ صاحب و حضرت مجدد الف ثانی  
قدس سرہ نے مجذوبوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت والد ماجد لاہور  
تشریف لے گئے۔ اس سفر میں میں بھی آپ کے ہمراہ تھا۔  
زبدۃ المقامات کے صفحہ ۹۶ پر رقم ہے :

” شیخ رکن الدین حضرت شیخ عبد القدوس قدس سرہ نے شیخ عبد الواحد کو طریقت پر  
قادریہ و چشتیہ کا فرقہ خلافت پہنایا، اور فیح و بلخ عبارت میں تحریری اجازت نامہ بھی  
عنایت فرمایا۔“

آپ سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت شاہ کمال قادری کیمیائی سے مشرف بیعت تھے اور آپ کو  
خلافت بھی ملی تھی۔

مزار اقدس سرہند شریف میں ہے۔ وفات ۱۰۰۰ھ میں ہوئی۔

## میر میراں سید مبارک حقانی اوچی

فرزند حضرت سید محمد غوث حبیبی اوچی کے تھے۔ خلافت بھی انہیں سے حاصل کی تھی۔ طبیعت  
پر جذب و مستی کا غلبہ تھا۔ اور بروقت استغراق کی حالت میں رہتے تھے۔ جب طبیعت قابو سے باہر  
ہو گئی تو اوچ شریف سے نکل کر لکھی جنگل میں چلے گئے اور عبادت و مجاہدہ کرنے لگے جنگل میں قیام  
کے دوران حضرت فرید الدین گنج شکر کی اولاد سے ایک بزرگ خواجہ معروف چشتی نے آپ سے  
خرد و خلافت حاصل کیا۔ آپ نے حضرت خواجہ سے فرمایا تھا کہ تم سے تصویف کا ایک جدید خانوادہ  
پیدا ہوگا۔ چنانچہ قادریہ نوٹ شاہیہ سلسلہ حضرت خواجہ معروف چشتی کی طرف منسوب ہے۔

جب آپ لاہور شریف لائے تو کافی عرصہ یہاں مقیم رہے۔

وفات ۹۵۶ھ مطابق ۱۵۴۹ء میں بمقام لاہور ہوئی۔ یہ شیر شاہ سوری کے فرزند ،  
اسلام شاہ سوری کا عہد حکومت تھا۔ اوچ شریف میں مدفون ہوئے۔

## مخدوم حضرت شاہ فضیل قادری

مرشد حضرت شاد کمال قادری کمتھلی لاہور آئے۔

حضرت شاہ فضیل ولی کامل اور سالم باعمل گزے ہیں اور زندہ پیر کے نام سے مشہور ہیں آپ رشتہ کے لحاظ سے حضرت شاہ کمال قادری کے چچا بھی تھے۔ تاریخ ایشیہ تصوف میں لکھا ہے کہ آپ ۱۴ صفر ۱۸۷۱ھ مطابق ۲۶ ستمبر کو چہار شنبہ کے روز مغرب کے وقت بغداد شریف میں پیدا ہوئے۔ سو دو سال تک مسلسل عبادت و ریاضت کے بعد ۱۴ ربیع الآخر ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۲ کو عصر کے وقت شنبہ کے روز حضرت شاہ گدا رحمان ثانی قادری سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

### ورود ہندوستان :

حالات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ہندوستان میں بھی تشریف لائے اور خطہ سندھ میں کچھ عرصہ قیام فرما رہے۔ بھٹکھڑ کے قریب حضرت کی چلہ گاہ آج بھی مرجع خلائق ہے۔ سجادہ نشینان گدی حضرت شاہ کمال قادری کمتھلی کا فرمان ہے کہ آپ لاہور بھی تشریف لائے تھے اور یہاں سے آگے ہندوستان روانہ ہوئے تھے۔

آپ کے خلف میں اٹھارہ بہت مشہور و معروف ہیں۔ جن میں سے حضرت شاہ کمال قادری کا خاص مقام ہے۔

آپ کی ایک کتاب بنام صغیر المسدود ہے۔ دوسری خریفۃ الامر ہے۔ جو تصوف کے موضوع پر ایک دلچسپ رسالہ ہے جس کے آخر میں مرتب نے حضرت شاہ فضیل کے مریدین اور خلفاء کا بھی ذکر کیا ہے۔

آپ کا وصال، ۱۴ محرم ۱۹۷۹ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۹۵۸ء میں ٹھٹھہ شریف میں ہوا، اور وہاں ہی مدفون ہوئے۔

آپ کا مزار اقدس بغداد شریف میں ہے۔

## سید محمد غوثؒ بالا پیر قادری

آپ سید زین العابدین بن سید عبدالقادر ثانی بن سید محمد غوث حلبی اویچی کے فرزند تھے آپ کے والد بزرگوار سید زین العابدین بنگال میں کفار سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔ آپ اپنے جدِ محترم سید عبدالقادر ثانی کے زیر تربیت رہے اور انہی سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ سید عبدالقادر ثانی کے وصال کے بعد جب سید حامد گنج بخش گیلانی سجادہ نشین بنے تو آپ اویچ سے نقل مکانی کر کے ست گھرہ میں مستقل طور پر مقیم ہو گئے۔

لاہور میں آمد

جب آپ ست گھرہ سے لاہور تشریف لائے۔ تو آپ نے محلہ نگر خاں کے پاس ایک نیا محلہ بنام رسول پورہ آباد کیا۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں اب ہائی کورٹ کے دفاتر ہیں۔ سید عبدالقادر ثالث المشہور سید حمیون آپ کے صاحبزادے تھے۔ جن کی اولاد سے سید عبدالرزاق گیلانی المشہور شاہ چراغ قادری لاہوری بہت مشہور و معروف بزرگ گزرے ہیں۔

وفات آپ کی ۹۵۹ھ و مطابق ۱۵۵۷ء میں ہوئی اور ست گھرہ میں ہی دفن ہوئے۔

## شاہ بڑی لطیفؒ قادری

آپ کی ولادت موضع جولیاں کرسال ضلع جہلم میں ہوئی۔ طبیعت بچپن سے ہی عبادت و ریاضت کی طرف مائل تھی۔ والد ماجد کا نام شاہ محمود تھا۔ جنہوں نے آپ کو بھنیسیں چرانے کا کام دیا تھا۔ مگر اس کے باوجود آپ ریاضت و عبادت میں لگے رہے۔ بعض مخالفتوں کی بنا پر محمود شاہ ترک وطن کر کے علاقہ گولڑہ ضلع راولپنڈی میں اقامت گزریں ہو گئے۔ یہاں آپ کے والد نے آپ کو تعلیم کے لئے کیمبلپور کے ایک موضع غور غشتی میں بھیج دیا۔

ورودِ لاہور

آپ نے حضرت حیات المیرؒ قادری جو حضرت غوثؒ اعظم کے پوتوں میں سے زندہ جاوید

ہیں، کے دستِ حق پر بیعت فرمائی۔ حضرت حیات المیر کی زندگی کا بیشتر حصہ لاہور ہی میں گزرا، اور آپ کے نامور خلفا میں سے شیخ بہلول دریاٹی و قادری بھی اکثر و بیشتر لاہور تشریف لاتے تھے۔ اس لئے ممکن ہے کہ مرشد اور مرید صادق سے ملاقات کی خاطر لاہور بھی تشریف لائے ہوں۔ حضرت شاہ مقیم حجروی نے بھی یہاں لاہور آکر قبرستان میانی میں ان سے بیعت کی تھی۔

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ حرمین اشرفین بزمِ اداسیگی حج گئے اور حج و زیارتِ روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے فارغ ہونے کے بعد وطنِ مالوت واپس آئے اور حکومتِ پاکستان کے موجودہ دارالحکومت اسلام آباد میں مقیم ہوئے اور یہاں رشد و ہدایت کی شمع روشن کی۔

صاحبِ حدیقۃ الاولیاء لکھتا ہے :

شاہ لطیف بری قادری بزرگانِ پنجاب سے تھے۔ حضرت کے خوارق و کرامات ہزاروں مشہور ہیں۔ آپ بڑے عابد و زاہد۔ گوشت نشین۔ مست و مجذوب تھے۔ ہزاروں مرید مدارج تکمیل کو پہنچے۔ آپ نے نعمتِ باطنی حضرت حیات المیر زندہ پیر سے پائی جو حضرت عنوتِ الاعظم کے پوتوں سے زندہ جاوید ہیں۔

آپ کے ایک نامور خلیفہ شاہ بہلول قادری سے سلسلہ بہلول شاہی چلا۔ اس کے علاوہ آپ کے خلفا میں شاہ حسین بہت مشہور ہیں جن کی بیٹھک شاہ بری لطیف کے مزار کے بالمقابل ہے آپ کا برس ۱۸۶۱ء میں ہو گیا۔ جو اب میدہ کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ یہ میدہ پاکستان بھر میں بہت مشہور ہے اور یہاں اندرون ملک سے لاکھوں انسان شرکت کرتے ہیں۔

وفات آپ کی ۱۹۶۴ء مطابق ۱۵۵۶ھ میں ہوئی۔

## حضرت شاہ کمال قادری کستیلی

امام العارفين۔ سلطان الاوتاد۔ قدوة السالکين۔ حجة العاشقين حضرت شاہ کمال کستیلی قادری  
 ۸۹۵ھ مطابق ۱۴۸۹ء میں بغداد میں پیدا ہوئے اور بارہویوں پشت سے حضور غوث الاعظم سے  
 ملتے ہیں۔ یعنی حضور کے ۲۳۴ سال بعد عالم ظہور میں تشریف لائے۔ والد گرامی کا نام سید حاجی  
 عمر تھا۔ آپ کی ولادت سے چند سال بعد حضرت شاہ فضیل قادری بغداد شریف تشریف لائے تو  
 آپ کے والد بزرگوار سے فرمایا: کہ یہ مادر زاد ولی ہیں۔ ان کی تربیت پر خاص توجہ فرمائی۔  
 تعلیم و تربیت :

آپ نے ظاہری و باطنی علوم میں اس زمانہ کے جمید علماء سے استفادہ کیا، اور تفسیر۔ حدیث  
 اور فقہ پر مکمل عبور حاصل کر لیا۔ اس کے بعد آپ مجاہدات اور ریاضات کی طرف متوجہ ہوئے، اور  
 آپ گھر بار ماں باپ اور اہل و عیال کو چھوڑ کر جنگلوں اور صحراؤں میں چلے گئے۔ سمرقند، بخارا  
 روم و ایران۔ مصر و فلسطین۔ عراق و حجاز کے بیابانوں اور تپتے ہوئے صحراؤں میں اٹلی و سسلی۔  
 الجزائر و قبرص کی سنگلاخ چٹانوں میں مدتوں پھرا گئے۔

خواہر مجددیہ میں مرقوم ہے کہ حضور غوث الاعظم نے اپنا خرقہ خاص اپنے ذاتی کمالات سے  
 مملو کر کے اپنے صاحبزادے سید عبدالرزاق قدس سرہ کو سونپا تھا۔ پھر یہ خرقہ سلسلہ سلسلہ اس  
 خاندان میں حضرت شاہ کمال کستیلی تک پہنچا۔ پھر آپ کے بنیرہ و خلیفہ حضرت شاہ سکندر کستیلی کو ملا۔  
 جنہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کو اس سے سرفراز فرمایا :

شجرہ طریقت :

آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت شاہ عقیل قادری عرف زندہ پیر سے بیعت کی اور  
 انہیں سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ شجرہ طریقت اس طرح ہے :

حضرت شاہ کمال کستیلی مرید حضرت شاہ فضیل قادری مرید شہ گدا حمن ثانی مرید شاہ شمس الدین  
 مرید شاہ گدا حمن اول مرید شاہ شمس الدین صحرائی مرید شاہ عقیل مرید شاہ بہاؤ الدین مرید حضرت  
 عبدالوہاب مرید حضرت غوث الثقلین عبدالقادر گیلانی۔

## سیر و سیاحت :

علوم و ظاہری و باطنی کی تربیت کے بعد آپ اپنے مرشد کامل حضرت شاہ فضیل قادری کے ہمراہ سیر و سیاحت دنیا کے لئے نکلے۔ اسی اثنا میں آپ دونوں حضرات نے ایک دفعہ حج بھی کیا اور پھر ہندوستان کفرستان بھی پہنچے اور اس طرح دنیا جہاں کی سیر کرتے رہے۔ بعد ازاں مرشد کے حکم سے آپ ہندوستان تشریف لائے۔ مگر یہاں کسی مقام پر بھی قیام نہ فرمایا۔ ملتان لاہور، سرہند، دہلی، آگرہ اور احمد آباد تشریف لے گئے۔ آخر میں پائیل تشریف لائے اور یہاں چندے قیام کیا۔ ان ایام میں شیر شاہ سوری بادشاہ وقت تھا اور حمید خاں حاکم ملتان جو آپ کے بے انتہا عقیدت رکھتا تھا۔ اسی قصہ میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کے والد محترم حضرت عبدالاحد کاہلی بھی قیام فرماتے تھے۔ جو آپ سے بیعت تھے۔ اس سیر و سیاحت میں مرشد کامل حضرت شاہ فضیل قادری کے ساتھ کئی بار آپ نے حج کی سعادت حاصل کی۔ اس دور میں مختلف ممالک میں آپ سے بے شمار کرامات ظہور میں آئیں۔ اس صحرا نوردی اور دشت پیمائی میں ہمیشہ واقعات آپ سے ایسے سرزد ہوئے جن سے خلق خدا کی بہتری مقصود تھی۔

## ہندوستان میں آمد

آپ سرزمین عراق سے ملک ایران کے راستے مشہد، نجف اشرف، تبریز اور اصفہان سے ہوتے ہوئے ہندوستان میں درہ گول کے راستے وارد ہوئے۔ غالباً آپ شہنشاہ بابر کے آخری ایام میں آئے، اور اول اول ٹھٹھہ میں قیام فرمایا جو کہ علم و ادب، تہذیب و تمدن اور فنون لطیفہ کا مرکز تھا۔

اس زمانہ میں یہاں محدثین و فقہا کا بہت زور تھا، اور سادات عظام کے بے شمار خاندان یہاں مقیم تھے۔ یہاں آپ نے تقریباً دو سال تک قیام فرمایا۔ متعدد بار چلہ کشی کی۔ بے شمار آدمیوں نے یہاں سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ ٹھٹھہ سے آپ ملتان تشریف لائے۔ یہاں شیر شاہ سوری کے نائب ملتان حمید خاں نے آپ کا استقبال کیا اور ہر قسم کی مراعات مہیا کیں لیکن آپ نے ان کو قبول نہیں فرمایا۔ یہاں سے آپ براستہ لاہور لدھیانہ پہنچے۔ پھر یہاں سے پائیل (سرہند تشریف) کا رخ کیا۔ یہاں حضرت امام ربانی کے والد بزرگوار اقامت گزیرے تھے۔

جو بعد ازاں آپ سے بیعت ہوئے پھر یہاں سے کشتیل شریف پہنچے، اور یہاں پر مستقل طور پر مقیم ہو گئے۔

ہندوستان میں آپ کی آمد کا زمانہ ۹۲۷ھ مطابق سنہ ۱۵۲۰ء ہے۔ اس سفر میں آپ کے ہمراہ حضرت شکر اللہ شیرازی، حضرت سید شاہ عبداللہ اور حضرت شاہ مبین تھے۔ حضرت شاہ عبداللہ اور حضرت شاہ مبین حضرت غوث الاعظم کی اولاد سے تھے۔ ان تینوں حضرات کے مزارات شہر ٹھٹھہ میں مگلی پہاڑی کے قبرستان میں ہیں اور آج تک مرجع خلائق ہیں۔

### کرامات

جس طرح آسمان کے ستاروں کا گننا محال ہے۔ اس طرح حضرت شاہ کمال کی کرامات کا شمار بھی محال ہے مگر یہاں چند ایک پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ ”جب ہم کو خاندانِ قادریہ کا کشف ہوتا ہے تو حضرت غوث الثقلین کے بعد حضرت شاہ کمال قادری جیسا بزرگ نظر نہیں آتا“

”دربارِ قادری“ میں لکھا ہے کہ کسی رات تین رجال غیب آسمان سے اترے اور حضرت شہ کمال قادری کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ اسی اثنا میں کو تو وال شہر آگیا۔ اُس نے دیکھا کہ چار آدمی بیٹھے ہیں۔ اس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ انہیں گرفت کر لیا جائے جب وہ سپاہی نزدیک آئے تو انہیں کوئی آدمی نظر نہ آیا، کیونکہ وہ تین رجال غیب تو ہوا میں اُڑ گئے اور حضرت اقدس ان کو باوصفِ موجودگی نظر نہ آئے۔ جب سپاہی چلے گئے تو وہ رجال غیب پھر آگئے اور کہنے لگے۔ ”آپ کیوں نہ چھپے؟“ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے فقراء کو وہ طاقت دے رکھی ہے جس سے وہ تمام عالم کا مشاہدہ کرتے ہیں مگر انھیں کوئی دیکھ نہیں سکتا۔“ پھر ان تینوں رجال غیب نے آپ سے استدعا کی کہ چلے، لاہور کی سیر کریں۔ آپ نے فرمایا۔ آپ ہی جاؤ اور مجھے معذور سمجھیں۔ وہ تینوں رجال غیب ہوا میں پرواز کرتے ہوئے لاہور آگئے۔ مگر دیکھتے کیا ہیں کہ آپ پہلے سے لاہور پہنچ چکے ہیں۔ انہوں نے آپ کے پہنچنے کی کیفیت دریافت کی۔ آپ نے فرمایا: فقیر کو آمد و رفت کی ضرورت نہیں۔ فقیر تو خود دنیا کو گھیرے ہوئے ہے اور خود اس دنیا سے باہر ہے۔ وہ جہاں چاہے چلا جائے۔

ایک دوسری جگہ تحریر ہے :

حضرت شیخ ابراہیم نے جو حضرت بابا فرید گنج شکرؒ اجمودہنی کے بغیرہ تھے۔ ایک شخص سے ناراض ہو کر سوزِ دل سے سارے لاہور میں آگ لگا دی۔ حضرت کبیر ملک العشاق ان دنوں صحرائے روم میں مصروفِ سیاحت تھے چار اہل اللہ ہوا میں پرواز کرتے ہوئے اوپر سے گزرے۔ باطنی قوت سے آپ کو پہچان کر خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ "حضور لاہور چل رہا ہے۔ اسے دیکھنے جا رہے ہیں۔ آپ بھی تشریف لے چلیں۔" آپ نے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا۔ وہ اہل اللہ لاہور آئے اور زمین پر کھڑے ہو کر جس دروازے پر کھڑے تھے، دیکھتے ہیں کہ حضرت کبیر ملک العشاق بھی موجود ہیں۔

پھر تحریر ہے :

ایک مرتبہ ایک باغ میں چند اہل اللہ آپ سے ملے وہ حضرت اقدس کے صحیح بلند مقام سے واقف نہ تھے۔ باغ میں یہ سب ایک باریک مسئلہ تصوف پر بحث کر رہے تھے۔ کو تو ال شہر گشت پر تھا۔ وہ گفتگو کا شور سن کر باغ کے اندر آیا۔ مگر اسے کوئی نظر نہ آیا۔ وہ باہر چلا گیا۔ پھر گفتگو کا شور سنا۔ وہ پھر باغ میں آیا۔ مگر اسے کوئی متنفس نظر نہ آیا۔ وہ یہ خیال کر کے کہ کوئی غول بیابانی ہے، واپس چلا گیا۔ یہ اہل اللہ حضرت اقدس سے رخصت ہونے لگے۔ آپ نے دریافت فرمایا: "کہاں کا ارادہ ہے؟" عرض کی۔ "لاہور کا"۔ اور پھر وہ لاہور کی طرف ہوا میں پرواز کر گئے۔ جب وہ اہل اللہ لاہور پہنچے تو حضرت اقدس کو معرہ اہل و عیال لاہور میں ایک مکان کے آگے کھڑے دیکھا۔ حضرت اقدس نے انہیں اس مکان میں ٹھہرایا۔

"الکمال" میں آپ کی ایک کرامت اس طرح تحریر ہے :

"ایک مجذوب شیخ ہونٹو تھے۔ لاہور کے مقام پر بازار کے قریب ایک مسجد میں سکونت پذیر تھے۔ ان کے ہاتھ میں ہمیشہ دو اینٹیں سوا کرتی تھیں۔ کوئی سوار بویا پیادہ۔ کسی میں یہ طاقت نہ تھی کہ وہاں سے صحیح سالم گزر جائے۔ ایک روز حضرت بہ حالت سواری وہاں سے گزرے۔ شیخ مونڈر حسب دستور اٹھٹے اور دونوں اینٹیں زمین پر پھینک دیں۔ سلام کر کے بے ساختہ حضرت کے قدموں پر گر پڑے۔

اس کتاب میں ایک اور واقعہ اس طرح تحریر ہے :

” منقول ہے کہ آپ ایک رات لاہور کی گلیوں اور بازاروں میں گھوم رہے تھے۔ تین اور اہل اللہ گشت کر رہے تھے۔ کو تو ال شہر نگرانی کی غرض سے اس طرف آ نکلا۔ ان اہل اللہ میں سے ایک پانی کے مٹکے میں داخل ہو کر پانی میں تبدیل ہو گیا۔ دوسرا تیز کے اندر جا گھسا اور آگ کی طرح روشن دکھائی دینے لگا۔ تیسرا ہوا میں تبدیل ہو کر پرواز کرنے لگا۔ حضرت اقدس جہاں تھے، وہیں ٹھہرے رہے۔ ان کے پیچھے پیچھے کو تو ال شہر گشت کرتا ہوا آ رہا تھا۔ تیزی سے آگے بڑھا کہ اس وقت یہاں کون لوگ ہیں۔ مٹکے میں دیکھا تو پانی نظر آیا۔ تیز میں آگ ہی آگ دکھائی دی۔ تیسرے صاحب جو ہوا میں اڑ رہے تھے۔ ان پر بھی حیرت ہی تھی۔ حضرت بھی وہیں موجود تھے لیکن انہیں کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا۔ ان حالات نے کو تو ال شہر پر جنون کی سی کیفیت پیدا کر دی اور وہاں سے چلتا بنا۔ ہر سہ اہل اللہ حضرت کی خدمت میں پھر اکٹھے ہو گئے

## خلفاء

سیر و سیاحت اور قیام کسبعل شریف میں لاتعداد انسانوں نے آپ سے شرف بیعت کیا اور خلافت حاصل کی۔ چند ایک کے اسمائے گرامی اس طرح ہیں :

- ۱۔ حضرت شاہ سکندر قادری کسبعلی
- ۲۔ شیخ عبدالاحد سرسندی کابلی
- ۳۔ ملا محمد مدرس سندھی (ٹھٹھہ)
- ۴۔ قطب عالم شاہ موسیٰ ابوالکرام
- ۵۔ حضرت جلال الدین کہنہ ملتانی
- ۶۔ حضرت شاہ ہاشم قادری بنو توی
- ۷۔ حضرت خواجہ امان اللہ حسینی کسبعلی
- ۸۔ حضرت شیخ مودود قادری سامانوی
- ۹۔ خواجہ فتح علی خاں (مورث اعلیٰ خاندان خاں بیات علی خاں وزیر اعظم پاکستان)
- ۱۰۔ خواجہ عین الدین کلانوری

- (۱۱) حضرت شیخ سجنؒ  
 (۱۲) حضرت شیخ نور جمالؒ  
 (۱۳) قاضی عبدالرحمن دیپ پوری  
 (۱۴) باواستیل پوری  
 (۱۵) شاہ یوسف غوث بھکری  
 (۱۶) شیخ الوداد زہتاس  
 (۱۷) سید غیاث الدین قادری لاہوری  
 (۱۸) شیخ بلال سندھی  
 (۱۹) سید علی شہدی  
 (۲۰) شیخ سالم برہان پوری  
 (۲۱) شیخ طیب کسٹلی

(۱) امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں :

”جب مجھے بزرگوں کا عروج حاصل ہوتا ہے تو مجھے سلسلہ قادریہ میں حضرت غوث الثقلین کے بعد حضرت شاہ کمالؒ قادری ایسی کوئی عظیم المرتبت ہستی کم ہی نظر آتی ہے“

(۲) شیخ عبدالاحد کابلی سرہندی والد ماجد امام ربانی فرماتے ہیں :

”مجھے نسبت فرودیت حضرت شاہ کمالؒ قادری کسٹلی نے عطا فرمائی جو جذبہ قومی اور خوارق عظیم والے تھے“

(۳) خواجہ مجددیہ مصنفہ خواجہ احمد حسین خاں نقشبندی قادری مجددی، حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مصنفہ خلیفہ محمد حسن نقشبندی۔ سیرت امام ربانی مؤلفہ ابوالہبیان محمد داؤد سہروردی عمدة المقامات مصنفہ خواجہ حاجی محمد فضل اللہ۔ زبدۃ المقامات مصنفہ محمد شمس کشمی برہان پوری نقشبندی مجددی حضرت القدس مصنفہ علامہ بدر الدین نقشبندی سرہندی۔ روضۃ القیومیۃ مصنفہ خواجہ ابوالفیض کمال الدین محمد احسان نقشبندی میں حضرت شاہ کمال قادری اور حضرت شاہ سکندر قادری کسٹلی کے

متعلق بہترین آزاد موجود ہیں۔

### مکتوبات

آپ نے بہت سے مکتوبات اپنے صاحب زادوں اور مریدین و متوسلین کو تحریر فرمائے یہ خطوط فارسی زبان میں ہیں۔ ان خطوط کا خلاصہ کتاب "در بار قادری" میں دیا گیا ہے۔ یہ خطوط اپنی سلاست، فصاحت اور چاشنی زبان میں بے مثال ہیں۔ ان مکتوبات کو کتاب "در بار قادری" میں ملاحظہ فرمایا جاسکتا ہے۔

### ملفوظات :

- (۱) کمال وہ ہے جو حق سبحانہ تعالیٰ کی ذات کا کمال ہے۔
  - (۲) فقیرِ فسقار کے لئے نعمتِ عظیم ہے۔
  - (۳) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں فقر سے بڑھ کر کوئی متابعت نہیں۔
  - (۴) درویشِ راضی برضائے الہی ہوتا ہے۔
  - (۵) انسان کہلانے کا مستحق وہ ہے جو اپنے آپ سے آزاد اور ہر جاہ سے محفوظ ہے۔
  - (۶) اللہ تعالیٰ کے عاشقوں پر توقفِ حرام ہے۔
  - (۷) خدا کے دوستوں کو کوئی پابند نہیں کر سکتا۔
  - (۸) پیر پرست مریدِ خدا پرست سے بہتر ہے۔
  - (۹) عشاقِ عیال و اطفال کے پابند نہیں۔ جس طرح عوام جوتے ہیں۔
- اولاد : آپ کے تین فرزند تھے :

- (۱) شاہِ عماد الدین قادری
- (۲) شاہِ موسیٰ ابوالکارم : آپ کو قبولہ شریف کی ولایت اپنے والد گرامی سے ملی تھی وفات بھی وہیں ہوئی۔ سن وفات ۹۹۹ھ مطابق ۱۵۹۱ء ہے۔
- (۳) شاہِ نور الدین قادری - آپ کا مزار پرانوار کبیر میں حضرت شاہ کمال کے مرقد منور کے پاس ہے۔

آپ کی وفات ۱۹۸۱ء مطابق ۱۵۴۳ء میں شہر کیتھل شریف میں ہوئی جو مشرقی پنجاب کے ضلع کرناٹک کی ایک تحصیل ہے۔ یہ نہایت قدیم شہر ہے۔ دہلی سے ۱۲۲ میل کے فاصلے پر واقع ہے اس کے قریب ہی تھانیسر دگور کشتیر، اور پانی پت واقع ہیں جہاں تین مشہور عالم جنگیں لڑی گئیں۔

## حضرت شیخ داؤد شیر گڑھی قادریؒ

آپ کا اسم گرامی داؤد اور والد ماجد کا نام سید فتح اللہ خاں۔ آپ کرناٹک کے سادات کرام سے تھے۔

آپ کی نسبت چند واسطوں سے حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہما کی طرح پہنچتی ہے:

سید داؤد کرمانی بن سید فتح اللہ کرمانی بن سید مبارک بن سید فیض اللہ باقی بن سید صفی الدین آدم کرمانی بن سید تقی الدین احمد بن سید عبد المجید بن سید عبد الحفیظ بن سید عبدالرشید بن سید ابوالنقائم بن سید ابوالکلام بن سید ابوالحسن بن سید ابوالفیض بن سید ابوالفضل بن سید عبدالباقی بن ابومعالی محمد بن سید ابوالواہب بن سید ابوالحیات بن سید محمد بن سید شاہ بن سید شاہ محمد مرین سید مسعود بن سید محمود بن سید ابوالاحمد بن سید داؤد بن سید ابوالبرہم اسماعیل بن سید محمد بن سید موسیٰ برقع بن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہما۔

آپ کے بزرگ عرب سے پاکستان آئے تھے اور ملتان کے قریب کسی جگہ اقامت گزیں ہوئے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار سید فتح اللہ ملتان کے قریب بیت پور میں مقیم ہوئے۔ پھر وہاں سے چونی والی میں منتقل ہو گئے۔ ابتدائی تعلیم آپ نے اسی قصبہ میں حاصل کی۔

ورودِ لاہور :

ابتدائی تعلیم لاہور میں حاصل کی اور یہاں کے مشہور شاعر اور عالم مولانا جامی کے ایک شاگرد مولانا اسماعیل سے علوم ظاہری میں تکمیل کی اور پھر جلد ہی علوم باطنی کی طرف راغب ہوئے، اور حضرت غوث الاعظم سے اسی طریقہ میں فیض حاصل کیا۔

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ نے سلسلہ عالمیہ قادریہ میں شیخ عبدالقادر ثانی اوچی

کے پوتے سید حامد گنج بخش قادری اوجی سے بیعت کی۔ بے انتہا عبادت گزار تھے۔ بیعت کے بعد آپ نے بڑی بڑی ریاضتیں اور مجاہدے کئے۔ تن تہہ ننگے سر اور ننگے پاؤں جنگل میں نکل جاتے، اور کافی کافی عرصہ اس طرح عبادت میں گزارتے۔ لکھا ہے کہ تمام تمام رات نماز میں گزارتے۔ کبھی ساری ساری رات قیام میں رہتے۔ کبھی تمام رات رکوع میں گزارتے۔ کبھی تمام شب سجدے میں پڑے رہتے۔ چند سال آپ نے صحرا، اور ویرانوں میں بھی گزارے۔ ان مجاہدات کے بعد نسبت اویسی آپ نے حضرت غوث الاعظم سے حاصل کی۔

مجاہدات کی تکمیل کے بعد آپ نے مستقل طور پر شیر گڑھ ضلع ساہیوال میں اقامت اختیار کی۔ اس زمانہ میں مخدوم الملک عبداللہ سلطان پوری نے سیم شاہ سوری کے پاس آپ کی شکایت کی۔ چنانچہ آپ کو دربار میں بلایا گیا۔ مگر آپ کی راست بازی کے باعث آپ پر کوئی کاروائی نہ ہو سکی۔ شیخ قطب عالم بن شیخ عبدالعزیز چشتی جب آپ کی خدمت اقدس میں شیر گڑھ حاضر ہوئے تو آپ کے زُہد و ورع سے بے حد متاثر ہوئے۔

### پاس شریعت :

آپ کو شریعت محمدیہ کا اس قدر احساس و احترام تھا کہ قرآن و حدیث کے خلاف کوئی کام نہ کرتے تھے۔ آپ کی روحانیت اور تقدس کی شہرت تمام اطراف عالم میں پھیل چکی تھی۔ پند و موعظت اور ارشاد و ہدایت میں آپ کا تمام وقت گزرتا تھا۔ آپ کے خلفاء میں مولانا جمال الدین معروف بہ شیخ بہلول دہلوی، شاہ ابوالمعالی لاہوری، شاہ ابوالسحاق قادری لاہوری بہت مشہور ہیں۔ ایک وفد اکبر شاہ نے شہباز خاں کو آپ کے پاس بھیجا کہ آپ کو بلا لائے۔ مگر آپ نے انکار کر دیا اور کہا بھیجا کہ مجھے معذور سمجھو۔ میں یہاں بیٹھا دعا دیتا ہوں۔

منتخب التواریخ کے مصنف اور مشہور و معروف مؤرخ ملا عبد القادر بدایونی نے شیر گڑھ جا کر آپ سے ملاقات کی اور آپ کے پاس تین چار دن رہے۔ وہ آپ کی بہت تعریف کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں: کہ شیخ داؤد کے جمال میں کوئی چیز ایسی نظر آتی ہے جس سے دنیا کے حساب جمال محروم ہیں۔ گفتگو اور تبسم میں چہرے پر ایسا نور چمکتا ہے کہ دلوں کی تاریکیاں دور ہو جاتی ہیں۔ ملاقات کے وقت آپ نے ملا کو بہت سی نصیحتیں کیں۔ ملا عبد القادر بدایونی لکھتے ہیں کہ شاید

ہی کوئی دن ایسا ہوتا جس میں سو سو پچاس پچاس غیر مسلم بھرتے اپنے اہل و عیال اسلام قبول نہ کرتے ہوں۔

آپ کی وفات ۹۸۲ھ مطابق ۱۵۷۴ء میں ہوئی۔

## شیخ بہلول دریائی قادری

حضرت شیخ بہلول جن کو تذکرہ نویسوں نے شاہ بہلول اور بہلول دریائی بھی لکھا ہے، بہلول اکبر، جہانگیر اور شاہ جہان کے جدِ عالم۔ سلسلہ قادریہ کے مبلغِ اعظم۔ فقہ حنفیہ کے عظیم فقیہ عارفِ کامل اور مادرِ زاد ولی اللہ تھے۔ ولادت ۱۵۱۵ء میں ہوئی۔ آپ کا وطن دریائے چناب کے کنارے، موضع لالیاں کے قریب ایک چھوٹا سا قصبہ تھا جو اب موضع بہلول کے نام سے مشہور ہے۔ تیس سال کے ہوئے تو حج کے لئے چلے گئے۔ اس دوران میں آپ نے تمام اسلامی ممالک کی سیروسیت کی۔ نجف اشرف، کربلا، مکه معظمہ، مدینہ منورہ، بغداد شریف، مشہد مقدس ہوتے ہوئے راولپنڈی کے نزدیک بڑی شاہ لطیف کے پاس پہنچے جو حضرت شاہ محمد مقیم حجرہ والے کے خلیفہ تھے۔ یہاں آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی۔

لکھا ہے کہ ۹۵۵ھ مطابق ۱۵۴۷ء میں آپ لاہور پہنچے اور ٹکسالی دروازے کے قریب ایک چھوٹی سی مسجد میں ٹھہرے۔ جس میں حافظ ابوبکر بچوں کو پڑھاتے تھے۔ یہاں آپ نے شاہ حسین نادری کو دیکھا جو کہ اس وقت سات پارے حفظ کر چکا تھا۔ چنانچہ آپ اس لڑکے کو مکمل تعلیم و تربیت سے نواز کر واپس چلے گئے۔

### اولاد :

آپ کے دو لڑکے تھے : ایک کا نام محمد علی اور دوسرے کا نام ولی محمد تھا۔ محمد علی کی شادی گیسو دراز بندہ نواز عزیز نواز خلیفہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کے خلیفہ مجاز حضرت حسن کی صاحبزادی زینت بیگم سے ہوئی۔ جس سے چار لڑکے ہوئے۔ بڑے لڑکے کا نام فتح محمد اور چھوٹے کا محمد الیاس تھا۔

سلطان حمید علی فاتح میسور اور مجاہد اعظم سلطان فتح علی ٹیپو آپ کی ہی اولاد سے تھے  
 وفات ۱۰۳۹ھ مطابق ۱۶۲۹ء میں ہوئی اور دفن جھنگر شاہ بہلول ضلع جھنگ میں بن  
 جو پنڈی بھٹیاں کے نزدیک ہے۔ پہلے یہ علاقہ ضلع جھنگ کی حد میں تھا، مگر اب ضلع گوجرانوالہ  
 میں شامل ہے۔

## حضرت صدر دیوان قادری قصوری

آپ حضرت بہلول قادری کے مرید اور شاہ حسین قادری لاہوری کے پیر بھائی تھے۔  
 مقام چک صدر دیوان

اندرون چار دیواری حضرت مادھو لال حسین میں واقع ہے۔ جب آپ لاہور تشریف لائے  
 تھے تو باغ ب نوره میں خانقاہ حضرت مادھو لال حسین قادری میں قیام پذیر رہے تھے اور  
 اس جگہ آپ کا چلہ اب بھی زیارت گاہ خاص و عام ہے۔  
 مزار قصور میں ہے اور مزاج خلایق ہے۔

## شاہ قطب الدین ابوالکرام قادری

حضرت شاہ قطب الدین ابوالکرام قطب بہ شاہ موٹی حضرت کبیر ملک العشاق شاہ کمال  
 کبیر کے دوسرے فرزند اور خلفائے تھے۔ ابتدا سے ہی ریاضت و مجاہدہ میں  
 مشغول رہا کرتے تھے۔ جسکی وجہ سے آپ کی کرامات اور خوارق کا چرچا دور دور تک پھیل  
 گیا تھا۔ آپ کے بڑے بھائی کا نام عماد الدین اور چھوٹے کا نام شاہ نور الدین تھا۔

ولایت قبولہ شریف ضلع ساہیوال

حضرت کبیر ملک العشاق شاہ کمال قادری نے اپنی حیات ہی میں آپ کو ولایت قبولہ شریف  
 تفویض کر دی تھی۔

ورود لاہور :

میاں مقبول محی الدین گیلانی نے فرمایا ہے کہ آپ لاہور تشریف لاتے رہے ہیں۔

مزار اقدس قبولہ شریف ضلع ساہیوال میں واقع ہے، وصال ۲۵ ررمضان ۹۹۹ھ

مطابق ۱۵۹۱ء میں ہوا۔

## شاہ معروف قادری ہشتی

آپ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر ہشتی کی اولاد سے تھے۔ پہلے اپنے والد گرامی سے ہشتیہ سلسلہ میں مقامات سوک طے کئے۔ پھر میراں سید مبارک حقانی اوچی بن سید محمد غوث گیلانی اوچی کی خدمت بابرکت میں بمقام لکھی جنگل پہنچے اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت فرمائی۔ اور خیرتہ خلافت پاکر شاہ معروف سے مخاطب ہوئے اور مرشد نے فرمایا کہ معروف تجھ سے نیا خاندان جاری ہوگا۔ چنانچہ اس طرح آپ طریقہ نوشاہی کے امام ہوئے، اور یہ سلسلہ آپ سے اس طرح جاری ہوا۔

لاہور میں آپ سید مبارک حقانی اوچی کے ساتھ تشریف فرما ہوئے تھے اور کافی عرصہ یہاں قیام فرمایا۔ یہاں تک کہ سید مبارک حقانی کالاہوری میں وصال ہو گیا۔

وفات ۹۸۷ھ مطابق ۱۵۷۹ء بہار جلال الدین اکبر ہوئی۔ جب میراں سید مبارک حقانی اوچی کالاہور میں انتقال ہوا۔ تو آپ نے ان کے جسد مبارک کو لاہور سے لا کر اوچ شریف میں ان کے والد حضرت سید محمد غوث اوچی حلہی کے پاس دفن کیا۔

## سید اللہ بخش گیلانی قادری

سید اللہ بخش بن سید محمد زین العابدین بن سید عبدالقادر ثانی ہیں اور لاہوری کے نام سے مشہور ہیں۔ کافی عرصہ لاہور میں مقیم رہے پھر سیر و سیاحت کرتے بنگال چلے گئے۔

وفات ۹۹۴ھ مطابق ۱۵۸۵ء میں ہوئی۔ مزار ملک بنگالہ کے کسی دیہہ میں ہے۔ اس

وقت دارالسلطنت دہلی کا فرماں روا شہنشاہ جلال الدین اکبر تھا۔

## حضرت سخی شاہ سلیمان نوری قادری

آنجناب حضرت شاہ معروف قادری چشتی مرید سید مبارک حقانی خلیفہ حضرت سید محمد غوث  
علی ارچی کے خلافت یافتہ تھے۔ چار سال کی عمر میں ہی اپنے مرشد کے منظور نظر بن گئے۔  
سکر عشق اور محبت میں شان عالی رکھتے تھے۔ صاحب کرامات و خوارق بزرگ تھے  
بروقت سکر کی حالت میں رہتے تھے۔ آپ کو سماع میں بہت وجد ہوتا تھا۔  
شرافت صاحب فرماتے ہیں کہ آپ لاہور تشریف لائے تھے۔ آپ کے دو خلیفے تھے  
اول حاجی محمد شاہ گنج بخش اور دوسرے مولوی کریم الدین قادری۔

آپ کے دو صاحبزادے تھے: (۱) شیخ رحیم داد قادری (۲) شیخ تاج الدین قادری  
وصال ۱۰۱۲ھ مطابق ۱۶۰۳ء میں ہوا۔ مزار اقدس بھلوال شریف میں ہے۔

## حضرت شاہ دیوان بدگیلانی قادری

شجرہ نسب اس طرح ہے:

شاہ بدگیلانی بن سید شرف الدین بن سید یحییٰ بن سید علاؤ الدین علی بن شمس الدین محمد بن  
سید شہاب الدین احمد بن علاؤ الدین علی ثانی بن سید قائم بن سید یحییٰ تاتاری بن سید احمد متقی  
بن سید ابی صالح بن سید ابی نصر بن عبدالرزاق بن حضرت غوث الاعظم۔

آپ جلال الدین اکبر بادشاہ کے زمانہ میں ہندوستان آئے۔ کچھ عرصہ لاہور میں قیام کیا۔  
جس جگہ آپ نے لاہور میں قیام کیا اور چٹہ کشتی کی وہ جگہ اب تک بنگم پورہ کے پاس موجود ہے۔ اب  
اس جگہ بے شمار قبریں ہیں۔ خوارق و کرامات آپ کی بے شمار ہیں۔

وفات ۲ ربیع الاول ۱۰۱۸ھ مطابق ۱۶۰۹ء میں ہوئی۔ مزار اقدس موضع مسانیاں تحصیل  
بناد ضلع گورداسپور دھارت میں ہے۔ مقبرہ پر میں بے شمار دفعہ اپنے والد گرامی کے ساتھ حاضر  
ہوا تھا۔ بادشاہ دہلی نور الدین جہانگیر کا بہت حکومت تھا۔

## حضرت شاہ سکندر قادری کستھلی

رئیس الاولیاء حضرت شاہ سکندر قادری کستھلی حضرت شاہ کمال قادری کستھلی کے پوتے اور حضرت شاہ عماد الدین کے نور نظر تھے۔ آپ نے بچپن سے ہی اپنے جد امجد کی صحبت میں رہ کر روحانی اور باطنی علوم کی تکمیل فرمائی تھی۔ تقریباً ۹۶۵ھ مطابق ۱۵۵۶ء آپ کی ولادت کا سال ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب چودھوی پشت میں غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی سے جا ملتا ہے آپ کا ملکوتی نام عبداللہ اور شاہ سکندر ہے۔ رئیس الاولیاء لقب اور ابوالحسنات کنیت ہے آپ نے اپنے والد اور دادا صاحبان سے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل فرمائی اور چھوٹی سی عمر ہی میں اپنے دادا سے اکتساب فیض کر لیا۔

حضرات القدس جلد دوم کے صفحہ ۸ پر تحریر ہے  
 "حضرت امام ربانی جو سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ کمال کستھلی کے مقبول نظر ہونے کی وجہ سے حضرت شاہ سکندر بنیرہ شاہ موصوف سے انتساب حاصل تھا حضرت شاہ کمال نے باوجود اپنے صاحبزادے شاہ عماد الدین کی موجودگی کے خلافت حضرت شاہ سکندر کو عطا فرمائی تھی"

سیر و سیاحت آپ کی فطرت ثانیہ تھی۔ اس لئے آپ نے کثرت سے سیر و سیاحت کی، اور اشاعت دین اور اقامت دین کے لئے تبلیغ اسلام کے شاندار کارنامے سرانجام دیئے۔ زبدۃ المقامات صفحہ ۱۱۳ پر لکھا ہے کہ حضرت مجدد صاحب ریشخ عبدالاحد والد حضرت امام ربانی فرمایا کرتے تھے کہ آفتاب کی طرف نظر جاسکتے ہیں لیکن شاہ سکندر کے دل پر غلبہ نور کی وجہ سے نظر نہیں ٹھہر سکتی۔

جوایر محب دہ مصنفہ خواجہ احمد حسین خاں نقشبندی مجددی مطبوعہ اللہ والے کی قومی دکان لاہور، حالات مشائخ نقشبندیہ محب دہ مصنفہ خلیفہ محمد حسن نقشبندی مجددی منٹھری لکھی مطبوعہ اللہ والے کی قومی دکان لاہور۔ سیرت امام ربانی مؤلف ابوالعباس محمد داؤد سہروردی نقشبندی مجددی۔ امرتسر ۱۹۲۵ء۔ عمدۃ المقامات مصنفہ خواجہ حاجی محمد فضل اللہ مطبوعہ لاہور۔ زبدۃ المقامات

مصنف محمد ہاشم کشمیری برہان پوری نقشبندی مجددی، خلیفہ امام ربانی - اللہ واسے کی قومی دکان لاہور  
حضرات القدس جلد اول و دوم مصنف علامہ بدر الدین سرہندی نقشبندی - روضۃ القیومینہ  
مصنف خواجہ ابوالفیض کمال الدین محمد احسان نقشبندی مجددی معصومی و نیزہ میں انجمناب کی بہت  
شان اور توصیف بیان کی گئی ہے۔

## کرامات :

آپ کی کرامات اور خوارق کی تفصیل دینے کا یہ موقع نہیں ہے کیونکہ ایسی کرامات آپ سے  
ہر روز و شب واقع ہوتی تھیں۔ مگر یہاں چند ایک جو کہ لاہور سے متعلقہ ہیں تحریر کی جاتی ہیں :

دربارتادری میں تحریر ہے :

روایت ہے کہ ایک روز آپ لاہور تشریف لائے اور حضرت طاہر بندگی دجو  
پیر مہیبانی تشریف کے نام سے مشہور ہیں اور آپ کے خلیفہ ہیں، کے مکان کے سامنے اکھڑے  
ہوئے شیخ طاہر بندگی اس وقت اپنے مکان کی بالائی منزل پر تھے۔ انہوں نے آپ کو دیکھتے  
ہی پرچھا کر بے اختیار بالائی منزل سے پھلانگ لگا کر قدم بوسی کروں۔ آپ کو ان کی قسبی حالت  
معلوم ہو گئی، اس لئے آپ نے فوراً ہی فرمایا :

” طاہر تم جلدی نہ کرو، زمین کے راستے سے آؤ “

شیخ طاہر زمین کے راستے سے اُٹے اور قدم بوس ہوئے۔ آپ نے فرمایا :

” طاہر تم یہیں رہو، ہم شہر کی سیر کر کے یہیں آتے ہیں۔ “

شیخ طاہر سوچنے لگے : کہ حضرت والا شہر کی طرف جا رہے ہیں ایسا نہ ہو کہ شہر کے طاق  
لوگ آپ کے ساتھ کتوں کو دیکھ کر گستاخی سے پیش آئیں اور پھر گستاخی کے مکافات میں یہ  
شہر لاہور تباہ و برباد ہو جائے۔ اس لئے آپ نے بالاخانے سے حضرت والا کو دیکھا۔ شیخ طاہر  
دیکھ رہے تھے کہ جس طرف آپ جاتے ہیں لوگ ہیبت زدہ اور سراسیمہ ہو جاتے ہیں اور کب  
مجال کہ کوئی یون و چرا بھی کر سکے۔

آپ کا گزیر ملا عبد الرحمن کے کتب سے ہوا۔ جب ملا کی نظر آپ کے روئے منور  
پر پڑی تو وہ بے اختیار ہو کر دوڑا، اور قدم بوس ہوا۔ پھر آپ نے شیخ طاہر کے گھر کا

رخ کیا۔ مگر ملا عبد الرحمن پیچھے پیچھے آرہے تھے۔ آپ نے شیخ طاہر کے گھر پہنچ کر  
شیخ طاہر سے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا :

” یہ بڑا نیک ملا تیرے لئے شکار کر کے لایا ہوں “

اور پھر ملا عبد الرحمن کو سلسلہ عالیہ قادریہ میں داخل کر کے خرقہٴ خلافت بھی عنایت فرمایا۔ اس  
کے بعد شہر لاہور کے سینکڑوں ہزاروں افراد آپ کے حلقہٴ بیعت میں داخل ہو گئے۔

ایک دفعہ آپ نے قیام لاہور کے دوران میں شیخ طاہر بندگی کو حکم فرمایا کہ سلسلے شہر  
میں منادی کر دی جائے کہ جس کو لڑکے کی ولادت منظور ہو وہ نذر و نیاز لے کر حاضر ہو  
جائے۔ منادی کرادی گئی۔ ہزاروں حاجت مند مع نذر و نیاز حاضر آ گئے۔ بعد قبول نذر آپ  
فرمادیتے تھے کہ ”جاؤ لڑکا ہوگا“

شہر کے بدباطن اس اعلان پر سحر اڑا رہے تھے۔ انہوں نے ایک لڑکے کو عورت  
کے لباس میں نذر دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ نے نذر قبول فرمائی اور فرمایا :

”جاؤ لڑکا ہوگا۔“

وہ بدباطن اس بات پر اور زیادہ بے ہودہ گوئی پر آگئے کہ دیکھئے انہیں یہ بھی معلوم  
نہیں کہ یہ لڑکا ہے عورت نہیں ہے۔ آپ نے ان ایام میں سوال کھ لڑکوں کی بشارت فرمائی۔  
اخیر میں ایک ضعیف لڑکے کی تمنائے کرائی۔ آپ نے فرمایا : اب تعداد پوری ہوگئی۔ اس نے  
گریہ وزاری شروع کی اور یہ عرض کی — ”حضور! میں دربارِ غوثیہ سے محروم و ناکام جا رہی ہوں  
اور تمام اہل شہر کامیاب ہو کر جا رہے ہیں۔ اس پر آپ بہت متاثر ہوئے اور اس کی نذر بھی قبول  
فرمائی۔

اس واقعہ کے بعد آپ لاہور ہی میں قیام فرما رہے۔ جن کو لڑکوں کی بشارتیں دی گئی تھیں ان  
کے وضع حمل کے وقت خدا کے حکم سے ان گھروں میں لڑکے پیدا ہو رہے تھے اور اس لڑکے  
کو بھی جسے ان بدباطن لوگوں نے بھیجا تھا اور آپ نے اس کی نذر قبول فرمائی تھی — درج ذیل  
شروع ہوا۔ درد کی شدت سے وہ چیخنے لگا۔ لوگ جمع ہو گئے اور ان بدباطن آدمیوں کو نفرین  
کرنے لگے۔

آخر اہل محلہ نے یہ فیصلہ کیا کہ اس لڑکے کو آپ کی خدمتِ بابرکت میں پیش کر کے اس کا قصور معاف کر دیا جائے، چنانچہ اہل محلہ اس لڑکے کو لے کر آپ کی خدمت میں لے آئے اور عرض کیا کہ حضور! یہ کوہ باطن ہیں انہیں معاف فرما دیا جائے۔ اس عرصے میں وہ بڑھیا بھی اگنی جسے آپ نے اولاً یہ فرما دیا تھا کہ اب تعداد پوری ہو گئی اور پھر اس کے رونے پینے پر اس کی نذر قبول فرمائی گئی۔

آپ کو اس لڑکے کی تکلیف پر رحم آگیا اور بڑھیا کو حکم فرمایا کہ اس لڑکے کے پیچھے سے نکل جاؤ۔ بڑھیا اس لڑکے کے پیچھے سے نکل گئی چنانچہ وہ حمل لڑکے سے نکل کر بڑھیا کے قرار پا گیا۔ اور لڑکا اس دردِ زہ کی مصیبت سے بچ گیا۔

اس واقعہ سے اہل لاہور جو جو درجہ جو آپ کے حلقہٴ ارادت میں داخل ہو گئے۔ اور آپ نے محفلہ رقم غنہ بار اور مسابکین میں تقسیم فرمادی۔

صاحبِ آئینہ تصوف نے آپ کے خلفاء کی تعداد سترہ تحریر کی ہے۔ جن کے نام یہ ہیں :-

- (۱) حضرت شیخ طاہر سبندگی قادری لاہوری
- (۲) خواجہ شاہ گدار حسن عباس قادری سرزند
- (۳) خواجہ محبوب اللہ الیاس زیدی قادری سرزند۔
- (۴) شیخ محمد اسلام بہاروی
- (۵) حضرت میراں شاہ غازی رام گڑھ راجپوتانہ۔
- (۶) ملا عبد الرحمان قادری لاہوری (کوٹلی پیر عبد الرحمن قادری)۔
- (۷) حافظ نور جمال قادری
- (۸) بادا بال پوری

(۹) امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی سرہندی

(۱۰) شیخ نور محمد پٹنی

(۱۱) شاہ محمود عالم لاہوری

(۱۲) ملا حسین لاہوری

(۱۳) ملا ابوالفتح لاہوری

(۱۴) قاضی صدر الدین لاہوری

(۱۵) علامہ الامام الدین لاہوری

(۱۶) شیخ اور ریس سامانوی

آپ کے دو صاحبزادے تھے :

(۱) شاہ گدار حمان عباس قادری

(۲) شاہ محب اللہ الیاس زیدی — موجودہ سجادگان کسپٹل شریف انہی کی اولاد سے

ہیں۔

آپ کی تاریخ وفات ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۹۱۶ء ہے۔ مزار پُرانوار کسپٹل شریف میں واقع ہے۔

لکھا ہے کہ وصال کے وقت آپ نے تازہ غسل فرمایا : نماز ادا کی، بہت دیر تک سر بسجود رہے اور اہل خانہ اور اہل ارادت کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔ دونوں صاحبزادوں کو طلب فرمایا۔ پس دونوں کے بعد تبرکات عالیہ عطا فرمائے۔

کسپٹل شریف میں آپ کا مزار اقدس ہے جو اب بھی مرجع عوام و خواص ہے۔

## مَلَّاعِبُ الْعَفْوَرِ قَادِرِي

آپ حضرت میاں میر کے باکمال اصحاب میں سے تھے۔ صاحب مجاہدہ و ریاضت شیخ تھے۔ لاہور میں مدرس تھے۔ جب بھی آپ حضرت میاں میر کی خدمت اقدس میں آتے تو آپ انہیں قبول فرماتے۔ اس طرح کافی مدت گزر گئی میاں حاجی محمد بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک دفعہ میر سے پاس آئے اور تمام ماجرا بیان کیا اور روپڑے۔ میں نے ان کی ڈھارس بندھائی۔ اور جب میں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ایک باغ میں تشریف فرما تھے۔ چنانچہ میں نے آپ کو خوش دیکھ کر تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا : کہ جاؤ اسے میر سے پاس لے آؤ۔ چنانچہ میں جا کر ان کو سائیکل لے آیا اور آپ نے ازراہ عنایت ان کو مشغول فرمایا اور جوان کا مطلب تھا وہ حاصل ہو گیا۔

آپ حضرت میاں میر کی حیات ہی میں وفات پا گئے تھے۔ مزار پُرانوار کلا نور میں بنا۔

## حضرت اسماعیل ہزارہ قادریؒ

آپ حضرت میاں میرؒ قادری لاہور کے مریدین و نقیبین میں سے تھے۔ لاہور آکر ، سلسلہ عالیہ قادریہ میں آپ سے بیعت کی اور پھر کبیر آباد چلے گئے جہاں وفات پائی ، اور مدفون ہوئے۔ سکیۃ الاولیاء میں آپ کا ذکر موجود ہے۔

وفات ۱۲۳۵ھ سے قبل ہوئی۔ مرید حضرت میاں میرؒ بالاپیر قادری لاہوری تھے۔ مزار پر انوار اکبر آباد میں ہے۔ قادری سلسلہ میں بیعت کے لئے حضرت میاں میرؒ کی خدمت میں لاہور حاضر ہوئے تھے۔

## قاضی شیخ محی الدین قادریؒ

قاضی شیخ محی الدین بن شیخ جلال الدین بن شیخ محمد غوث بن شیخ شمس الدین ہراتی بخاری۔

آپ کے ابا و اجداد ہرات سے ٹھٹھہ اور وہاں سے ہندوستان تشریف لائے۔ ولادت آپ کی ٹھٹھہ سندھ میں ۱۲۹۵ھ میں ہوئی۔ مگر زندگی کے آخری ایام میں یعنی اکبر بادشاہ کے زمانے میں ٹھٹھہ سے نقل مکانی کر کے براستہ اوچ۔ لاہور۔ بٹالہ ہوتے ہوئے کلانوز مستقل طور پر اقامت گزریں ہوئے۔ آپ نے حضرت شاہ بدایوں گیلانی المتوفی ۱۶۰۹ھ کی زیارت مسابجا میں کی تھی اور ان سے فیض حاصل کیا۔

دورانِ سیاحت آپ نے سینکڑوں اولیاء سے فیض حاصل کیا۔ مرقدِ منور حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری لاہور پر حاضری دی اور چلہ کشی بھی کی۔

### ملفوظات :

فرماتے تھے : کم علم لوگوں کے سامنے حقائق بیان کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔ شریعت کی تابعداری ہی اصل ایمان ہے۔ جس کے بغیر نجات ممکن نہیں۔ لاہور میں آپ نے کئی بزرگوں سے اکتسابِ فیض کیا۔

صاحبِ کرامت و خوارقِ بزرگ تھے۔ بیشمار کرامات آپ سے منسوب ہیں اور کمالات

ظاہری و باطنی سے آراستہ اور صاحبِ طریقت و شریعت بزرگ تھے۔

وصال آپ کا بوقتِ عصر ۱۲۶۶ھ مطابق ۱۶۳۶ء میں ہوا۔ ابھی آپ عصر کی نماز سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ حرکتِ قلب بند ہو گئی اور آپ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

مزارِ اقدسِ قصبہ کلا نور ضلع گورداسپور انڈیا میں ہے۔ جس جگہ شہنشاہ اکبر نے تخت نشینی کی تھی۔ اس جگہ سے جمیل بیگ کی خانقاہ کے درمیان نزد کرن ندی ایک نہایت پر فضیلت مقام پر آپ کا مرقد منور اب بھی موجود ہے۔

## ملا ابوبکر قادری

آپ کی تربیت حضرت ملا شاہ بدخشانی نے فرمائی۔ آپ حضرت ملا شاہ اور حضرت میرک شیخ کے ہمدرد پڑھا کرتے تھے اور کافی عرصہ تک اکٹھے رہے۔ آپ کو مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ نے اپنی تمام کتب لاکر پھینک دیں اور کہا کہ میری کتب طالعوں کو دے دو کیونکہ میں نے سب تعلقات منقطع کر دیئے ہیں اور حضرت میاں میرؒ کی محبت اور خدمت کو میں نے اپنا مطمح حیات بنالیا ہے۔ کچھ عرصہ لاہور میں مقیم رہے۔

وفات ۱۰۴۹ھ مطابق ۱۶۳۹ء میں ہوئی۔ مزار شریف نئی گجرات میں ہے۔

## میراں شمس الدین گیلانی

آپ حضرت سید محمد نوث گیلانی اوچی حبیبی کے فرزندِ ثالث سید مبارک حقانی کے پوتے ہیں جو اوچ شریف سے نقل مکانی کر کے لاہور شریف لائے تھے اور پھر یہاں سے غلچیاں، (ضلع امرتسر مشرقی پنجاب) میں جا کر اقامت گزریں ہوئے تھے۔ آپ کی اولاد کے پاس جو نسلی یادداشتیں ہیں۔ ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جہانگیر بادشاہ کے ابتدائی دورِ حکومت میں غلچیاں شریف لائے تھے۔ شہنشاہ جہانگیر ۱۶۰۵ء میں سریراٹے سلطنت ہوئے تھے اس لئے یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ آپ ۱۶۰۵ء تک غلچیاں پہنچ چکے ہوں گے۔ جب آپ غلچیاں پہنچے تو آپ نے وہاں رشد و ہدایت اور تبلیغ و ارشاد کا سلسلہ قائم کیا۔ آپ کی اولاد سے ایک

شخص مجھے لاہور میں بلا تھا۔ جس نے بتایا کہ آنجناب عہدِ پہلیوں میں لاہور شریف لائے تھے، واللہ اعلم بالفتواب۔

آپ کے دو فرزند تھے۔ بڑے بیٹے کا نام دلی محمد شاہ تھا جو لا اولد فوت ہو گیا، اور دوسرے فرزند کا نام میراں علی محمد شاہ تھا۔

وفات آنجناب کی تقریباً ۱۶۴۱ء کے لگ بھگ ہوگی اور خلیجیاں کے نزدیک موضع تنوارہ برلب دریائے بیاس دفن ہوئے۔

وہ موضعات جہاں آپ کی اولاد آباد تھی :

### ۱۔ خلیجیاں

لاہور۔ امرسر سے ہو کر جب نڈیالہ گورد کو جائیں تو وہاں سے ۹ میل کے فاصلے پر قصبہ خلیجیاں آباد ہے۔ دریائے بیاس یہاں سے ۸ میل کے فاصلے پر ہے۔

### ۲۔ تنوارہ

قصبہ خلیجیاں سے دریائے بیاس پار کر کے ریاست کپور تھلہ میں داخل ہوں تو قصبہ ڈھلوان سے آگے قصبہ تنوارہ آجاتا ہے۔ حمیرہ شوگر مل ڈھلوان سے آگے چار میل ہے۔ وہاں سے نڈالہ قصبہ آتا ہے۔ پھر اس قصبہ سے آگے تنوارہ کا موضع آتا ہے۔ خلیجیاں سے تنوارہ کا فاصلہ سترہ اٹھارہ میل کے لگ بھگ ہے۔ میراں سید شمس الدین کی خانقاہ اسی قصبہ میں ہے۔ ان کے صاحبزادے میراں سید کالا کا مزار بھی اسی قصبہ میں دوسری جگہ پر واقع ہے۔ خانقاہ ایک بیگم میں ہے اور اس کے ساتھ اراضی بھی تھی

### ۳۔ بیگوال

یہ قصبہ تنوارہ سے چار میل کے فاصلے پر ریاست کپور تھلہ میں واقع ہے۔ میراں سید شمس الدین کے دوسرے صاحبزادے میراں غوث شاہ یہاں آباد تھے۔ ان کا مزار بیگوال سے دو میل کے فاصلے پر جنگل میں واقع ہے۔ محمد چراغ شاہ ان کی اولاد سے بڑے بزرگ گزے ہیں۔

### ۴۔ رڑہ

اس قصبہ میں بھی آپ کی اولاد آباد تھی۔

## سُلطانِ مستح محمد قادریؒ

ولادت ۹۸۵ھ مطابق ۱۵۷۷ء میں ہوئی۔ آپ حضرت واسلِ حق کی اولاد سے ہیں اور خاندانِ چیدہ سیال سے وابستہ ہیں۔ جوانی کے ایام میں مرشد کی تلاش میں لاہور آئے۔ یہاں آپ نے حضرت مادھو لال حسین کی شہرت سنی، تو ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قدم بوس ہو کر عرضِ مدعا کیا اور لاہور میں کچھ عرصہ قیام فرمایا:

آپ نے فرمایا کہ ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ بھی تمہارا حق ہے مگر اپنے خاندانی مرشد سے بھی اکتسابِ فیض کرو۔ چنانچہ آپ اپنے پہلے مرشد حضرت جلال الدین سے ملتان میں ملے اور ان سے بھی فیوض و برکات حاصل کیں۔

وفات ۱۰۵۰ھ مطابق ۱۶۴۰ء میں ہوئی۔ مزارِ اقدس قصبہ واسو ضلع جہنگ میں حضرت واسلِ حق کے پہلو میں ہے۔

## شیخ عبدالحق محدث قادری دہلوی

آپ کے آبا و اجداد میں سے سب سے پہلے جس بزرگ نے سرزمینِ پاک و ہند میں قدم رنج فرمایا۔ وہ آغا محمد ترک تھے جو بخارا کے رہنے والے تھے۔ وسط ایشیا میں مغلوں کے تاثر و توطئوں سے تنگ آکر آپ اس سرزمین میں تشریف لائے۔ یہ سلطان علاؤ الدین خلجی کا عہدِ حکومت تھا۔ سلطان نے ان کو اپنی حکومت میں اعلیٰ عہدوں پر تعینات کیا اور گجرات اور اس کی بندرگاہوں کی فتح پر مامور کیا۔ انہوں نے وہاں ہی سکونت اختیار کی۔ ان کے ایک سوا بک بیٹے تھے جن میں سے صرف ایک لڑکا ملک معز الدین باقی بچا۔ چنانچہ آپ اپنے بیٹے کو لے کر واپس دہلی آگئے۔

ان کے فرزند ملک موسیٰ نے بھی شہرت حاصل کی۔ ان کے بیٹوں میں شیخ فیروز، نیازی حیثیت کے مالک تھے۔ ان کے فرزند شیخ سعد اللہ ہوئے جو شیخ محدث کے دادا ہوئے شیخ سعد اللہ کے لڑکے شیخ سیف الدین تھے جو حضرت شیخ محدث کے والد گرامی تھے۔

جو ۱۵۴۱ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ بڑے ہو کر انہوں نے شیخ امان پانی پتی سے بیعت کی۔ آپ کوئی بڑے عالم فاضل نہ تھے مگر اس کے باوجود ایمانِ کامل اور دیانت و استغنا کا جذبہ ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ کی وفات ۱۵۸۲ء میں ہوئی۔

### ولادت :

شیخ محدث ۱۵۵۱ء میں دہلی میں پیدا ہوئے جو کہ اسلام شاہ سوری کا عہدِ حکومت تھا۔ اس زمانہ میں مہدی تحریک اپنے پورے جوہن پر تھی۔ اللہ کی قدرت کہ اس سال ملا مبارک کے ہاں شیخ ابو الفضل پیدا ہوا۔ جس نے اسلامی شعار کی تصنیف و ترویج میں اپنی قابلیت صرف کی، اور شیخ محدث نے اسلام کے احیاء کے لئے اڑی چوٹی کا زور لگایا۔

### تحصیلِ علوم و فنون :

ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ بارہ تیز سال کی عمر میں شرح شمسیر اور شرح عقائد کی تکمیل کرنی۔ پندرہ سولہ سال میں مختصر اور مطول سے فراغت حاصل کر لی اور اٹھارہ سال کی عمر میں تمام علوم عقلی و نقلی پر حاوی ہو گئے۔ ابتدائی زمانہ میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا تھا، اور حفظ پر صرف سال سو سال ہی لگا۔ اس زمانہ میں آپ رات کو عبادت و ریاضت میں بھی مشغول رہے۔ پھر ماورا و النہر چلے گئے اور وہاں کے بڑے بڑے شیوخ سے اکتسابِ علم کیا۔ پھر شیخ اسحاق سہروردی سے بھی فیض حاصل کیا۔

ملا عبد الحمید لاہوری لکھتے ہیں کہ جب آپ کی عمر بیس سال کی ہوئی تو تکمیلِ علم کے بعد درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور پھر کچھ دنوں کے بعد حج کے لئے حرمین اشریفین چلے گئے۔ اس زمانہ میں دربارِ اکبری میں علمائے شوکارو یہ نہایت افسوسناک تھا اور کسی مردِ مجاہد اور نیک آدمی کا ان کے ساتھ گزارہ ممکن نہ تھا۔ ابو الفضل اور فیضی نے اس دینی انتشار کی رہنمائی کی۔ چنانچہ آپ حج کے لئے تشریف لے گئے۔

احمد آباد میں آپ نے شیخ وجہیہ الدین علوی سے اکتسابِ فیض کیا جو کہ اپنے زمانے کے بہت بڑے جتید عالم تھے۔ ان کی زندگی میں ہی ان کے شاگرد احمد آباد سے لاہور تک پھیلے ہوئے تھے۔ یہاں سے مرزا نظام الدین بخش نے شیخ محدث کے لئے زاہد راہ فراہم کیا اور

جہاز کا بندوبست کیا۔ اور آپ مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ مکہ معظمہ میں آپ نے اس زمانہ کے محدثین سے بخاری اور مسلم کا درس لیا اور پھر شیخ عبدالوہاب متقی کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ آپ مکہ مکرمہ ۱۵۸۷ھ میں پہنچے اور ۱۵۹۰ھ تک وہاں ہی قیام کیا۔ شیخ عبدالوہاب متقی ہندوستان کے مدیم المثال علماء میں سے تھے اور یہاں ہی علوم و فنون میں تکمیل کر کے گجرات، دکن، لنکا اور سرانڈیپ کی سیر و سیاحت کی اور پھر مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ مکہ معظمہ میں انہوں نے شیخ علی متقی سے سند لی اور پھر اس شہر میں ایسا مرکز علم قائم کیا جس کی شہرت تمام اسلامی ممالک میں پھیل گئی۔

شیخ محدث کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے پناہ عشق تھا۔ دیار حبیب میں بزمہ نہ پا داخل ہوئے اور ایک قصیدہ سرکارِ دو عالم کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ علم و عمل کے تمام مرحلے طے کرنے کے بعد آپ کے استاد نے آپ کو ہندوستان واپس جانے کی ہدایت کی۔ آپ کو بغداد شریف بھی جانا تھا۔ مگر استاد کے فرمان کے آگے تسلیم خم کر کے واپس آ گئے۔ اس وقت شیخ عبدالوہاب متقی نے رخصت کرتے وقت آپ کو حضرت عزت الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کا ایک پیرا من مبارک عنایت کیا۔ چنانچہ آپ واپس تشریف لے آئے آپ شاعر بھی تھے۔ حتیٰ تخلص کرتے تھے۔ اشعار پانچ لاکھ کے قریب ہیں۔

### سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت :

سب سے پہلے آپ نے اپنے والد گرامی شیخ سیف الدین سے روحانی تعلیم و تربیت حاصل کی۔ پھر اپنے اس زمانہ کے مشہور و معروف بزرگ حضرت سید موسیٰ پاک گیلانی قادری جو مخدوم سید حامد گنج بخش قادری اوچی کے فرزند رشید تھے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی۔ شیخ حامد گنج بخش کے دو فرزند تھے :

۱۱، شیخ موسیٰ پاک شہید قادری اور (۲) شیخ عبدالقادر

والد ماجد کے انتقال پر ان میں سجادہ نشینی پر جھگڑا ہو گیا۔ شیخ موسیٰ اوچ چھپوڑ کر دربار

شاہی میں آگئے اور یہاں اکبر نے ان کو پانچ سو کا منصب عطا کیا۔ آپ مذہبی معاملات پر

بڑی سختی سے عمل کرتے تھے اور اس معاملہ میں شہنشاہ کی بھی پروا نہ کرتے تھے۔ اگر بادشاہ

کی خدمت میں حاضر ہوتے اور نماز کا وقت آجاتا تو دیوان خانہ میں خود اذان دے کر نماز  
باجامعت ادا کرتے اور کسی کو ان کے روکنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔

شیخ محدث نے اپنی تصنیف اخبار الاخبار میں آپ کے تذکرہ میں انشا پر دازی کا پورا پورا  
حق ادا کیا ہے۔ اور ان کا ہر ایک لفظ اپنے پروردگار کی تعریف و توصیف میں عقیدت مندی کا  
کامل اظہار کرتا ہے۔ آپ ۷۷۰ھ میں حضرت سید موسیٰ گیلانی قادری کی بیعت سے سرفراز  
ہوئے اور خلافت حاصل کی۔ کلیات الصادقین میں محمد صادق ہمدانی لکھتے ہیں کہ حضرت  
شیخ محدث نے حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کے روحانی اثنائے پر حضرت  
خواجہ ربانی باللہ نقشبندی کے دستِ حق پرست پر بھی بیعت کی تھی۔ حالانکہ آپ کو کئی سلاسل  
کی خدمت تفویض ہوئی تھی مگر سلسلہ قادریہ سے آپ کو خصوصی تعلق تھا اور اس کا مرکز حضرت شیخ  
محمی الدین عبدالقادر جیلانی رحمت اللہ علیہ کی ذات گرامی تھی، اور آپ کے دل و دماغ کا ریشہ  
ریشہ ان کے عشق میں گرفتار تھا جس کا ثبوت یہ ہے کہ اپنی معروف تصنیف اخبار الاخبار  
میں آپ نے شیخ جیلانی کی توصیف میں انشا پر دازی کا مکمل حق ادا کیا ہے اور اپنی انتہائی  
عقیدت اور ارادت کا اظہار کیا ہے۔

زبدۃ الآثار منتخب ہجۃ الاسرار میں لکھتے ہیں کہ: خواب میں مجھے حضرت شاہ جیلانیؒ  
نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ پر مرید کیا تھا اور بیعت ہونے کے بعد حضور سرور  
دو عالم نے بہ زبان فارسی بشارت دی تھی کہ ”بزرگ خواہی شہ“  
سلسلہ عالیہ قادریہ سے تعلق:

جیسا کہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ آپ کو حضرت غوث الاعظم سے بے پناہ عشق تھا  
آپ نے اپنی تمام تصانیف میں جس خلوص اور محبت سے آپ کا ذکر کیا ہے وہ ان کے جذبات  
حقیقی اور عقیدت کا آئینہ دار ہے۔ شیخ کا ذکر کرتے ہی آپ پر ایک عجیب کیفیت طاری  
ہو جایا کرتی تھی اور ان کا قلم فرط مسرت اور دہخ و جوش و عقیدت میں مستانوار قفس کرنے لگتا  
تھا جس کا ثبوت یہ ہے کہ۔ حالانکہ اخبار الاخبار میں آپ نے ہندوستان و پاکستان کے  
اولیاء اللہ کا تذکرہ کیا ہے۔ مگر عقیدت و ارادت کی بنا پر حضرت غوث الاعظم کا تذکرہ سب

سے پہلے کتاب کی زینت ہے اور اپنے نام کے ساتھ بھی سلسلہ عالمیہ قادریہ سے نسبت ظاہر کرتے ہیں۔ سرزمین ہندوستان میں حضرت عوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کی تصانیف کی طرف سب سے پہلے شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ہی توجہ فرمائی تھی اور ان کے ترجمے کئے، اور ان کی نشر و اشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا۔

### معاصرین :

آپ کے معاصرین میں حضرت مجدد الف ثانی سہندھی۔ حضرت شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری۔ شیخ عبداللہ نیازی چشتی خلیفہ شیخ سلیم چشتی۔ نواب مرتضیٰ خاں شیخ فرید بخاری۔ نواب عبدالرحیم خان خاناں۔ مشہور شاعر فیضی برادر ابوالفضل۔ ملا عبد القادر بدایونی۔ مرزا نظام الدین بخشچی۔ میر سید طیب بگرامی۔ محمد عوثی شطاری بہت معروف ہستیاں تھیں، اور ان حضرات سے آپ کا نزدیکی تعلق تھا۔

حضرت شیخ محدث کو حضرت مجدد الف ثانی کے نظریات سے پہلے کچھ اختلاف پیدا ہو گیا تھا اور انہوں نے مجدد صاحب کی تردید میں ایک سالہ بھی تحریر کیا تھا۔ مگر شیخ مجدد نے اپنے نظریات کی وضاحت کی تو حضرت شیخ محدث کی رائے یکسر بدل گئی اور تمام شکوک و شبہات جاتے رہے۔ حضرت شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری سے آپ کو بے پناہ عقیدت بلکہ آپ ان کو اپنا روحانی پیشوا فرماتے اور ان کے مشورے خندہ دلی سے قبول فرماتے۔

شیخ عبداللہ نیازی چشتی سے بھی آپ کے مخلصانہ مراسم تھے۔ نواب مرتضیٰ خاں فرید بخاری اور نواب عبدالرحیم خان خاناں امرائے سلطنت تھے مگر اس کے باوجود حضرت شیخ محدث کے ان کے ساتھ نہایت گہرے تعلقات تھے۔ اکبری پہد میں جن امراء نے اپنے دینی احساس کو بیدار کر رکھا تھا ان میں ان دونوں کو ایک خاص مقام حاصل تھا، حالانکہ فیضی نے دینِ متین پر اعتراضات کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اس کے باوجود آپ کے اس سے بھی ایسے مراسم تھے مگر جب اس کے مقام میں بے راہ روی پیدا ہوئی تو شیخ محدث نے ان سے قطع تعلق کر لیا۔ عہدِ گنبد ساری کے مشہور مؤرخ ملا عبدالقادر بدایونی نے آپ سے دہلی میں ملاقات کی۔ یہ ملاقات سرسری سی تھی کیونکہ ملا بدایونی شاہی لشکر کے ساتھ لاہور کو آرہے تھے۔ لاہور پہنچ

گراہوں نے شیخ محدث کی خدمتِ عالیہ میں خط لکھا جس میں انھوں نے اپنی محبت کا اظہار کیا تھا۔ کیونکہ یہ دونوں سلسلہ عالیہ قادریہ سے بیعت تھے۔ شیخ محدث حضرت شیخ موسیٰ سے پاک شہید قادری سے بیعت تھے اور ملا عبد القادر بدایونی شیخ داؤد قادری شیر گڑھی مرشد حضرت شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری سے بیعت تھے۔ اسی طرح مرزا نظام الدین بخشی۔ میرسید طیب بگرامی اور محمد غوثی شطاری سے بھی آپ کے مخلصانہ مراسم تھے۔

### شاہانِ وقت :

شیخ محدث دہلوی کی ولادت سلیم شاہ سُوری کے ہمد میں ہوئی اور شاہ جہان کے عہدِ حکومت میں وفات پائی۔ اس دورانِ دہلی کے تخت پر درج ذیل فرماں روا بیٹھے :

(۱) اسلام شاہ سُوری

(۲) محمد شاہ سُوری

(۳) ابراہیم شاہ سُوری

(۴) سکندر شاہ سُوری

(۵) ہمایوں (دوبارہ)

(۶) اکبر

(۷) جہانگیر

(۸) شاہ جہان

آخر الذکر تین بادشاہوں کا زمانہ آپ نے اچھی طرح دیکھا ہے مگر سلاطینِ وقت سے آپ کی دوستی اور تعلق بہت کم تھا۔ خود گوشہ تنہائی میں رہتے اور ان سے تعلق پسند نہ کیا۔ اکبر کے عہد میں آپ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ واپس آئے تو اس کے انتقال پر جہانگیر کو نواب شیخ فرید بخاری کی وساطت سے خط لکھا کہ شعائرِ اسلام کی نگرانی و حفاظت کی جائے۔ جہانگیر کے سلسلہ جلوس میں بادشاہ سے ملاقات کے لئے دربار تشریف لے گئے اور بادشاہ نے تو زک جہانگیری میں آپ کی بہت تعریف کی ہے۔

آخری زمانہ میں شیخ محدث کے جہانگیر سے تعلقات خراب ہو گئے تھے۔ جس پر جہانگیر نے شیخ محدث اور ان کے فرزند شیخ نور الحق کو کابل کی طرف جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ جب یہ دونوں صاحبان لاہور تشریف لائے تو حضرت میاں میر قادری کے فرمان پر آپ واپس دہلی تشریف لے گئے۔ پھر یہ بھی لکھا ہے کہ شیخ محدث سے ملکہ نور جہان کے تعلقات بھی اچھے نہ تھے۔ مشہور ہے کہ ایک دفعہ ملکہ نور جہاں نے شیخ محدث کو بلا بھیجا تو شیخ نے جواب میں

کہلا بھیجا کہ :

”فقیر کا بادشاہوں اور بیگمات کے پاس کچھ کام نہیں سے۔ فقیر کے لائق جو امر ہو کہلا بھیجیں، اس کے انجام کے لئے حتی الامکان کوشش کی جائے گی۔“

لاہور میں ورودِ مسعود :

شیخ محدثؒ اور حضرت شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری

آپ حضرت شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری سے فیوض و برکات حاصل کرنے کے لئے لاہور تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ نے بے شمار خط حضرت شاہ صاحب کی خدمت اقدس میں لاہور لکھے جو کہ آپ کے ذوق و شوق کے آئینہ دار ہیں :

فتوح الغیب کی شہرت اور ترجمہ کرنے کا حکم آپ کو حضرت شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری نے ہی دیا تھا اور فرمایا تھا کہ

”ہمہ کار ہاگزاشتہ این کار باید کرد“

لیکن شیخ محدثؒ کو اس کام کے کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ جب آپ لاہور تشریف لائے اور وہاں بیس روز تک شاد ابوالمعالی قادری کی خدمت اقدس میں رہنا ہوا۔ تو شاہ صاحب کی صحبت میں رہ کر اس کام کو انجام دینے کا جذبہ پیدا ہوا۔

۱۰۲۳ھ میں اس شرح کی تکمیل ہوئی۔ مفتاح فتوح تاریخی نام رکھا۔

شیخ محدثؒ کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے جو بے پناہ عقیدت تھی۔ اس کا اظہار اس کتاب کی شرح میں جایا ملتا ہے۔

حضرت شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری حضرت شیخ داؤد کرمانی قادری شیرگڑھی کے برادر زادے۔ داماد اور خلیفہ تھے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ کی ترویج اور نشر و اشاعت میں انہوں نے نمایاں کردار ادا کیا۔ بروقت تعلقین و ارشاد میں مصروف رہے۔ شیخ محدثؒ کو ان سے بے پناہ عقیدت تھی اور آپ کی خط و کتابت ان سے بہت تھی۔ شیخ محدثؒ کو اس وقت ان کے سوا اور کوئی بزرگ ہی نظر نہ آتا تھا۔ جن سے وہ رہنمائی طلب کر سکیں۔ ایک دفعہ کچھ روحانی مشکلات

حل کرنے کے لئے جب لاہور شریف لائے تو حضرت شاہ صاحب نے ان کو لاہور میں کچھ عرصہ کے لئے قید کر دیا۔ جس سے آپ کو روحانی تربیت دینا مقصود تھا۔ یہ ۱۰۳۵ھ کا واقع ہے۔ حضرت شاہ ابوالمعالی نے آپ کو بہت سے قیمتی مشورے دیئے تھے۔ جن پر وہ تمام عمر کاربند رہے اور جن سے ان کے علمی کاموں اور تحقیق و تدقیق میں بہت سہولت پیدا ہو گئی تھی۔

مشکوٰۃ شریف کی شرح بھی شیخ محدث نے آپ کے ہی حکم سے مکمل کی تھی اور مشورہ دیا تھا کہ صاحب اشعار درج کئے جائیں تاکہ انداز بیان دلچسپ اور مؤثر معلوم ہو۔ حضرت شاہ ابوالمعالی نے آپ کو ہدایت کی تھی کہ دہلی سے باہر نہ جائیں اور وہیں اپنی تصنیف و تالیف کا کام جاری رکھیں۔ ایک دفعہ جب شیخ محدث لاہور آئے تو آپ نے فرمایا کہ وہاں ہی اپنا کام جاری رکھو۔

ایک دفعہ شیخ محدث نے آپ کی علالت کی خبر سنکر لاہور آنے کا قصد فرمایا تو شاہ صاحب کی تنبیہ کا خیال آگیا تو بھجور روانہ نہ ہوئے بلکہ ایک مریضہ ارسال کیا۔ اور جب صحت کی اطلاع ملی تو اللہ کریم کا شکر ادا کیا۔

حضرت شیخ محدث کے تعلقات حضرت شاد صاحب سے میری پہلی کتاب —  
” لاہور میں اولیائے نقشبند کی سرگرمیاں “ میں ملاحظہ فرمادیں۔

شیخ محدث اور حضرت میاں میر قادری لاہوری  
شہنشاہ جہانگیر اپنی عمر کے آخری حصے میں حضرت شیخ محدث دہلوی سے ناراض ہو گیا تھا اور وہ آپ کے درپے اُزار تھا۔ ہوا اس طرح کہ جو لوگ آپ کے مخالف تھے انہوں نے شکایت کی کہ حضرت شیخ محدث اور میرزا حسام الدین احمد جو حضرت خواجہ باقی باللہ رح نقشبندی کے خلفائے تھے، آپ کے مخالف ہیں۔ چنانچہ جب بادشاہ آخری مرتبہ کشمیر گیا تو حکم صادر کیا کہ ان کو میرے روبرو پیش کیا جائے۔ آپ چونکہ کافی عمر رسیدہ تھے۔ اس لئے بڑی مشکل سے جب لاہور پہنچے تو حضرت میاں میر قادری لاہوری کی خدمت اقدس میں یہ دونوں حضرات اور شیخ محدث کے صاحبزادے شیخ نور الحق گئے اور کہا کہ اس بڑھاپے میں اور

اولاد سے جدائی ممکن نہیں۔ حضرت میاں میر نے ان کو تسلی دی کہ نہ آپ اور میرزا کشمیر جاؤں گے اور نہ ہی آپ کا صاحبزادہ کابل جائے گا بلکہ سب لاہور سے واپس دہلی چلے جاؤ گے۔ چار روز کے بعد کشمیر سے جہانگیر کی وفات کی خبر لاہور پہنچی اور سب کی جلا وطنی کے احکام منسوخ ہو گئے تو یہ سب سنسی خوشی اپنے وطن واپس چلے گئے۔

یہ واقعہ ۱۶۲۶ء کا ہے۔ قیام لاہور میں آپ حضرت میاں میر قادری کی مجالس میں شریک ہو کر فیوض باطنی بھی حاصل کرتے رہے۔

### تصانیف :

آپ کی تصانیف کی تعداد بقول ملا عبد الحمید لاہوری۔ قاضی خاں اور محمد صالح کنبوہ لاہوری کے سو یا اس سے زائد بتائی جاتی ہے۔ فن و موضوع کے اعتبار سے آپ نے تفسیر، حدیث، اخلاق، تصوف، تجوید، فقہ، خطبات، محبت، نحو، فلسفہ و منطق، اشعار، اعمال، ذاتی حالات، عقائد، تاریخ سب پر طبع آزمائی فرمائی ہے اور خوب فرمائی ہے، فتوح الغیب جو حضرت غوث الاعظم کے اٹھتر وعظوں کا مجموعہ ہے اور جس کی فصاحت و بلاغت اور تاثیر کا اعتراف انگلستان کے مستشرق پروفیسر مارگولتھ نے بھی کیا ہے۔ اس کی شرح آپ نے نہایت عالمانہ انداز میں لکھی ہے۔

”حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی“ میں آپ کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ تصانیف کی ایک فہرست شامل ہے جس میں ۶۰ کتابوں کے نام ہیں جن میں مدارج النبوت، مرج البحرین، ذکر ملوک، تاریخ سلطین ہند، بے شمار رسائل، شب برات، صلوة الاسرار، عقدا نامل، نورانیہ سلطانیہ، اقسام حدیث، وجودیہ، وظائف وغیرہ، زبدۃ الآثار، منتخب ہجرت الاسرار، شرح فتوح الغیب، فصول الخطاب، آداب اللیاس، تکمیل الایمان، شرح مشکوٰۃ مصابیح، جذب القلوب الی دیار المحبوب، جامع البرکات، علیہ سید المرسلین (صلی اللہ علیہ وسلم) بہت ممتاز ہیں۔

امام ربانی کا آپ کے نام مکتوب :

مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی جلد دوم میں مکتوب نمبر ۲۹ شیخ عبدالحق صاحب

دہلوی کے نام اس طرح درج ہے :

" اس دنیا میں مصائب اور غم و حزن، اندوہ وغیرہ اللہ تعالیٰ کی بہترین نعمت ہے کیونکہ اس میں رمضان سے حق ہے اور فعل محبوب ہے اور آخر اس کا نعمت و رحمت ہے اور نعمت و رحمت میں رمضان سے نفس ہے اور انجام انس کا اچھا نہیں !

حضرت شاہ ابوالمعالی قادری کے نام :

مکتوبات شیخ عبدالحق محدث میں مکتوب نمبر ۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۵۰ اور ۵۱ حضرت شاہ

ابوالمعالی قادری لاہوری کے نام ہیں۔ اس کتاب میں حضرت محدث دہلوی کے مکتوب حضرت باقی باللہ نقشبندی۔ نواب خان خاناں سپہ سالار۔ نواب فرید مرتضیٰ خاں۔ شیخ ابوالفیض فیضی۔ شیخ نوزا الحق دہلوی۔ شاہ ابوالمعالی لاہوری۔ شیخ عبداللہ نیازی وغیرہ کے نام ہیں۔ کل مکتوب ۶۹ ہیں۔

وفات :

۲۱ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ مطابق ۱۶۴۲ء میں چورانوسے سال کی عمر میں یہ عظیم الشان مجاہد وفات پا گیا اور آپ کو حوض شمس دہلی کے کنارے سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کے فرزند شیخ نوزا الحق نے نماز جنازہ پڑھائی اور مزار پر کتبہ نصب کرایا۔ آپ کی تاریخ ولادت "شیخ اولیاء" اور تاریخ وفات "فخر عالم" سے نکلتی ہے۔

## حضرت شاہ مقیم محکم الدین قادری

آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے :

حضرت شاہ مقیم قادری بن شاہ ابوالمعالی بن شاہ نور بن حضرت میراں نعل بہا اول قلندر حجروی۔ آپ کے ایک برادر بنام شاہ زندہ پیر تھے جو لا ولد رہے۔ ولادت آپ کی یکم رمضان ۱۰۰۸ھ مطابق ۱۵۹۹ء بعد جہانگیر بادشاہ ہوئی۔

آپ کے والد گرامی شاہ ابوالمعالی آپ کے زمانہ طفولیت ہی میں انتقال فرما گئے تھے

اس لئے آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت حضرت شاہ جمال اللہ ثانی حیات المیر زندہ پیر سے کی۔

### لاہور میں آمد :

جیسا کہ قبل ازیں تحریر کیا جا چکا ہے کہ آپ نے بیعت حضرت شاہ جمال اللہ ثانی حیات المیر زندہ پیر سے قبرستان میانی لاہور میں کی تھی۔ شاہ جمال اللہ علیہ الرحمۃ والذکر حضرت غوث الثقلین قطب بانی شیرازہ دانی محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی کے بھانجے تھے، اور اس وقت ان کا قیام لاہور میں تھا۔ کتب تواریخ میں مرقوم ہے کہ ان کو دوامی زندگی عطا ہوئی ہے۔ لکھا ہے کہ ایک دفعہ مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی آپ کی خدمت میں حجرہ شریف سے گئے اور چاہا کہ آپ جو کتاب فصوص کا درس دیتے ہیں اس کا امتحان لیا جائے۔ مگر جب آپ سے بات چیت ہوئی تو آپ کی علمیت دیکھ کر ان کے تمام شکوک و شبہات دور ہو گئے۔

### چلہ شاہ مقیم حجروی :

جب آپ لاہور تشریف لائے تو نکیہ بہاول شاہ کے جنوب کی طرف قبرستان میانی میں ایک ٹیبہ پر مقیم ہوئے۔ وہاں عمارت وغیرہ بھی تھی۔ مگر اب نابود ہے۔ یہاں پر ایک قبر آپ کے بنیرہ حضرت صاحب دین کی ہے۔ خالی قبر آپ کے چلہ کی ہے اور یہیں آپ نے حضرت حیات المیر سے بیعت کی تھی۔

### اولاد :

آپ کے تین فرزند تھے : (۱) حضرت سخی مسفی اللہ سیف الرحمان (۲) حضرت شاد محمد امیر بالا پیر اور تیسرے عبد اللہ نوری تھے۔ بعد وفات آپ کے بڑے صاحبزادے سید سیف الرحمان سجاد نشین ہوئے۔

### تصنیفات :

ممکن ہے آپ کی کئی تصنیفات ہوں مگر آپ کی کتاب در العجائب کا اردو ترجمہ لاہور سے ہو چکا ہے۔ یہ اردو ترجمہ اس فارسی قلمی نسخہ سے کیا گیا ہے جو حضرت شاہ محمد امیر بالا پیر قادری کے پاس تھا اور جس پر حضرت شاہ مقیم کے اپنے خاص دستخط موجود تھے۔ کتاب نہایت

لا جواب ہے اور ایک اعلیٰ حیثیت کی مالک ہے، اس میں مسائل تصوف کا تذکرہ ہے۔

وفات :

۹ شوال ۱۰۵۵ھ مطابق ۱۶۴۵ء میں بعہد شاہ جہان بادشاہ حجہ شاہ مقیم ضلع ساہیوال میں

ہوئی اور وہاں ہی مدفون ہوئے۔ تاریخ وفات اس طرح ہے :

زیارت گاہ شجرہ نمودند آستان بوسی !

بعہد شاہ بہر کس کہ بود از عارف و سالک

ز سال رحلت ایشان خبر از قدسیاں حستم

بہ ملک فقر نمودند فخر الاولیاء مالک

مرقد منور شہر کے اندر گنبد شریف میں ہے۔

## حضرت شاہ جمال نوری قادری

آپ ایک واسطہ سے حضرت میاں میر قادری لاہوری کے خلیفہ تھے بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے مورث اعلیٰ محمد بن قاسم کی فوجوں کے ساتھ سرزمین عرب سے وارد ہندھ ہوئے تھے، وہاں سے اوچ شریف گئے اور مستقل اقامت گزینی کر کے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ نسبی طور پر آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔

پیدائش سے ہی جذب دستی میں مبتلا تھے، ہوش سنبھالا تو قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے لاہور آئے اور حضرت میاں محمد اسماعیل المعروف میاں وڈا سہروردی لاہوری کے درس میں شریک ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت شاہ میر لاہوری کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ان ہی کے ہو کر رہ گئے۔

حضرت شاہ میر نے آپ کو اپنے ایک مرید شاہ ابوسعید معصوم قادری کے حوالے برائے ریاضت و مجاہدہ کر دیا۔ چنانچہ خلافت آپ کو حضرت شاہ ابوسعید معصوم قادری سے ملی۔ بعد ازاں حضرت میاں میر نے گوجرانوالہ کی خلافت آپ کے حوالے کر دی اور آپ کو وہاں بھیجا دیا۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے، بڑے کا نام شاہ عبدالرحیم اور چھوٹے کا نام شاہ عبدالکریم

تھا۔ ان اصحاب کے مزارات بھی اپنے والد بزرگوار کے ساتھ ہی ایک احاطہ میں واقع ہیں۔  
وفات ۱۹۶۵ء کے بعد ہوئی۔ مزار اقدس بیرون کھیالی دروازہ گوجرانوالہ میں واقع ہے۔

## شاہ برہان بخاری قادریؒ

ولادت ۱۹۸۱ء مطابق ۱۳۰۱ھ میں ہے۔ خاندان سادات بخاری ہے۔ آپ کے والد جناب  
محب اللہ بہاول پور سے لاہور آئے تھے اور شاہ برہان کی ولادت بھی لاہور ہی میں ہوئی۔ نہایت  
چھوٹی عمر میں ہی علوم عقلیہ و نقلیہ سے بہرہ مند ہو چکے تھے۔ اور آپ کے تقویٰ کی شہرت دور  
دور تک پھیل چکی تھی۔ بچپن اور عین جوانی کا عالم آپ نے لاہور میں بسر کیا۔ لاہور میں آپ کی  
رہائش بیرون دہلی دروازہ تھی اور اب بھی تنگ گلی میں آپ کا مقبرہ منور ہے۔ لاہور کارپوریشن  
نے اس گلی کا نام شاہ برہان سٹریٹ لکھا ہے۔

آپ حضرت میاں میر قادری کے ہم عصر تھے اور ان کی مجالس میں برابر نشست فرماتے تھے  
نواب سعد اللہ خان کوجب وہ قسیمی کی حالت میں لاہور آیا تھا تو آپ نے ہی اسے حضرت ملا خواجہ  
بہاری قادری کے سپرد کیا تھا۔ جنہوں نے نواب صاحب کی تعلیم کا بندوبست کر دیا تھا۔

قدیم مذکوروں میں لکھا ہے کہ آپ حضرت خواجہ بہاری قادری کے حکم سے پچیس سال کی عمر  
میں جھنگ چلے گئے اور ساحل پنجاب پر تبلیغ و ارشاد کرنے لگے پھر مینیوٹ چلے آئے

### وفات :

۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۵ھ میں ہے۔ مزار اقدس مینیوٹ میں ہے۔ لکھا ہے کہ آپ کے دو

مزارات ہیں۔ پہلا لاہور میں دہلی دروازے کے باہر اور دوسرا مینیوٹ میں جو کہ آپ کے

مریدوں نے بنوایا ہے اور جس پر نواب سعد اللہ خان وزیراعظم شاہ جہاں نے مقبرہ بناوا

دیا تھا۔ آپ کے مقبرہ کے ساتھ ہی شاہی مسجد ہے یہ دونوں عمارت نواب سعد اللہ خان نے شاہجہان

کے حکم سے سرکاری طور پر تعمیر کرائی تھیں۔

# قطب الانام شیخ الاسلام حضرت سید

## حافظ شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری

قدس اللہ سرہ العزیز

آپ برہن الاولیا سلطان الاصفیا وارث علوم انبیا، رئیس الاتقیاء۔ غوث المخلوق غیاث المخلوق۔ صاحب عظمت و کرامت و اہبت و جلالت و عشق و محبت تھے۔

آپ کا نام حاجی محمد۔ القاب گرامی۔ نوشہ۔ گنج بخش۔ مجدد اکبر۔ بھورے والا تھے۔ آپ سلالہ اہل بیت کرام اور خلاصہ سادات عظام تھے۔ آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی حاجی الحرمین حضرت سید علاؤ الدین بن سید شمس الدین شہید تھا جو اپنے وقت کے اکابر اولیاء اللہ اور سات مرتبہ حج کی سعادت کا شرف حاصل کر چکے تھے۔

حضرت نوشہ صاحب کی ولادت باسعادت یکم رمضان المبارک ۹۵۹ھ میں اسلام شاہ ولد شیر شاہ سوری کے زمانہ میں ہوئی، آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت بی بی جیونی صاحبہ تھا۔ جو عارفات کائنات سے تھیں۔

آپ نے تعلیم ظاہری حضرت مولانا حافظ قائم الدین قادری اور حافظ بڈھا صاحب قادری سے حاصل کی۔ قرآن مجید یا تجوید حفظ کیا۔ علوم معقول و منقول سے فارغ ہوئے۔ پھر قادری سلسلہ میں منقول درگاہ سبحان حضرت سخی شاہ سلیمان نوری بھسواوی کے مرید ہوئے۔ ان کی نگاہ سے تین ماہ تک حالت جذب طاری رہی۔ پھر انہوں نے سینے سے دگایا تو صحو و سلوک پرفائز ہوئے۔ حضرت شیخ نے باطن میں آپ کو مجلس محمدی میں حاضر کیا۔ چہار یاز ظاہری اور چہار یاز باطنی بھی وہاں موجود تھے۔ سب نے اپنے اپنے فیض اور کمالات سے آپ کو نوازا۔ حضرت شیخ نے آپ کو خلافت دے کر نوشہ تارڑاں میں بھیجا جو بعد میں بنام ساسن یاں شریف مشہور ہوا، اور آج تک اسی نام سے مشہور ہے۔ حضرت شیخ نے آپ کو فرمایا کہ یہ دیار آپ کو اور آپ کی اولاد اور مریدوں کو قیامت تک عطا ہو چکا ہے، اور آپ کا سلسلہ فقر

منظور ہو چکا ہے۔

آپ صائم الدہر قائم اللیل رہتے۔ ریاضات و مجاہدات سے فارغ نہ ہوتے۔ جنگل میں ایک کنوئیں کے اندر آپ نے چالیس روز خلوت کی اور استغراق و محویت میں رہے۔ وہاں سے جب نکلے تو آپ درگاہ الہی سے "نوشتہ" کا خطاب ملا۔ آپ جس طرف جاتے۔ جن وانسان او دختوں کے تپوں سے بھی نوشتہ کی آواز آتی۔ مولانا اشرف فاروقی لکھتے ہیں۔

آدم جن ملائک سائے نوشتہ نوشتہ کھلے پکارے

آپ مرتبہ محبوبیت۔ قطبیت۔ عنایت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے دور و دراز ممالک کی سیاحت کی۔ مصر کی جامع مسجد میں آپ نے ایک چلہ کیا۔ وہاں حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ انہوں نے چند قیمتی نصائح سے نوازا۔ سات مرتبہ حرمین الشریفین زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً کی زیارت و حج کی سعادت سے مشرف ہوئے۔

ایک مرتبہ سندھ تشریف لے گئے تو میاں جام ماہی سلطان سہروردی کو اپنے فیض سے نوازا۔ وہ سلسلہ قادری میں آپ کے مرید ہو کر خلافت سے مشرف ہوئے۔

حضرت نوشتہ گنج بخش قادری متعدد مرتبہ لاہور تشریف لے گئے۔ پہلی مرتبہ جب لاہور میں وارد ہوئے تو حضرت مخدوم علی جویری کے مزار شریف کی زیارت کی اور لاہور کے زندہ مشائخ کو بھی ملے ازاں جب حضرت شیخ عبدالوہاب منشی قادری شاذلی جو قطب مکرم تھے اور ان دنوں میں لاہور میں تشریف فرما تھے اور شیخ فرید بخاری کی مسجد میں ڈیرہ رکھتے تھے۔ آپ ان کی مجلس میں حاضر ہوئے اور چندے بیٹھ کر رخصت ہوئے۔

شیخ فتح محمد سیالکوٹی بیان کرتے ہیں کہ جب آپ مجلس سے اٹھے تو شیخ عبدالوہاب نے پوچھا کہ اس جوان کو کوئی شخص پہچانتا ہے کہ یہ کہاں چل رہا ہے۔ سب نے کہا کہ ہم کو تو زمین پر چلتا نظر آتا ہے۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ یہ جوان زمین سے بہت بلند چل رہا ہے اور عنقریب اس پر ایسا وقت آنے والا ہے کہ اپنے معاصرین اولیاء اللہ میں سب پر سبقت لے جائے گا اور اس کا مرتبہ سب پر فائق ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ اپنے زمانہ میں مشائخ وقت سے افاضہ و افادہ میں سب سے بڑھ کر ہوئے۔ نشر فیوض میں جب قدر آپ سے ظہور میں آیا۔

کسی دوسرے سے کم واقع ہوا ہوگا۔

دوسری مرتبہ حضرت نوشہ صاحبؒ جب لاہور وارد ہوئے۔ جہانگیر بادشاہ کا زمانہ تھا اس وقت شیر علی خاں معزز زادہ الملقب بہ ”پہلوان پائے تخت“ بیجا پور سے لاہور آیا ہوا تھا۔ اُن دنوں پہلوان جنگی زور کا بی ”سے اس کی کشتی ہوتی تھی۔ آپ بمعہ اپنے احباب کے اس کے اکھاڑے میں تشریف لے گئے۔ پہلوان پائے تخت نے آپ سے مصافحہ کیا اور آپ کی باطنی قوت کا اعتراف کر کے آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوا۔ علامہ صداقت کنجاہیؒ لکھتے ہیں:

”لا علاج دست بیعت داد مرید شد“

اس کے علاوہ لاہور کے اکثر افراد آپ کے فیض سے مستفیض ہوئے۔

حضرت نوشہ صاحبؒ کے اپنے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور سے پہلے نو لاکھ۔ ایک ہزار اور چھ سو بیس اولیاء اللہ لاہور کی سر زمین مدفون تھے، فرماتے ہیں:

۹۰۱۶۲۰

۵

نو لاکھ اک ہزار تے چھ سو وہیہ ولی

نوشہ وچ لاہور دے سوئے محی صحی

اس سے آپ کے علوم روحانی اور کشف الارواح کے مقام عالی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ حضرت نوشہ عالمیؒ اپنے زمانہ کے عظیم مبلغین اسلام سے تھے۔ دور دراز ممالک میں اپنے خلیفوں کو تبلیغ اسلام کے واسطے بھیجا ہوا تھا جیسا کہ آپ کے خلفا کی فہرست میں اُن کے مقامات سکونت و دفن سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ کا یہ تبیینی مشن بڑا کامیاب رہا۔ غیر ملکی مستشرقین نے بھی اعتراف کیا ہے کہ آپ کی کوشش سے تقریباً دو لاکھ کفار حلقہ اسلام میں داخل ہوئے۔ نیز آپ کے اردو اور پنجابی کلام سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ تعداد مذکورہ بالا بالکل صحیح اور ٹھیک ہے کیونکہ آپ نے اپنے کلام میں ہندی اور بھاشا الفاظ کو کثرت سے استعمال کیا ہے۔ اور اسلامی حقائق کو ان الفاظ میں پیش کیا ہے جو ہندوؤں کی زبان تھی۔ اس سے متاثر ہو کر اُن کا اسلام قبول کرنا بالکل قرین عقل ہے۔

آپ کے کثرت فیضان کا آپ کے ہمد میں بہت چرچا تھا۔ کوئی شخص آپ کے دروازہ

سے خالی نہ جاتا۔ خواہ کوئی دنیاوی مقصد سے کر آتا۔ فائز المرام ہو کر جانا۔ باطنی فیض کے افشار میں تو آپ ایتہ "من آیت اللہ تھے۔ جس شخص آپ نظر توجہ کرتے اس کا قلب ذاکر ہو جاتا۔ اپنے زمانہ میں آپ کو اکثر لوگ "اولیاءِ گم" کہتے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت شاہ جو فرزند شیخ عبد السلام چشتی نظامی ساکن کینیا نوارہ (صلح گو جرنوالہ) نے آپ کو ایک درویش کے ذریعہ پیغام بھیجا کہ جو شخص آپ کی خدمت میں آتا ہے، آپ اس پر مقام ولایت کا دروازہ کھول دیتے ہیں اور فیض عطا کر دیتے ہیں۔ کچھ فیض اپنے لئے بھی باقی رکھنا چاہیے۔ آپ نے جواب میں کہلا بھیجا کہ اگر ایک چراغ روشن سے ہزاروں چراغ روشن کئے جاویں تو اس کی روشنی میں کچھ کمی واقع نہیں ہوتی ایسا ہی ہمارا فیض ہے۔ خواہ کس قدر عطا کریں، اس میں سے کم نہیں ہوگا، بلکہ جس قدر زیادہ حضرات جماعت اولیاءِ اللہ میں ہمارے ذریعہ شامل ہوں گے، ہمارے از دیاد فیض اور علوم مقام کا باعث ہوگا۔

کثرت فیضان کے باعث آپ کے زمانہ میں ہی آپ کو لوگ گنج بخش کے نام سے پکارتے تھے۔ چنانچہ آپ کے خلیفہ حضرت قاضی رضی الدین گنجابھی کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے انہوں نے ایک نظم آپ کی مدح شریف میں لکھی ہے جس میں گنج بخش کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

نوشتہ گنج بخش را دیدی  
رستم دساز و خوش را دیدی

حضرت نوشتہ صاحب کے تصرفات و کرامات۔ خوارق عادات، فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔ احیائے اموات، طبعی زمان، قبض زمین، کشف کوئی، واکہی قلب اجوال، مطالعہ لوح، تصفیہ قلوب زائرین، وجد و حال اور رقت قلب آپ کی نظر فیض اثر کا ادنیٰ کرشمہ تھکا۔ یہاں آپ کے چند کرامات بیان کئے جاتے ہیں:

(۱)

ایک مرتبہ آپ مسجد تعمیر کر رہے تھے۔ اُستاجانی نام نخبہ لکڑی چیر رہا تھا۔ لکڑی میں پھانساں لگا رہا تھا کہ اچانک اس کا نمراُس میں پھنس گیا اور وہ مر گیا۔ جب آپ کو پتہ چلا تو آپ اس کے پاس شریف سے گئے اور اپنی چپ در اس پر ڈال دی اور اپنا ہاتھ اُس پر

پیرا اور فرمایا۔

”اے شخص۔ اگر تو ہمارے گھر سے تو ہمارے لئے طعن کا موجب ہوگا۔

مرنے کے واسطے اور کافی وقت ہیں۔ پھر کسی وقت مرجانا، آج اللہ تعالیٰ

کے حکم سے زندہ ہو جا۔“

چنانچہ یار شاد فرمانا تھا کہ وہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا، اور بعد ازاں چند سال تک حیات

(۲)

رہا۔

آپ کے خلیفہ معموریؒ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت نورشہ صاحب اپنے  
مرید میاں جیون حجام کے پاس موضع باہو میں تشریف لے گئے۔ چند کس ہمراہ تھے۔ نماز عصر  
کا وقت تھا۔ چند کوس فاصلہ پیدیا جانا تھا۔ ہم نے عرض کیا۔ یا حضرت نماز عصر ادا کر لیں۔  
آپ نے فرمایا۔ وہاں جا کر پڑھ لیں گے۔ حالانکہ وقت بہت کم تھا۔ آپ کے سامنے  
گفتگو کرنے کی کسی کوجرات نہ ہو سکتی تھی۔ آپ آرام سے آہستہ آہستہ چلتے ہوئے وہاں  
باہو میں پہنچے۔ ہم نے وہاں عرض کیا کہ اب یہاں عصر پڑھ لیں۔ آپ نے فرمایا کہ واپس  
گاؤں جا کر پڑھیں گے۔ چنانچہ آپ وہاں سے ساہنپال شریف آئے۔ ہم بارہ سورج کی طرف  
دیکھتے تھے آپ نے اپنے ڈیرہ پر آکر نماز عصر ادا کی اور فرمایا۔ اے حافظا! تم لوگ  
بارہ سورج کی طرف دیکھتے ہو، اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر سورج یا  
چاند کو کہہ دیں کہ تم اسی جگہ ٹھہرے رہو، تو ان کی کیا مجال ہے کہ آگے چلیں، قیامت تک  
وہیں ٹھہرے رہیں۔

(۳)

شاہ جہان بادشاہ نے قندھار کو فتح کرنے کے واسطے پہلے شہزادہ داراشکوہ کو  
فوج دے کر بھیجا لیکن وہ ناکام آیا۔ پھر شہزادہ اورنگ زیب کو بھیجا، اس نے چھ ماہ  
محاصرہ رکھا مگر قلعہ قندھار فتح نہ ہو سکا۔ بادشاہ حضرت نوشاہ عالیجاہؒ کو خدمت میں  
حاضر ہوا، اور فتح قندھار کے واسطے التجا کی۔ آپ نے فرمایا: دریا میں سے کوزہ پانی کا  
لاؤ، بادشاہ اٹھا اور کوزہ بھر کر حاضر کیا۔ آپ نے وضو کیا اور تین چھینٹے پانی کے قندھار

کی طرف پھینکا اور فرمایا: جا تجھ کو فتح قندھار کی مبارک ہو اور ایک اپنا دوپٹہ تبرکاً عنایت فرمایا۔ بادشاہ نے وہ تاریخ اور وقت لکھ لیا۔ جب لاہور پہنچا تو قندھار سے اورنگزیب کا قاصد آگیا اور پیام لایا کہ قدرت الہی سے فلاں تاریخ کو فلاں وقت قندھار کی دیوار تین جگہوں سے پھٹ گئی اور ہماری فوج اس میں داخل ہو گئی اور قندھار فتح ہو گیا ہے شاہ جہان نے جب رقعہ دیکھا تو وہی تاریخ اور وقت تھا جس وقت حضرت نوشہ صاحب نے تین چھینٹے پانی کے اُس طرف پھینکے تھے۔ بادشاہ آپ کا معتقد اور ارادت مند ہو گیا دو گاؤں موضع ٹھٹہ عثمان اور بادشاہ پورفتا مصارف سنگر کے واسطے بطور جائیر التمغا نذرانہ میں دیئے، جن کا خراج ایک لاکھ تیرہ ہزار ایک سو ساٹھ دھام یعنی دو ہزار اکہتر روپیہ راج الوقت سالانہ درگاہ عالیہ کو موصول ہوتا، ما۔

(۴۰)

ایک مرتبہ ایک سادھو ہندو مذہب حضرت نوشاہ عالیجاہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اُس وقت آپ دریائے چناب کے کنارہ پر سیر کو تشہیف لے گئے ہوئے تھے۔ سادھو نے کہا کہ آپ یا کرامت دکھیں یا دکھائیں، آپ نے فرمایا: میں تو درویش آدمی ہوں تم ہی کوئی کرامت دکھاؤ۔ اس نے پہلے اپنے آپ کو بچے کی صورت میں دکھاؤ، پھر جوان صورت بن گیا، پھر ضعیف کی شکل بن گیا اور کہا کہ میں نے بارہ بارہ سال کے تین چتے کئے ہیں اور یہ مرتبہ حاصل کیا ہے کہ تین طرح کی شکلیں تبدیل کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے شکل کا تبدیل کرنا سیکھا تو کیا کمال حاصل کیا ہے بلکہ عرضائع کر دی ہے۔ آپ نے دریا کی طرف منہ کر کے اللہ ھو کا نعرہ لگایا تو دریا کے پانی سے ھو کی آواز سننے لگی بلکہ درختوں کے پتوں اور فضا سے بھی یہی گونج اٹھی۔ چنانچہ یہ تصرف و کرامت دیکھ کر وہ سادھو جمعہ چیلوں کے مسلمان ہو گیا اور آپ کے مریدوں میں داخل ہوا۔

حضرت نوشہ صاحب کے یہ سب حالات میں نے سید شرافت نوشاہی کی کتاب شریف التواریخ جلد اول موسوم بہ تاریخ الاقطاب قلمی اور جلد دوم موسوم بہ طبقات النوشاہیہ قلمی سے لکھے ہیں جو ان کے کتب خانہ میں ملفوظات کی صورت میں موجود ہیں۔ جو شخص حالات

کو مفصل دیکھنا چاہے وہاں دیکھ سکتا ہے۔

حضرت نوٹہ گنج بخش، صاحب تصانیف تھے۔ چنانچہ کتب ذیل آپ کے کلام اور

ارشادات عالیہ سے ہیں :

- ۱۔ معارف تصوف :- یہ آپ کا فارسی کلام ہے۔ مرتبہ سید شرافت نوشاہی
- ۲۔ چہار بہار فارسی :- جمع کردہ شیخ محمد ہاشم نوشاہی مقرر بلوی۔ اس کا ترجمہ اردو سید شرافت نوشاہی نے بنام خزانہ الاسرار کر دیا ہے۔

- ۳۔ کلمات طیبات فارسی المعروف ملفوظات نوشاہیہ۔ اس میں حضرت نوشاہ علیجاہ کے ہزار کلمات بترتیب حروف تہجی سید شرافت نوشاہی نے جمع کئے ہیں اور اس کا اردو ترجمہ بھی بنام جواہرات کر دیا ہے۔

۴۔ ذخائر الجواہر فی بصائر الزواہر۔ المعروف ارشادات نوشاہیہ :

اس میں حضرت نوشہ صاحب کے پانچ سو چالیس ارشادات

سید شرافت نوشاہی نے جمع کئے ہیں۔

۵۔ الاسرار والمعارف (جواہر مکنون) : یہ حضرت نوشہ صاحب کے ایک سو ارشادات

ہیں جو بطور سوال جواب تحریر ہیں۔ سید شرافت نوشاہی نے مرتب

کئے ہیں۔

۶۔ لطائف الاشارات :- اس میں حضرت نوشہ صاحب عالیجناب کے چالیس ارشادات

لکھے ہیں مرتبہ سید شرافت نوشاہی۔

۷۔ مواظظہ نوشہ پیر :- اس میں حضرت نوشاہ علیجاہ کے چار وعظ پنجابی زبان میں ہیں

سید شرافت نوشاہی نے قلمی بیاضوں سے جمع کر کے مرتب کئے

ہیں اور مولوی عبداللطیف زار قادری نوشاہی نے چھپوا دیئے ہیں

۸۔ کلام نوشہ :- (حصہ اول) اس میں آپ کا اردو منظوم کلام جمع کیا گیا ہے۔ جو



- (۵) قاضی خوشی محمد، کتبہ - ضلع گجرات
- (۶) قاضی رضی الدین " "
- (۷) شیخ عبدالرحمن پاک صاحب پھری شریف - گوجرانوالہ
- (۸) سید شاہ محمد شہید بھاکری " رہتاس ، جہلم
- (۹) شاہ فتا دیوان رح - ساگری - " "
- (۱۰) حافظ طاہر مجذوب رح کشمیر
- (۱۱) شیخ نور محمد سیالکوٹ
- (۱۲) مولانا عبدالحکیم آفتاب پنجاب " "
- (۱۳) مولانا کمال الدین محمد کشمیری " "
- (۱۴) سید عبداللہ مجذوب بخاری لاہور
- (۱۵) شاہ کنہد صاحب " "
- (۱۶) شیخ نور محمد عاشق رح بندوستان
- (۱۷) شیخ فرخ محمد رح سنجھل
- (۱۸) شیخ مہدی المعروف میاں جام ماجھی سلطان سندھ
- (۱۹) شیخ لال اڈیرا رح " "
- (۲۰) سید شاہ محمد قطب رح قندھار
- (۲۱) خواجہ سید فضیل رحی رح کابل

حضرت نوشتر گنج بخش قادری کا وصال اٹھویں ربیع الاول ۱۰۶۴ھ (یک ہزار چونسٹھ ہجری میں) بھارت شاہجہان بادشاہ بھراکے سو پانچ سال ہوئی۔ آپ کا روضہ اطہر موضع نل ساہن پال شریف تحصیل پچالیہ ضلع گجرات میں دریائے چناب کے شمالی کنارہ پر مرجع خلائق ہے۔ رضی اللہ عنہ۔

## شہزادہ داراشکوہ قادریؒ

خاندان

شہزادہ داراشکوہ شاہ جہان کا فرزند اکبر تھا، بلکہ بقول ابوطالب کلیم "گل اولین گلستانِ شاہی" تھا۔ شہزادے کی ولادت حضرت خواجہ اجیریؒ کے طفیل سے ہوئی۔ ولادت کے بعد شہزادہ دو سے چار سال تک باپ کے ساتھ تنگنا کے جنگلوں میں پلا۔ باپ کے تحت نشین ہونے پر آہٹ خاں کے ساتھ دربار میں حاضر ہوا تو اس کے لئے ایک ہزار روپیہ ماہانہ مقرر ہوا۔ تعسیم و تربیت ملا مرادک شیخ بروی اور ملا عبدالصیف سلطان پوری وغیرہ سے حاصل کی۔

سنہ ۱۰۳۰ھ مطابق سنہ ۱۶۲۲ء میں ولایت خاندیش میں قیام کے دوران ملکہ ممتاز محل نے اس کی منگنی شہزادہ پرویز کی صاحبزادی سے کی مگر یہ شادی کئی سال کے بعد ہو سکی۔ اس کا نام نادرہ بیگم تھا۔ شہزادہ اس سے بے پناہ محبت کرتا تھا۔

سنہ ۱۰۶۶ھ مطابق سنہ ۱۶۵۵ء میں داراشکوہ چالیس ہزار ذات کے عہدے پر فائز ہوا۔ شاہ جہان کی فقید کے بعد وزنگ زیب، داراشکوہ، مراد بخش اور شاہ شجاع میں جنگ اقتدار شروع ہوئی جس میں اوزنگ زیب و ملگیر فاتح رہا۔ اور باقی تینوں بھائی قتل ہوئے۔

آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت میاں میر قادریؒ لاہوری کے خلیفہ حضرت ملا شاہ بدخشانی لاہوری سے کی۔ کتاب سفینۃ الاولیاء میں شہزادہ نے جب حضرت غوث الاعظم کے حالات لکھنے شروع کئے تو وہ لکھتے ہیں کہ:

"اس رات اس کترین مرید نے حضرت پیر و شکیر غوث الاعظم کا حال لکھنا شروع کیا اس رات اپنے آپ کو حضرت غوث الاعظم کے گنبد مبارک واقع بغداد میں پایا اور حضرت امام موسیٰ کاظم اور حضرت غوث الاعظم کے طواف میں مشغول دیکھا۔ یہ میری سعادت مندی تھی کہ مجھے انتہائی عظیم القدر شرف حاصل ہوا، اور فقیر کو بھی عیتیں ہوگی کہ اس کتاب کی تحریر مقبول ہوگی!"

## لاہور میں آمد

شہزادہ داراشکوہ کی لاہور میں متعدد بار کی آمد کا پتہ چلتا ہے۔ پروفیسر لوٹی بیون کالج دی فرانس نے "لاہور کی ملاقاتیں" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا تھا جس میں شہزادہ اور بابا بعل واس کبیر پنپتی کے دلچسپ مکالمات شائع کئے ہیں۔ ۱۶۵۳ء میں جب شہزادہ لاہور آیا تو بابا جی سے ملنے گیا اور اپنے چند شکوک رفع کرنے کی درخواست کی چنانچہ ان مکالموں کا بیشتر حصہ انہیں مابعد الطبعی مسائل اور شکوک کے بیان پر مشتمل ہے۔ باتیں ہندوستانی زبان میں ہوئیں بعد میں منشی چند بھان پٹیلوی نے قلمبند کر کے فارسی میں ترجمہ کیا۔ یہ مکالمات بہت دلچسپ ہیں، اور ناری ان کے خیالات سے استفادہ کر سکتا ہے۔

## شاہجہان اور داراشکوہ کی آمد :

شہزادہ داراشکوہ قادری شاہجہان کا سب سے بڑا فرزند تھا۔ اس کا علمی مرتبہ بہت بلند تھا اس کی تصانیف میں جو باقاعدگی اور وضاحت ہے وہ ان کو اس زمانہ کی دیگر تصوف کی کتب سے ممتاز اور نمایاں مقام دلاتی ہیں۔ چونکہ شاہجہان اس کو ہر وقت اپنے پاس رکھتا تھا اس لئے اس کو دارالخلافہ میں علمی اور روحانی دلچسپیوں کے لئے بہت وقت ملتا رہا اور جس سے اس نے مکمل فائدہ اٹھایا۔ جب شاہجہان لاہور آیا تو وہ شہزادہ بلند اقبال کو ساتھ لے کر حضرت میاں میر قادری کی خدمت میں حاضر ہوا، اور ان سے شہزادے کی صحت کی بحالی کے لئے دعا کی درخواست کی۔ اس وقت شہزادہ اُنیس سال کا تھا۔ اس کے دس مہینے کے بعد جب دوبارہ شاہجہان حضرت میاں میر کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا تو اس وقت بھی شہزادہ بادشاہ کے ساتھ تھا۔ اس وقت شہزادہ کی ارادت مندی کی یہ حالت تھی کہ وہ حضرت کے مکان کی دوسری منزل میں جہاں حضرت کا قیام تھا، برہمنہ پا گیا اور جو لوگ وہ چبا چبا کر پھینکتے جاتے تھے انہیں اٹھا کر کھاتا رہا۔

اس کے بعد جب بادشاہ بمعہ امرا چلا گیا تو داراشکوہ حضرت صاحب کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ ان کے قدموں پر سر رکھ دیا، اور وہ بھی شہزادے کے سر پر دیر تک ہاتھ پھیرتے رہے اور اس کے حق میں دعا کی۔ اس واقعہ کے اگلے سال حضرت میاں میر قادری لاہوری وفات پل گئے۔

## سید حسن بادشاہ قادریؒ

خاندان :- آپ کا نسب پندرہ واسطوں سے سید عبدالرزاقؒ خلف محبوب سبحانی غوثِ محمدانی سید عبدالقادر جیلانی سے ملتا ہے۔ آپ کے والد گرامی کا نام سید عبداللہ قادریؒ تھا۔ ولادت :- ۱۲۲۳ھ مطابق ۱۸۱۴ء میں بمقام ٹھٹھہ علاقہ سندھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ یہ جگہ کراچی سے ۵۲ میل اور جنگ شاہی سٹیشن سے ۱۱ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

تعلیم و تدریس :- بچپن آپ نے علاقہ سندھ میں ہی گزارا اور اپنے والد ماجد کی زیر نگرانی تعلیم و تدریس کے تمام منازل طے فرمائے۔ تقریباً سولہ سال کی عمر میں ہی علومِ درسیہ کی تمام کتب کی تکمیل کر لی اور سترہ سال کی عمر میں درس و تدریس کا کام شروع کر دیا۔

بیعت :- بیعت آپ نے اپنے والد گرامی حضرت سید عبداللہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں کی۔ شادی :- کوئلہ عمن خاں اپشاورا کے ارباب نے اپنی بیٹی کا رشتہ پیش کیا جس کو آپ نے قبول فرمایا۔ جس کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے ایک صاحبزادہ سید زین العابدینؒ عطا فرمایا۔ جو محدثِ زمانہ بنا۔ دوسری شادی آپ نے حضرت سید علی ترمذیؒ المعروف پیر بابا کے گھرانہ میں کی۔ اس کے بطن سے دو صاحبزادے ہوئے پہلے سید شاہ محمد غوث قادریؒ لاہوری اور دوسرے سید علی قادریؒ۔

سیر و سیاحت :- پہلے آپ مجاہدات و ریاضات کے لئے دیباٹے شور تشریف لے گئے اور وہاں تقریباً سات سال تک مشقت اٹھاتے رہے۔ پھر تبلیغ و ارشاد کے لئے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ اس سفر میں آپ کے برادرِ خورد ابوالکارم حضرت شاہ محمد فاضل خانپوری بھی شریک تھے۔ جب گجرات کاٹھیاواڑ پہنچے تو وہاں دو سو پچاس مساجد تعمیر کیں اور پانچ خلفاء مقرر کئے۔ اور حبیب شاہ جہان پور پہنچے تو وہاں بھی اپنی تبلیغی سرگرمیاں کم نہ ہونے دیں۔ پھر وہلی سے پنجاب پہنچے اور لاہور مدینۃ الاولیاء میں قیام فرمایا۔ یہاں چندے قیام فرما کر پشاور ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۸۶۵ء میں پہنچے۔ پھر کشمیر پہنچے اور ہزار ہا افراد کو راہِ ہدایت دکھائی۔ اس سفر میں ہی حضرت ابوالکارم آپ کے ہمراہ تھے۔ چھ ماہ کشمیر رہے اور لشکر جاری فرمایا۔ جہاں سے چھ سو تعدی روزانہ کھانا تناول کرتے اور مسکینوں اور غریبوں کو کپڑا بھی دیا جاتا۔ اس کے بعد آپ اپنے چھوٹے بھائی کو دہاں خلافت عطا فرما کر پشاور تشریف لائے۔ پشاور

میں چندے قیام کے بعد اہل تشریف لے گئے بلکہ کابل کا تین بار سفر کیا۔ ان تمام سفروں میں بے شمار مشائخ اور صوفیاء آپ کے ساتھ جلتے رہے۔ اور سلسلہ مالہ قادریہ کی تبلیغ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ گورنر کابل امیر خاں آپ کی بیعت سے مشرف ہوا۔ کابل میں ہی آپ نے لشکر جاری فرمایا تھا۔ بعد ازاں غزنی و ہرات تشریف لے گئے۔

لاہور میں آمد۔ جیسا کہ قبل ازیں ذکر کیا گیا ہے کہ جب آپ ہندوستان کفرستان میں تبلیغ اسلام کے لئے آئے تو ہندوستان کے دور دراز مقامات سے ہوتے ہوئے لاہور تشریف لائے۔ چندے یہاں قیام فرمایا اور ہزار ہا افراد کو اس سلسلہ عالیہ میں تلقین فرمائی۔ بعد ازاں آپ کے صاحبزادے حضرت سید شاہ محمد غوث قادری لاہور می جن کا مزار بیرون دہلی دروازہ ہے۔ مستقل طور پر لاہور میں قیام پذیر ہوئے۔ لکھا ہے کہ ایک دفعہ گورنر کابل نواب امیر خاں نے اورنگ زیب عالمگیر سے جناب سید شاہ محمد غوث قادری لاہوری کے گزراوقات کے لئے ایک قلعہ اراضی کا فرمان لکھوایا تھا مگر آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ لاہور میں آپ حضرت میاں میر قادری سے ملے اور کافی دیر انکے ہاں ٹھہرے۔ لاہور میں اشاعت تبلیغ میں خوب سرگرمی دکھائی بڑے بڑے علماء، آپ کے حلقہ اہل سنت میں آئے۔ کافی مدت لاہور میں رہے پھر گجرات چلے گئے۔ مزید حالات کیلئے کتاب "تذکرہ مشائخ قادریہ حسینہ مؤلفہ، محمد امیر شاہ قادری پشادری ملاحظہ فرمائیں۔

وقات وفات ۱۱۱۵ھ مطابق ۱۷۰۳ء میں ہوئی یہ اورنگ زیب عالمگیر کا عہد حکومت تھا۔

مزار اقدس، مزار اقدس پشاور محلہ بیکہ ٹوٹ میں ہے جہاں آپ کی نہایت عظیم شان دیدگاہ ہے۔ موجودہ حالت میں اس درگاہ کے سجادہ نشین حضرت سید محمد امیر شاہ قادری ہیں جو کہ میر سے نہایت مخلص دوستوں میں سے ہیں۔

### حضرت ابوالکارم شاہ محمد فاضل قادری

آپ حضرت سید حسن پشادری قادری کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ نے اپنے برادر کے ہمراہ سندھ، پنجاب، دہلی، گجرات، کاشیا وار تک کا سفر تبلیغ اسلام کے لئے کیا۔ اس سفر میں آپ نے جن اکابر اور بزرگوں سے ملاقات کی ان میں حضرت میاں میر قادری لاہور، حضرت شاہ دولا گجراتی اور حضرت شاہ بڑی لطیف نورپور شاہاں شامل ہیں۔ اس سفر سے واپسی کے بعد آپ پشادری میں

ٹھہرے رہے اور بعد ازاں اپنے بھائی سید حسن پشاوری کے حکم سے کشمیر کے خلیفہ مقرر ہوئے اور وہاں لوگوں کو راہ ہدایت کی طرف بلانے لگے۔ الغرض ہزار ہا لوگوں نے آپ سے راہ ہدایت حاصل کی۔ ولادت آپ کی ۱۲۴۹ھ میں بمقام ٹھٹھہ ہوئی تھی۔ میر بزرگ شاہ بن سید غلام شاہ آزاد بن سید محمود بن سید عبدالقادر قادری بن شاہ محمد فاضل قادری کے پاس حضورِ غوث الاعظمؒ کا ایک مونس مبارک تھا جس کے لئے آپ نے کشمیر میں ایک عظیم الشان عمارت تعمیر کرائی اور اس میں یہ مونس مبارک رکھا۔ اس جگہ کو خانقاہ دستگیر کہا جاتا ہے۔

آپ کے فرزندوں میں میر وزیر شاہ۔ لطف اللہ شاہ اور فضل اللہ شاہ لاورد فوت ہو گئے تھے اور چوتھے فرزند سید عبدالقادر تھے۔ ان کے فرزند سید محمود حضرت شاہ محمد غوث قادری لاہوری کے داماد وفات ۱۹ جمادی الآخر ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۹۰۷ء میں ہوئی۔ مدفن محلہ خانپور واقع کشمیر میں ہے۔

## شیخ محمد افضل قادری کلانوری

قصبہ کلانور ضلع گورداس پور بھارت کو قدیم زمانہ سے نہایت اہمیت حاصل رہی ہے۔ قدیم ہندو زمانہ میں وشنو کا مندر کرن مذی کے کنارے ہونے کی وجہ سے اس کو بہت شہرت حاصل تھی۔ اور ہر سال اس دیوتا کے سالانہ تہوار پر لاکھوں ہندو شرکت کیا کرتے تھے۔ بعد ازاں جب اسلام آیا تو عساکر اسلام لاہور و سیالکوٹ سے اسی راستہ دہلی اور سرہند کی طرف گزرتے تھے۔ اور اس زمانہ میں اس کو ایک شاہی پٹاؤ کی حیثیت حاصل تھی۔ عہدِ مغلیہ میں یہ قصبہ بہت اہمیت حاصل کر گیا اور اس کی آبادی میں کثرت سے اضافہ ہوا اور بے شمار راہپوت بھی یہاں آباد ہو گئے تو اس زمانہ میں حضرت شیخ محمد افضل کلانوری نے لاہور تشریف لاکر حضرت شیخ ابو محمد قادری خلیفہ مجاز حضرت شیخ طاہر بندگی لاہوری سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی اور پھر پیر و مرشد کے حکم سے واپس کلانور جا کر اشاعت و تبلیغ اسلام میں مصروف ہوئے۔

”پنجاب میں اردو میں تحریر ہے کہ شیخ محمد افضل کلانوری کی شخصیت نے ادبیات پنجاب پر خاصا اثر ڈالا ہے وہ خود شاعر تھے اور شیخ فاضل الدین بٹالوی اور ان کے متبعین جو اس تحریک کے روح رواں تھے شاعری میں محض اپنے مرشد بزرگوار کی سنت کی پیروی کر رہے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ کہنا بے جا نہ

ہوگا کہ اس تحریک کے بانی مبانی دراصل شیخ محمد افضل کلا نوری ہیں نہ کہ ان کے مرید شیخ فاضل الدین۔  
نمونہ کلام

اے شاہ شاہاں پیر من یعنی خیر نامرد کی  
 دن رین تجھ بن زار ہوں بیکس پریشاں خواہ ہوں  
 پنکھی اکیلا میں پھنسا تھر تھر تڑپتا ہے جیا  
 پھانسی پھنسا ہوں سخت تر اس وقت پر کرنا کرم  
 چھپٹ پڑا ہوں گرد میں جگ سے پھنسا ہوں اکیلا  
 تجھ بن نہ کوئی ہے مرا لے شاہ شاہاں دستگیر  
 محبوب ہو گوشہ پڑا تن پر نہ پردہ پاک ہے  
 تم شہ غریب نواز ہو برسر و دوران سرتاج

کرنا توجہ از کرم پاؤں سلاسی درد کی  
 تسربان تیرے نام پر سُننی حقیقت فرد کی  
 اس ہاتھ پیری کھٹن کے دیکھی جو تیر و گرد کی  
 مشکل کشا ہو جلد تر پھانسی کٹو اس درد کی  
 تجھ بن نہ کوئی پاس بے شک سارے اس فری کی  
 کر کر نظر اک مہر کی فری سن دم سرد کی  
 پردہ ایسا ہی بخشو بھے حرمت نہیں بے پرد کی  
 بیستی سُنو اے بادشاہ افضل مسافر مرد کی

آپ نے قصیدہ غوثیہ کی فارسی زبان میں ایک شرح لکھی تھی جس کے تقریباً دو سو صفحات  
 قلمی تھے۔ یہ کتاب نایاب ہے لیکن اس کی ایک کاپی مولوی شمس دین تاجر کتب کے پاس دیکھی گئی ہے  
 آپ کی زندگی کے حالات بہت کم ملتے ہیں۔ آپ کے خلفاء اور مریدین میں شیخ محمد فاضل الدین  
 قادری ہالوی اور شیخ محمد نور قادری بہت مشہور و معروف ہیں۔

وفات آنجناب کی ۱۱۲۲ھ مطابق ۱۷۱۰ء کے لگ بھگ بیان کی جاتی ہے اور مرقد منور موجود  
 (جو کلا نوری کی ایک نواحی بستی ہے) ضلع گورداسپور بھارت میں واقع ہے۔ ساتھ ہی بہت بڑی خانقاہ  
 بشکل چار دیواری اور باغیچہ بھی ہے۔ قیام پاکستان کے بعد حضرات دربار فاضلیہ وہاں جلتے رہے ہیں  
 مؤلف کتاب بڑا کئی سال تک اس درگاہ پر حاضری دیتا رہا ہے۔

### سید نور محمد گیلانی قادری

آپ سید محمد امیر گیلانی کے فرزند تھے۔ مادر زاد ولی تھے۔ جب والد گرامی نے استاد کے گئے  
 پڑھنے لے بٹھایا تو استاد سے قرآن پڑھنا شروع کرایا اور اس کا ترجمہ سنایا اور خوب روئے  
 جن دنوں آپ اپنے والد گرامی سید محمد امیر گیلانی قادری کے ہمراہ دہلی گئے ہوئے تھے تو

اورنگ زیب عالمگیر آپ کے مکان پر آئے اس وقت آپ کے والد مکرم غائب ہو گئے۔ بادشاہ فقط آپ کو ہی مل کر واپس چلے آئے۔ بعد تلاش کے معلوم ہوا کہ سید محمد امیر قطب صاحب کی لاش پر کھڑے ہیں نور محمد صاحب نے قوالوں کو حکم دیا کہ کچھ کہو۔ ان کی آواز سن کر نیچے آئے اور پھر واپس وطن آئے۔ آپ کا تعلق سادات حجرہ سے ہے اور لاہور شریف لائے تھے۔ زید و تقویٰ اور ریاضت و مجاہدہ میں مقام بلند پر فائز تھے۔

وفات ۱۱۲۶ھ مطابق ۱۷۱۴ء میں ہوئی جو کہ تاریخ سیر بادشاہ دہلی کا عہد تھا۔

## حضرت مولانا سید حافظ جمال اللہ فقیہ اعظم نوشاہی قدس سرہ

آپ سلطان الاولیاء۔ دلیل الاقنیا۔ عالم ربانی۔ محبوب یزدانی امام اہل شریعت۔ مستدائے السماء۔ طریقت۔ صاحب جذب و عشق و محبت و وجد و سما تھے۔

آپ کا نام جمال اللہ۔ لقب فقیہ اعظم اور سو فی تھا۔ آپ سید الانبیاء امام الابرار حضرت مولانا سید حافظ محمد بن خوروزار بحر العشق نوشاہی کے فرزند ارجمند اور مرید و خلیفہ اعظم و سجادہ نشین تھے۔ سب فرزندوں میں سے آپ کے ساتھ والد بزرگوار کی کمال محبت تھی۔ آپ کی پیدائش ۱۰۷۸ھ مطابق ۱۶۶۶ء میں اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے زمانہ میں بمقام ساہن پال شریف ضلع گجرات ہوئی۔

آپ نے پہلے اپنے والد ماجد سے قرآن مجید حفظ کیا۔ پھر موضع بچہ چپڑہ میں جو اس عہد میں مرکز علوم تھا چلے گئے۔ وہاں حافظ مفتی شکر اللہ اور مولانا مفتی محمد صدیق سے علوم معقول و منقول حاصل کئے ستائیس سال کے بعد وہاں سے فارغ التحصیل ہو کر دستارِ فنیت باندھی اور دینی و دنیوی مقاصد حاصل کر کے واپس آئے اور درگاہ نوشاہیہ میں مدرسہ کی بنا ڈالی اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ علم حدیث و فقہ میں وہ کمال تھا کہ علمائے وقت رشک کرتے تھے۔ وعظ و تقریر اس درجہ شیریں ہوتی تھی کہ سامعین پر حالتِ وجد طاری ہو جاتی تھی۔ فصاحت و بلاغت حد بیان سے باہر تھی۔ درس کے وقت بڑے لطیف نکات و معانی بیان فرماتے۔ آپ کو والدہ ماجدہ کی دعا تھی کہ تم ہر میدان میں مظفر و منصور ہو گے۔ چنانچہ ہر طرح کے علمی مناظروں اور مباحثوں میں آپ فتیاب ہوتے۔ ایک مرتبہ حافظ یار محمد کنگرہ کے جنازہ پر علمائے علاقہ نے آپ سے مناظرہ کیا۔ آپ سب پر غالب آئے۔

آپ نے حضرت شیخ عبدالرحمن پاک صاحب بٹہ پورہ کی زیارت بھی کی۔ وہ آپ کے حق میں فرمایا کرتے اس صاحبزادہ کی تاثیر بہت سخت ہوا کرے گی چنانچہ آپ جس کسی پر نگاہ توجہ ڈالتے۔ وہ مست و مہذب ہو جاتا اپنے والد بزرگوار جد امجد کی بیعت و وراثت سے آپ بھی درجہ قطبیت سے مشرف ہوئے۔ آپ علم تصوف و اشارت فقیر میں استاد کامل و مکمل تھے آپ فرمایا کرتے کہ فقیروں کے مراتب و منازل اپنے ہاتھ میں ہیں چراغ کی طرح دیکھتا ہوں۔ مجاہدہ و ریاضت سے کہیں فارغ نہ ہوتے سلطان اذکار آپ کو جاری تھا۔

آپ اکثر لاہور میں تشریف لے جایا کرتے اور اکابر مشائخ لاہور سے ملاقاتیں کیا کرتے غلامہ شریف عبدالحی بن فخر الدین حسنی مدیر سابق ندوۃ العلماء لکھنؤ نے اپنی کتاب نزہتہ الخواطر کی جلد ششم میں نمبر ۱۱ پر آپ کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے۔ "الشیخ الفاضل جمال اللہ بن برہنوردار بن محمد بن العلامہ ہوری۔"

آپ کے حالات سید شرافت نوشاہی کی کتاب اذکار نوشاہی سے لکھے گئے ہیں اس کے علاوہ ان کی کتاب شریف التواریخ کی دوسری جلد الموسوم بہ طبقات النوشاہیہ میں آپ کے مفصل حالات و کرامات لکھے ہوئے ہیں۔

ایک شخص تلامذہ نامی آپ کو تکلیف پہنچاتا۔ آپ کے منہ سے نکلا۔ "تلا نہ رہیں جھگانہ رہیں کلا" چنانچہ وہ باسکل غارت ہو گیا۔

آپ کی تصنیف سے ایک کتاب حقائق الآثار ہے جو سید شرافت نوشاہی نے مرتب کی ہے۔ آپ کے دو بیٹے تھے۔

۱۱) سید ابوسعید مرتاض متوفی ۱۱۶۶ھ مطابق ۱۷۵۲ء۔

۱۲) سید حافظ محمد حیات رباتی متوفی ۱۱۶۳ھ مطابق ۱۷۶۰ء۔

آپ کے خواص مریدین یہ تھے۔

۱۱) میر احمد خاں فوجدار گجراتی۔

(۲) میر جعفر خاں ہیلانی

۱۲) شیخ داناسیا لکھوی۔

(۳) چوہدری جمال بن ابوالخیر تارڑا گروہیہ۔

سید حافظ جمال اللہ فقیہ اعظم کی وفات بمرچونسٹھ سال بارہویں ربیع الآخر ۱۱۶۲ھ ۱۷۴۳ء میں بعد

سلطنت محمد شاہ بادشاہ ہونے پر مزار ساہن پال شریف ضلع گجرات گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

## ابوالفرح محمد فاضل الدین قادری بٹالوی بانی سلسلہ فاضلیہ

آپ ۱۶۶۰ء مطابق ۱۰۷۰ھ میں نورپور (چک قاضی) تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ سیالکوٹ اور لاہور کی تعلیمی درس گاہوں سے اکتسابِ علم کیا آپ کے والد محترم کا نام سید عنایت اللہ تھا جو اس زمانہ میں جاگیردار تھے ان کے اجداد میں سید بدیع الدین آغا عبد ہالیوں میں برصغیر پاک و ہند میں تشریف لائے تھے۔ آغا صاحب تحصیل شکر گڑھ میں مقیم ہوئے۔ حضرت ابوالفرح مزید تعلیم کے لئے دہلی جئے گئے۔ سید عنایت اللہ کو خان بہادر کا خطاب سرکار سے حاصل تھا۔ انہوں نے عربی اور فارسی علوم کی تحصیل مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی کے نواسہ ابوالحسن فتح محمد اور میاں محمد غوث لاہوری سے کی ہے۔

بارہویں صدی ہجری میں بٹالہ میں مشائخ کا ایک خاندان آباد ہوا جس کے جدِ اعلیٰ شیخ ابوالحسن علی بغدادی معروف بہ بدیع الدین شہید حسن الجیلانی ہیں آپ عراق سے ہندوستان آئے تھے ان کا مزار موضع بہاری من مضافات پنجاب میں ہے آپ کی اولاد میں سے حضرت فاضل الدین نے علم و فضل کی وجہ سے بڑی شہرت حاصل کی بیس سال کی عمر میں گھر سے نکلے اور بٹالہ میں امامت گزینی کر لی۔

قیامِ بٹالہ؛ مختلف جگہوں کی سیر و سیاحت کے بعد آپ بٹالہ شریف پہنچے۔ آپ نے لنگر بھی جاری کیا تھا۔ جس میں صبح و شام نیکمریوں افراد کھانا کھاتے تھے۔ پھر آپ نے اپنی خانقاہ میں مسجد مدرسہ اور مہمان خانہ بھی تعمیر کروائے۔ آپ لاہور بھی تشریف لائے تھے۔ آپ کی اولاد سے اب سید بدر محی الدین قادری دربار فاضلیہ اچھرہ میں مقیم ہیں۔

مرزا انور العین واقف فارسی شاعر کا مولد و منشا بٹالہ شہر ہی ہے۔ تاج العارفین حضرت عبدالنبی صاحب نقشبندی شامی قدس سرہ آپ سے ملنے کے لئے موضع شام چوراسی نزد جالندھر سے بٹالہ تشریف لائے تھے۔

بیعت؛ قیامِ بٹالہ میں ایک روز آپ کو حضرت ابو محمد قادری مرید حضرت طاہر بندگی نے ارشاد

فرمایا کہ کلانور کے شیخ محمد افضل قادری سے بیعت کرو چنانچہ آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ میں ان سے بیعت کی اور پھر بٹالہ شریف کو اپنا مستقل مسکن بنا لیا۔ جہاں فاضلیہ قادریہ حضرات کی بہت بڑی دنگاہ ہے۔  
نمونہ کلام:

ناہیں مرا چھٹ تم کوئی نظر سجالی یا نبی  
اس فضل سوں را کھو مجھ من عزل درجا العفا  
میں ہوں خرابی میں پڑا کالفعل سوء الخلق حیف  
اس شرم سوں مجھ مکھ نہیں حتی الی ضوالعفا  
ہے رین دن غفلت بڑی انظر سجالی یا نبی  
فریاد کرتا بر گھڑی انظر سجالی یا نبی  
اس غم سستی چھاتی سڑی انظر سجالی یا نبی  
ہے مرگ جی سر پہ کھڑی انظر سجالی یا نبی  
اس عشق سو کر پھیل جڑی انظر سجالی یا نبی  
فریاد کرتا بر گھڑی انظر سجالی یا نبی  
تصنیفات: لکھائے کہ عربی اور فارسی زبان میں آپ نے تقریباً ایک سو کتب تحریر کی ہیں۔ ان میں سے تصدیرہ غوثیہ حضرت غوث الاعظم پر آپ کی عربی اور فارسی شروح اور ترجمہ مواہب اللعین کے نام سننے میں آتے ہیں۔ آپ شاعر بھی تھے۔

وفات: آپ نے ۱۱۵۱ھ مطابق ۱۷۳۸ء میں بٹالہ شریف میں وفات پائی اور وہاں ہی مدفون ہوئے۔ یہ محمد شاہ زنگیلا بادشاہ دہلی کا زمانہ تھا۔ آپ کی عمر ۷۲ سال ہوئی « غم عام » تاریخ وفات سے۔

## قطب الاقطاب شیخ کمال قادری

آپ شیخ الاولیاء ملا محمد کے صاحبزادے تھے۔ ولادت ۱۶۶۵ء میں بھہد اوزنگ زیب عالمگیر میاں کوٹ نسل گوروا پلوہ میں ہوئی۔ اپنے والد گرامی سے ابتدائی بیعت قادری سلسلہ میں کی۔ اس زمانہ میں بٹالہ شریف میں خواجہ محمد افضل قادری کلانوری کے خلیفہ مجاز حضرت ابوالفرح محمد فاضل الدین قادری موجود تھے آپ ان کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے تھے اور فیض حاصل کیا تھا۔ دوسری بیعت آپ نے شیخ محمد نور قادری خلیفہ حضرت شیخ محمد افضل قادری کلانوری

سے کی جو اردو پنجابی زبان کے شاعر تھے اور جنہوں نے حضرت شاہ جیلان کی توصیف میں بہت سی منقبتیں لکھی تھیں۔

آپ کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ آپ نے جھنگی اور چھوٹی کھوٹی اور بڑی کھوٹی کے درمیان ایک طلبہ میں ریافت و عبادت اس قدر کی تھی کہ اس طلبہ کو ہی پیر طلبہ کہا جانے لگا۔ آپ کی ریافت اور عبادت انہر من الشمس تھی جب نواب عبدالصمد خاں دلیر جنگ ناظم لاہور اور بندہ بیراگی کی افواج میں گورداسپور اور کلا نور کے درمیان جنگیں ہوئیں۔ تو آپ مجاہدانہ طور پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ کفر کے خلاف معرکہ آرا ہوئے اور نمایاں کردار ادا کیا۔

آپ ہی لاہور تشریف لائے تھے اور یہاں کے بے شمار علماء اور صوفیاء سے ملاقاتی ہوئے تھے علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے۔ نیز نہایت خوش رو۔ خوش گو اور خوش خوش تھے۔ مزار منور اپنے خاندانی قبرستان میں جو کہ قصبہ میاں کوٹ کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ اپنے والد بزرگوار کی پائنتی میں برلب جو ہڑ مدفن ہوئے۔ وفات ۱۲۹۹ھ میں ہوئی۔

## شیخ محمد نور قادریؒ

آپ حضرت شیخ محمد افضل کلا نوری کے مرید اور خلیفہ اور سنت شیخ فاضل الدین قادری بٹالوی کے پیر بھائی ہیں۔ بٹالہ اور کلا نوری میں آپ کا آنا جانا تھا۔ نہایت نیک نفس بزرگ تھے اور علم سموت کے حقائق و معارف پر دستگاہ کامل رکھتے تھے متوکل اور مستغنی المزاج تھے۔ بیشتر لوگ ان کے حلقہ ارادت میں شامل تھے۔ پیر و مرشد کے ساتھ لاہور آئے تھے۔

آپ شاعر بھی تھے۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو۔

### نمونہ کلام

دربار میراں شاہ کے کہہ منتی مجھ سر بسر  
تم بن مرا کو یو نہیں میں دست عاسی کا پکڑ  
زحمت موجبہ مضطر کیا دیو و ثنا خود کم کر

بہر خدا تو اسے سببا بغداد باسریا کر  
ڈوبائیں غم کے چاہ سوں کر فضل مجھ بہر خدا  
روتائیں اپنے حال سوں غفلت کتی حیران ہویا

تیرے مرید جو خاص میں ان کے سگانکابوں میں لگ  
حق نے تو مجھے سرور کیا دیا میں تم سرتاج ہو  
پوچھا ہے کہ تحقیق میں عالی تری درجات ہے  
دامن لگے کی لاج تجھ سن عاجزی مجھ کی شاہ  
بن دیکھنے تجھ اے شاہ زندگی میری برباد ہے

بہر خداد مصطفیٰ کر کٹفت کی مجھ پر نظر  
ہو یا نہ کوئی نا ہو وے تیرے جیسا تادن حشر  
صدقہ علیٰ حسینین کا آ فرق مجھ کے قدم دھر  
محفوظ کر دل جان سوں دو جگ گوا میرے خطر  
چہر ا مبارک مجھ دکھا تجھ سوں ذرا دل و جان دسر

افضل سائیں نائب تیرے میرے پھڑے نے دستی

برکت اونہوں کے نام کی مجھ میں گواہ شور و شر

وفات: ۱۳۴۲ء کے لگ بھگ ہے۔

شیخ نصیر الحق قادری بٹالویؒ

آپ شیخ محمد فاضل الدین کے مرید تھے فارسی-اُردو-پنجابی اور ہندی کے شاعر تھے۔ نصیر  
یا نصیر تخلص تھا۔

لکھا ہے کہ ایک دفعہ شام چوراسی سے ایک آدمی بٹالہ گیا تو شیخ نصیر الحق نے اس سے  
دریافت کیا کہ کیوں بھائی عبدالغنی (تاج العارفین حضرت عبدالنبی نشتبندی شامی قدس سرہ) ایسے  
ہیں۔ اسی رات جناب سوں مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے پیر حضرت محمد فاضل کی معرفت  
اس پر عتاب فرمایا کہ تاج العارفین جو اپنے وقت کے قطب ہیں ان کا نام ہے ادبی سے کیوں لیا  
گیا چنانچہ شیخ نصیر الدین اپنے پیر و مرشد سنت محمد فاضل بٹالوی کو ساتھ لے کر شام چوراسی پہنچے  
اور حضرت تاج العارفین سے اس معاملہ میں معذرت چاہی تو فرمایا کہ آپ حضرات نے کیوں تکلیف  
فرمائی میں نے تو اسی وقت معاف کر دیا تھا۔ لاہور میں حضرت شیخ طاہر بندگی قادریؒ کے مرقد منور  
پر حاضر ہوتے تھے۔

نمونہ کلام

کو کر تسدق بالوں کا جھانکی دیو دیدار کی  
یاد مجھے دیو دکنس ہووے مکہ جنجال کی

یا غوث سید محی الدین پیتے خیر اس زار کی  
دیکھے بناں پیاسے سجن کیونکر کھنوں میں رین دن

وہ پیر او بے سب جگ کا شاہنشاہ ہے      وہ محی الدین دل خواہ ہے ہر خاک اس دیار کی  
فاضل سائیں کرنا کرم چرنوں لگی کی کرشم      لیاؤ مجھے دیو و حرم جہاں کی دیا کی  
کہ اے نصیر کیا کروں برسوں کی چمک میں جرموں      جنت نہ برگزوم بھروں یہ تصور ناگفتارہ کی

آپ نے پنجابی میں منظوم حلیہ مبارک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھا ہے۔ چند اشعار

اس طرح ہیں۔

صورت خاص نہ محرم کوئی آدم۔ جن۔ سرشتے  
لکھ یوسف اک وال نہ جیہا نہ کوئی حور سرشتے  
صورت پاک نبی دسے اتوں بندری گھول گھماواں  
لکھ لکھ واراں گہمت جاواں جے اک بھاتی پاواں  
بدن مبارک پاک نبی تے مکھی مول نہ مہندی  
سر دے اتے چھاؤں بدل دی نال ہمیشہ رہندی

حضرت فاضل الدین قادری کے مریدوں میں میاں امام بخش قادری بھی ہونے میں جن کا کلام ہی ملتا ہے اس کے علاوہ محمد حیات قادری کا نام بھی اس صفحہ میں شامل ہے۔ وہ بھی اکثر ہندی اشعار کہتے تھے۔  
شیخ محمد حاجی قادری بھی حضرت ابو الفرج محمد فاضل الدین قادری کے مریدین میں سے تھے۔  
آپ کے نام پر بنالہ میں نصیر اور واڑہ مشہور ہے۔

وفات سنہ ۱۲۴۷ کے قریب ہے۔

شیخ عبدالرحمان المعروف پاک رحمان قادری نوشاہی

حضرت پاک رحمان بمقام بھٹری ہراواں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام شیخ صالح محمد بن شیخ منصور تھا اور والدہ کا نام سلطان بیگم تھا۔ سید شرافت نوشاہی صاحب نے اپنی کتاب 'شاہ عبدالرحمان پاک' میں آپ کی تاریخ ولادت سنہ ۱۱۹۹ مطابق ۱۷۸۵ء بعہد اکبر بادشاہ لکھی ہے۔

اس زمانہ میں حضرت شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش، خلیفہ حضرت سخی شاہ سلیمان نوری قادری کا بہت شہرہ تھا۔ ایک مرتبہ وہ سیروبیاحت کرتے ہوئے بھڑی پہنچے۔ آپ کی عمر اس وقت چار سال تھی ان کے منظور ہوئے۔ والدین نے آپ کو ان کا مرید کر دیا۔ آپ کچھ عرصہ حضرت نوشاہ غالباباہ کی خدمت میں رہے علوم باطنی میں کمال پایا۔ ریاضات و مجاہدات انجام دیئے۔ پیر و شہنشاہ نے خلافت دے کر آپ کو بھڑی بھیج دیا۔

آپ کے زمانہ سے کافی عرصہ پہلے یہ آبادی رنگن پور ڈلا کے نام سے موسوم تھی مگر زلزلوں سے تباہ ہو گئی تھی۔ مسی ملک قوم ہرنے اس کو آباد کیا۔ تو یہ بھڑی ہراواں سے معروف ہوئی۔ جب آپ کے یہاں آنے سے اس کی آبادی میں رونق آگئی تو یہ آپ کے نام پر بھڑی شاہ رحمان مشہور ہو گئی ورو لاہور، آپ سماع سنتے تھے اور وجد کرتے تھے جو حافظہ بر خور وار مفتی پر گنہ بچہ چھٹا کو ناگوار گزرا۔ اس نے ناظم لاہور اور قاضی القضاة قاضی عبدالرحمن مفتی اعظم لاہور کو شکایت لکھ بھیجی نواب صاحب نے آپ کو لاہور طلب کیا تاکہ شرعی احتساب کیا جائے۔ آپ شیخ صالح محمد شاہ غریب اور میاں علی قوال کی معیت میں لاہور پہنچے۔ پہلے حضرت دانا گنج بخش کے مرقد منور پر حاضری دی پھر اپنے مرید مرزا احمد بیگ لاہوری کے ہمراہ شاہی مسجد لاہور میں تشریف لے گئے۔ جہاں اسی معاملہ پر اجتماع ہوا تھا آپ نے سماع اور وجد کے متعلق بہترین دلائل دینے، تو وہ سب قائل ہو گئے اس موقع پر قاضی القضاة لاہور نے آپ سے خلافت پائی پھر آپ کچھ عرصہ اندرون بھائی دوازہ بازار حکیمان میں ایک کمرہ میں مقیم رہے۔ آپ کی وہ چلہ گاہ اب تک موجود ہے۔ آپ پٹے پرانے کپڑے پہنتے تھے۔ مگر جب لاہور تشریف لانے تھے تو مرزا احمد بیگ نے نئے کپڑے اور عمدہ جوتا نذر کیا جو آپ نے زیب تن فرمایا تھا۔ سیروبیاحت، آپ لاہور کے علاوہ پنجاب کے دوسرے علاقوں مثلاً سیالکوٹ، پاک پٹن شریف، ساہن پال وغیرہ بھی تشریف لے گئے اور وہاں کے علماء اور بزرگان سے ملاقاتیں کیں۔

آپ کے مرشد طریقت حضرت نوشہ گنج بخش نے آپ کو پاک کے خطاب سے نوازا تھا۔ آپ کے بے شمار مرید اور خلیفہ بنے جن میں سے سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان نوشاہی، حکیم عبدالمجید المعروف حکیم صاحب (نواسہ) میاں محمد بختا در صاحب (نواسہ) قاضی عبدالرحمن مفتی اعظم لاہور وغیرہ بہت مشہور ہیں۔

عادات و اطوار؛ آپ بچپن سے ہی راست گو اور خدا پرست تھے۔ ریاضت نفس کے بڑے قائل تھے اور اس کو نجات کا باعث خیال کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ نفس کے ساتھ جہاد کرنا جہاد اکبر ہے۔ اس کو ہر طرح کی تکلیفیں اور اذیتیں پہنچا کر اپنے زیر فرمان کرنا چاہیے چنانچہ صفات محبت ان پر ایسی غالب تھی کہ کھانا پینا سونا۔ آپ کا موقوف ہو گیا سماع کا آپ کو بہت شوق تھا اور دجہ کے وقت آپ کی ایسی حالت ہو جایا کرتی تھی کہ لوگوں کو آپ کے مرگ کا یقین ہو جایا کرتا تھا۔

اولاد آپ کے ہاں تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں جن میں سے ایک کی شادی حضرت ابراہیم صاحب المعروف عبدالرحیم سے ہوئی جو آپ کے رشتہ دار تھے۔ اس صاحبزادی کے انتقال کے بعد دوسری صاحبزادی کی شادی بھی آپ نے حضرت ابراہیم صاحب سے ہی کی جن سے تین صاحبزادے (۱) عبدالحکیم (۲) حضرت جیو اس (۳) اور حضرت دولا محمد زمان پیدا ہوئے۔ حضرت عبدالرحیم کے صاحبزادے حضرت دولا محمد زمان حضرت نوشہ صاحب کے پوتے حضرت شاہ عصمت اللہ کی بیعت تھے۔ تعلیم کے لئے یہ لاہور تشریف لے گئے وہاں علوم ظاہری کی تکمیل کی غیر شرعی لوگوں سے سنت متنفر تھے۔ آپ نے زر کثیر کے سرف سے اراضی خرید کر دربار حضرت شاہ رحمن کے نام لگوائی تاکہ دربار کا خرچ چل سکے۔ آپ شاہ رحمن ثانی ثابت ہوئے آپ نے سلسلہ قادریہ نوشاہیہ رحمانیہ کی شاخ ڈالی۔

وفات ۱۱۱۵ھ مطابق ۱۷۰۳ء میں بعد اورنگ زیب شہنشاہ دہلی بھری شاہ رحمن میں ہوئی۔ جو ضلع گوجرانوالہ میں واقع ہے۔ بھری شاہ رحمن عاقل آباد سے آٹھ میل دور منجانب شمال مشرق گوجرانوالہ روڈ سے قریب دو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

مقبرہ آپ کا آنجناب کی وفات سے ۱۲ برس بعد تعمیر ہوا۔ آپ کو مقبرہ کے اندر صندوق میں بند کر کے دفن کیا گیا۔ روضہ تک پہنچنے کے لئے تین سیڑھیوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اب مرتد منور اور خانقاہ محکمہ اوقاف کی تولیت میں ہے۔

### شیخ پیر محمد المشہور حضرت پھیا ر فادری نوشاہی رح

آپ گگھر قوم سے تعلق رکھتے تھے سلسلہ نسب ایران کے کیانی سلاطین سے جتا ہے وہ بزرگوار کا نام ملک وارث خاں تھا جو علاقہ پوٹھوہار کے ایک گاؤں نرالی تحصیل گوجرانوالہ ضلع راولپنڈی

کے ایک رئیس خاندان سے تعلق رکھتے تھے شیخ پیر محمد کی ولادت بھی اسی گاؤں میں ہوئی۔ آپ ابھی چھوٹے ہی تھے کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا جو ایک قومی جنگ میں شہید ہو گئے تھے پنانچہ والد گرامی کی شہادت کے بعد آپ کی پرورش کی ساری ذمہ داری آپ کی والدہ ماجدہ کے پر ہوئی۔ سن بلوغت میں قدم رکھتے ہی آپ تلاش مرشد میں نکل کھڑے ہوئے اور سفر کی مصوبتیں جھیلے وزیر آباد پہنچے اور وہاں سے دریائے چناب کے کنارے ایک گاؤں کالیکی میں یاد الہی میں مصروف ہو گئے۔ والدہ ماجدہ آپ کو تلاش کرتی ہوئی وہاں پہنچ گئیں اور واپس جانے کے لئے کہا مگر آپ نے انکار کر دیا جس پر وہ بھی آپ کے ساتھ وہاں ہی مقیم ہو گئیں۔ پنانچہ مائی صاحبہ نے باقی عمر وہیں بسر کی اور وہاں ہی وفات پائی۔ والدہ کی وفات کے بعد آپ سانبیا شریف حضرت حاجی عمر نوشہ گنج بخش قادری کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور ان کے حلقہ اداوت میں ہو کر رہ گئے۔ کچھ عرصہ وہاں قیام کیا۔ پھر شیخ کی اجازت سے نوشہرہ میں سکونت اختیار کی۔ یہ نوشہرہ گجرات شہر سے دس میل کے فاصلے پر مشرق کی جانب دریائے چناب کے کنارے واقع ہے۔ آپ مدینۃ الاولیاء لاہور میں تشریف لائے تھے۔

وفات ۱۱۲۰ھ مطابق ۱۷۰۸ء میں بعد بہادر شاہ بادشاہ دہلی ہوئی۔

مزار اقدس نوشہرہ میں واقع ہے جو گجرات شہر سے دس میل کے فاصلے پر دریائے چناب کے کنارے آباد ہے۔

## حافظ قائم الدین برقداز قادری نوشاہیؒ

حضرت شیخ پیر محمد سچیار نوشہروی کے اکابر خلیفوں میں سے تھے۔ سبزواری سادات سے ہیں۔ آپ کے بزرگ فارس سے لاہور آنے والے ہیں۔ اجداد سن آئے۔ پیدائش پاک تین میں ہوئی۔ بچپن میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا۔ حضرت بابا فرید حشتی کی بشارت سے آپ نے حضرت پیر محمد سچیار نوشاہی کی خدمت میں جانے کا عزم کر لیا۔ پنانچہ آپ نوشہرہ شریف پہنچے اور آپ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ آپ لاہور میں تشریف لائے تھے۔

آپ کئی مرتبہ لاہور میں اپنے پیر بھائی شیخ شہبیر قلندر کے پاس تشریف لاتے رہے اور

جب کبھی نوشہرہ شریف جاتے تو لاہور سے گذر کر ہی جایا کرتے۔

آپ کے مفصل حالات سید شرافت نوشا ہی نے شریف التواریخ کی تیسری جلد کے دوسرے حصہ موسوم بہ لطایف الاخبار میں درج کئے ہیں۔

آپ کے بے شمار خلفاء تھے۔ مشہور یہ تھے۔ ۱۱، شاہ عبدالغفور جالندھری۔ ۲۔ سید میرکلان گیلانی ساکن رکھیاہ شریف علاقہ پوٹھوہار۔

تاریخ وفات تائیسویں ربیع الثانی ۱۱۵۵ھ مطابق یکم جولائی ۱۷۴۲ء بعہد محمد شاہ بادشاہ دہلی ہوئی۔

مزار اقدس پاک تین میں واقع ہے۔ آپ کا گنبد آپ کے خلیفہ اعظم شاہ عبدالغفور جالندھری نے تیار کروایا تھا۔

## بلھے شاہ قادری شطاریؒ

آپ حضرت شاہ عنایت قادری لاہوری کے جلیل القدر خلفاء میں سے ہیں۔ سلسلہ ارادت اس طرح ہے۔ سید بلھے شاہ قادری مرید شاہ عنایت قادری مرید شاہ محمد رضا قادری۔ مرید شیخ محمد فاضل قادری لاہوری۔ مرید شیخ الہ داد قادری اکبر آبادی مرید شیخ محمد جلال مرید سید نور زین العابدین مرید شیخ عبدالغفور مرید شیخ وجیہ الدین گجراتی مرید شاہ محمد غوث گویاری۔ آبائی وطن آپ کا اوچ شریف تھا۔ اور حضرت سید مخدوم محمد غوث گیلانی ادچی حلہی کی اولاد سے ہیں۔ والد ماجد کا نام سخی شاہ محمد درویش ہے جو اوچ سے ساہیوال کی طرف آئے۔

لاہور میں آئے۔ جب آپ لاہور تشریف لائے تو آپ نے شاہ عنایت قادری لاہوری سے ادچی مسجد اندرون بھائی دروازہ میں بیعت کی جو ان کے خاندان کی تولیت میں تھی۔

بلھے شاہ کی ولادت بقول مسر آسپورن ۱۶۶۷ء تحریر کی ہے۔ نہایت عابد و زاہد بزرگ تھے اور اکثر آپ پر جذب و سکر کی کیفیت طاری رہا کرتی تھی۔ جب آپ ذرا بڑے ہوئے تو ان کے والد ماجد نے کچھ گھر بلوے مجبوروں کی بنا پر گاؤں چھوڑنے کا ارادہ کر لیا اور ساہیوال کے ایک گاؤں ملک وال آگئے۔ پھر وہاں سے پانڈو بھٹی چلے گئے اور انہوں نے یہاں آکر چوہدری پانڈو بھٹی کی

درخواست پر گاؤں کی مسجد کی امامت اور درس کی ذمہ داری قبول کر لی۔ اور بلتے شاہ کو قصور میں خواجہ غلام مرتضیٰ قصوری کے پاس بھیج دیا۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ آپ مسجد کوٹ قصور کے طلباء میں سے تھے خواجہ صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے دو عجیب شاگرد ملے ہیں ایک بلتے شاہ جس نے علم حاصل کر کے سارنگی پکڑ لی اور دوسرے سید وارث شاہ جس نے عالم ہو کر میرا نبھا کے گیت لکھنے اور گانے شروع کر دیئے۔ اس افراتفری اور انتشار کے زمانہ میں بابا بلتے شاہ نے قصور کو اپنا مرکز بنایا کیونکہ یہی وہ شہر ہے جہاں سے سکھوں کی دو مثلیں بھنگیوں کی مثل اور کنہیوں کی مثل پیدا ہوئیں۔

شاعری ۱۔ آپ پنجاب کے مشہور صوفی بزرگ اور شیریں نوا شاعر تھے۔ آپ نے پنجابی زبان کی کافیوں میں معرفت کے وہ دریا بہانے ہیں کہ ان کا نام خدا رسیدہ بزرگوں اور مجذوبوں میں بیا جاتا ہے۔ پاکستان بھر میں ان کی کافیاں زبان زد عام و خاص ہیں جب بلتے شاہ نے شاعری شروع کی تو آپ کے مرشد کو اس کا علم ہو گیا چنانچہ وہ خفا ہوئے مگر جب آپ کے اشعار سنے تو ان کو اطمینان ہو گیا۔ آپ کے کلام میں اٹھارہویں صدی کی افراتفری اور جنگ و جدل کے اثرات موجود ہیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب مغلیہ خاندان کی ثقافتی قدریں تہ و بالا بوجھتی تھیں۔ مسلمانوں میں وحدت ملی کا جذبہ مفقود تھا۔ معاشرہ ہر قسم کی اجتماعی اور اخلاقی گراؤ میں مبتلا تھا کنہیوں کی مثل کا بانی بے شک موضع کا بنہ ضلع لاہور کا رہنے والا تھا۔ یہ قصبہ قصور کے قریب واقع ہے۔ قصور اور اس کے مضافات میں اس مثل کے ظالموں نے کیا کیا ظلم و ستم ڈھائے ہوں گے اور ان تباہ کاریوں سے بلتے شاہ نے کیا تاثر لیا ہو گا آپ کی شاعری سے اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ آپ کے کلام میں بڑی سادگی ہے آپ کا کلام پنجاب کی روح کی آواز ہے۔ ذات الہی سے آپ کو عشق تھا اور اس عشق سے سرشار ہو کر اپنے اپنے کلام میں خدا سے باتیں کی ہیں۔ آپ کا کلام ادبی اور معنوی خوبیوں سے مالا مال ہے اشعار میں سچے عہد کی لائقانیت اور مظالم کی بھرپور عکاسی کی گئی ہے۔

یہاں محمد صاحب مصنف سیف الملوک آپ کے متعلق یوں لکھتے ہیں۔

بلتے شاہ دی کافی سن کے تڑپدا کُفسا اندر دا

وحدت دے دریا دے اندر ادوی تردا

جس طرح لاہور کو داتا کی نگری کہا جاتا ہے۔ اسی طرح قصور کو پتھے شاہ کی نگری کہا جاتا ہے۔

نمونہ کلام

در کھلا حشر عذاب دا      بُرا حال ہو یا پنجاب دا  
وہج      ہادیہ دوزخ ماریا      سانوں آبل یار پیاریا

بھوٹ اکھاں تے کچھ بچدا اے      سچ اکھاں بھانہڑ مچدا اے  
جی دوہاں گلاں تو جچدا اے      پنج پنج کے جیہا کہندی اے  
مُنہ آئی بات نہ رہندی اے

مُلاں مینوں سبق پڑھایا      انہوں اگے کچھ سمجھ نہ آیا  
او تے بے ہی بے پکار دا اسی  
مُلاں مینوں مار دا اسی

پٹنہ پڑھ نفس نماز گذاریں      اچتیاں بانگاں چانگاں ماریں  
منبر چڑھ کے وعظ پکاریں      تینوں کیتا جسرس خوار  
علموں بس کریں او یار  
علموں بس کریں او یار

حضرت مولانا سید حافظ محمد حیات ربانی نوشاہی قدس سرہ  
ساہن پال شریف۔ ضلع گجرات

آپ شمس المقربین۔ سراج السالکین۔ زبدۃ الاتقیاء۔ خاتم الاولیاء۔ بدرِ طریقت۔ ضیاء حقیقت  
صاحب علم و حلم و ذوق و شوق تھے۔

آپ کا نام محمد حیات۔ لقب ربانی تھا۔ آپ شہباز پنجہ ید اللہ حضرت مولانا سید حافظ جمال اللہ

فقیر اعظم نوشاہی کے فرزند ارجمند اور مرید و خلیفہ اعظم و سجادہ نشین تھے۔ اپنے تمام برادران ہم  
جہی میں علم و فضل اور معرفت میں لاثانی اور صاحب کمالات ظاہری و باطنی تھے۔ آپ نے علوم  
ظاہری کی تحصیل اپنے والد بزرگوار سے کی۔ قرآن مجید حفظ کیا۔ تفسیر حدیث۔ فقہ تصوف اور طب  
میں کمال حاصل کیا۔ سلوک قادریہ پورا کر کے والد ماجد سے خلافت حاصل کی۔ نیز اپنے عم بزرگ  
حضرت سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان نوشاہی سے خرّۃ تبرک پایا۔ فن کتابت نسخ اور نستعلیق  
میں بھی آپ کو خاص مہارت تھی۔ آپ نے دور دور تک سیاحت کی۔

آپ ایک مرتبہ شاہجہان آباد میں تشریف لے گئے۔ راستہ میں چند عرصہ لاہور ٹھہرے اور  
اپنے ہم جہی بھائی سید صبغتہ اللہ نوشاہی لاہوری کے ہاں مقام رکھا۔ شاہجہان آباد کے بزرگوں  
اور مشائخ سے ملاقاتیں کیں۔ اور وہاں کے لوگوں کو فیض نوشاہی سے مستفیض فرمایا۔ خواجہ مولانا  
فخر الدین فخر جہان چشتی نظامی سے بھی ملاقات کی۔

آپ نہایت فیاض غریب پرور مسکین نواز تھے۔ آپ کا دروازہ ارباب حاجت کے لئے ہر  
وقت کھلا رہتا۔ ایک مرتبہ موضع اگر دیہ کا ایک آدمی قتل کے جرم میں ماخوذ ہوا۔ چونکہ اس کے  
عیال و اطفال خورد سال تھے آپ نے ازراہ غریب نوازی ایک ہزار روپیہ اس کا خون بہا  
ادا کر کے اس کا جرم اس کے وارثوں سے بخشتوا لیا۔

آپ اجابت دعا اور کشف و کرامت میں منصب عالی رکھتے تھے۔ مشائخ معاصرین نے  
آپ کے سکر ولایت کو تسلیم کیا ہوا تھا۔ اپنے والد ماجد کے بعد مدرسہ نوشاہیہ کے مدرس اعلیٰ  
آپ ہی تھے۔ علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم سے اکثر مخلوق کو نوازا۔ آپ کے زمانہ سجادگی و خلافت  
میں سنہ ۱۱۸۰ھ ایک ہزار ایک سو ستر ہجری میں حضرت نوشاہ عالیجاہ کاموار شریف دوسری جگہ  
منتقل ہوا۔

آپ کے حالات کتاب اذکار نوشاہیہ مصنفہ سید شرافت نوشاہی میں سے لئے گئے ہیں۔  
اگر آپ کے مفصل حالات مطلوب ہوں تو کتاب شریف التواریخ کے جلد دوم موسوم بہ طبقات النوشاہ  
میں ملاحظہ کریں۔ جو سید شرافت کی مشہور تصنیف ہے۔

آپ صاحب تصنیف و تالیف تھے۔ مندرجہ ذیل کتابیں آپ کی یادگار ہیں۔

- ۱- تذکرہ نوشاہی سال تصنیف ۱۱۴۶ھ - حضرت نوشتر صاحب اور ان کے خلفاء کا تذکرہ۔
- ۲- مجمع اللطائف - رموز و نکات تصوف بطور سوال و جواب۔
- ۳- شرح اسماء ربیعین - خدا تعالیٰ کے چالیس ناموں کی شرح۔
- ۴- رسالہ سماع - حدیث و فقہ کی رُوس سے سماع کا جواز۔
- ۵- ترویج القلوب - آپ کی مختلف تحریرات کو سید شرافت نوشاہی نے مرتب کیا ہے۔  
آپ کے چار بیٹے تھے۔

- ۱- سید حافظ نور اللہ متوفی ۱۲۲۹ھ مطابق ۱۸۱۳ء
  - ۲- سید ضیاء اللہ رسول نگرئی - متوفی ۱۲۳۲ھ مطابق ۱۸۱۹ء
  - ۳- سید مراد اللہ
  - ۴- سید عبداللہ
- آپ کے خواص مریدین یہ تھے۔

(۱) شیخ عبدالرحمن دہلوی

- (۲) چوہدری برخوردار بن جمال خاں تارڑ ساکن اگروہ ضلع گجرات۔
- (۳) چوہدری محمد باقر بن محمد امین تارڑ ساکن اگروہ ضلع گجرات۔
- (۴) چوہدری اختیار خاں بن گل محمد تارڑ ساکن اگروہ ضلع گجرات۔

حضرت مولانا سید حافظ محمد حیات ربانی نوشاہی کی وفات ۱۱۷۳ھ مطابق ۱۷۶۰ء میں بعد عالمگیر ثانی ولد جہاندار شاہ ہوئی۔ مزار ساہن پال شریف، ضلع گجرات، گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

## وارث شاہ قادری

ولادت سید صاحب کی جنڈیالہ شیرخان ضلع شیخوپورہ میں ہوئی۔ جب ذرا بڑے ہوئے تو برائے تعلیم آپ قصور چلے گئے۔ اور وہاں مولانا غلام محی الدین جامع مسجد کوٹ قصور سے فیض حاصل کیا۔ پھر آپ حضرت مولانا خواجہ غلام مرتضیٰ قصوری کے شاگردوں میں شامل ہو گئے

حضرت بلتے شاہ قادری بھی اس موقع پر آپ کے ساتھ تھے۔ یہاں سے عدم ظاہری و باطنی کی تکمیل کر کے پاک پن چلے گئے۔ اور حضرت باوا فرید گنج شکر کی بارگاہ سے باطنی فیوض و برکات حاصل کئے۔ اس کے بعد مختلف شہروں کی شہر لوروی کرتے اور لاہور سے ہوتے ہوئے آپ جنڈیالہ شیرخاں چلے گئے۔ اور وہاں سے تارک الدنیا ہو گئے۔ آپ احمد شاہ ابدالی کے حملوں کے وقت حیات تھے۔

وفات و وفات سے مطابقت میں بقام جنڈیالہ شیرخاں ہوئی اور وہیں دفن ہوئے  
 مؤلف کتاب ۱۹۶۱ء میں آپ کے سالانہ عرس پر گیا۔ آپ کی قبر ایک چار پانچ فٹ اونچے  
 احاطہ میں گاؤں کے باہر واقع ہے۔ اس چوکھنڈی میں آپ کی قبر کے علاوہ آپ کے والد گل شیر شاہ  
 اور بھائی قاسم شاہ کی قبور ہیں۔ آپ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ آپ کے بھائی کی اولاد سے اب خیر شاہ  
 ولد ولایت شاہ ولد گلاب شاہ ولد حسن شاہ ہیں جن سے ملاقات ہوئی تھی۔

## شاہ ولی اللہ قادری شطاریؒ

شاہ ولی اللہ صاحب کے ابتدائی حالات دستیاب نہیں ہو سکے۔ غالباً آپ دہلی کے رہنے  
 والے تھے۔ جب لاہور آئے تو اپنے بزرگان سے ملاقات کر کے واپس اپنے وطن چلے گئے تھے  
 جہاں مستقل اقامت گزینی تھی۔

ورود لاہور: آنجناب لاہور میں خواجہ محمد سعید قادری شطاری (مدفون بنک اسکوائر نیلہ گنبد لاہور)  
 کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے رہے۔ حاجی محمد سعید کے حالات میری تالیف "لاہور میں اویانے  
 نقشبند کی سرگرمیاں" میں ملاحظہ فرمائیں۔ ان کی وفات لاہور میں ۱۳۵۲ھ میں ہوئی تھی۔

## حضرت شاہ مراد قادری نوشاہیؒ

وڑاپنچ قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ موضع چوپالہ ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔  
 بیعت: آپ نے شیخ پیر محمد سچیار خلیفہ حضرت نوشاہ گنج بخش سے سلسلہ قادریہ میں بیعت

کی اور مرشد کے حکم سے شرقپور تشریف لائے۔ لاہور بھی اکثر و بیشتر آتے رہے۔ اپنے عہد کے مشائخ اور صوفیاء میں بلند مقام رکھتے تھے۔ تادمِ زلیت شرقپور میں مخلوقِ خدا کی ہدایت اور نشرو اشاعتِ اسلام میں مصروف رہے۔

مزار پرنوار شرقپور شریف میں ہے۔ وصال ۱۱۶۶ھ مطابق ۱۷۶۲ء میں ہوا۔ عُم ۱۱۰ سال

## سیدِ سلام قادری فاضل

آپ کی ولادت بٹالہ شریف میں ہوئی۔ والدِ مکرم کا نام سید ابوالفرح محمد فاضل الدین تھا۔ آپ ان کے فرزندِ اکبر تھے۔ مدرسہ قادریہ فاضلیہ بٹالہ شریف سے اکتسابِ علم کیا۔ اور اپنے والدِ گرامی سے بیعت کی۔ والد کی وفات کے بعد سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ گورنر لاہور آپ کا ارادت مند تھا اور آپ اکثر ان کے پاس لاہور تشریف لاتے تھے۔

آپ نے ”رمز العشق“ ایک کتاب تصنیف کی جو کہ تصوف سے متعلق ہے۔ علم و عمل۔ زہد و تقویٰ۔ ریاضت و مجاہدات اور حال و حال میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ لقب آپ کا اہل اللہ تھا تصوف پر ایک کتاب صفاء المرآت بھی ہے۔ ثنوی رمز العشق مصنف کے مرید اور بلدِ نسبتی محمد جان نے تحریر کی ہے۔ جو کتابت کا پیشہ کرتے تھے۔

نمونہ کلام:

دینِ دُنی کا پُشت پناہ	والی میرا فاضل شاہ
قلبِ حقیقت شمسِ یقین	نائب سید محیی الدین
عارف کا بلِ دل آگاہ	نور محمد سیرالہ
اولِ آخر ظاہر باطن	ہاتھ ہمارے اس کا دامن
نابیں اُس بن میرا کوئیو	اس کا ہوں میں اُس کا چیرا
اپنے شہ کالے کر نام	کیا رمز العشق تمام

وفات: وفات آپ کی ۵ ربیع الثانی ۱۱۶۶ھ مطابق ۱۷۶۲ء میں ہوئی اور اپنے آبائی

قبرستان بنالہ شریف میں دفن ہوئے۔

مزارِ اقدس؛ مزارِ اقدس بنالہ شریف ضلع گورداسپور بھارت میں ہے۔

## بابا شیخ لاہوریؒ

ولادت ۱۲۴۲ھ مطابق ۱۸۲۶ء ہے۔ آپ حضرت قطب الدین مودود چشتی بن خواجہ ابویوسف چشتی کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد حضرت نصر محمد لاہوری میں قیام فرما تھے اور حضرت میاں مہر قادری لاہوری کے خدام میں شامل تھے۔ آپ حضرت میاں میر قادری کی دُعا و برکت سے تولد ہوئے۔ کیونکہ بڑھاپے تک آپ کے والد مکرم کے گھر اولاد پیدا نہ ہوئی تھی۔ حضرت میاں میر نے آپ کا نام شیخ احمد رکھا۔ جو بعد میں بابا شیخ لاہوری کے نام سے مشہور ہوا۔ پانچ سال کی عمر میں آپ نے قرآن مجید پڑھا۔ گیارہ سال کی عمر میں حفظ کر لیا۔ پھر سندھ چلے گئے۔ پیر مہر محمد بقتا مرشد قبیلہ پگارو کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے۔ اور خلافتِ حال کی بعد ازاں آپ واپس اپنے وطن جھنگ صدر آ گئے۔ اور وہاں اپنا ڈیرہ قائم کر لیا۔ بے شمار کرامات آپ سے وقوع میں آئیں۔ آپ نے تمام عمر شادی نہیں کی۔ ”تذکرہ اولیائے جھنگ“ میں آپ کے مزید حالات ملاحظہ فرمائیں۔

وفات؛ وفات ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۹۰۰ء ہے۔ مزارِ اقدس جھنگ صدر میں ہے۔ جس جگہ آپ کی رہائش تھی وہاں ہی مدفون بنا۔ قیامِ پاکستان کے بعد پانی پت کے ایک صاحب مفتی عبدالرحیم نے یہ جگہ حاصل کر لی اور یہاں ایک مسجد تعمیر کروائی۔ اور بابا صاحب کا مزار مسجد کے صحن میں شامل کر لیا۔ جب مفتی صاحب فوت ہوئے تو ان کو بھی بابا صاحب کے ساتھ ہی دفن کر دیا گیا۔

## سید میر شاہ شاہ قادریؒ

آپ حضرت شاہ محمد غوث قادری لاہوری کے فرزند تھے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ پھر پشاور، افغانستان اور پنجاب کے علاقے کرام سے بھی علوم متداولہ میں سند حاصل کی۔ بیعت حضرت شاہ محمد غوث سے کی۔ پھر آپ نے جہلم سے ۲۵ میل اندر

کی طرف تحصیل پنڈ وادون خاں میں گرجاک پہاڑ میں جا کر اشاعت اسلام کا کام شروع کیا۔ یہاں ہی شادی کی۔ آپ نہایت عارف کامل بزرگ تھے۔

وفات ۱۱۸۲ھ مطابق ۱۷۶۹ء میں ہوئی اور وہیں دفن ہوئے۔

### شاہ عبدالغفور قادری نوشاہیؒ

آپ سلسلہ نوشاہیہ کے بہت بڑے بزرگ تھے اور جالندھر میں نشر و اشاعت اسلام میں مصروف رہے۔ لاہور بھی تشریف لائے تھے۔

آپ اپنے طالبوں کو پہلے قصیدہ غوثیہ کا چلہ کراتے تھے۔

وفات ۱۱۸۶ھ مطابق ۱۷۷۲ء میں بمقام جالندھر ہوئی۔ جیسا کہ سید شرافت نوشاہی کی کتاب شریف التواریخ کی تیسری جلد کے تیسرے حصہ موسوم بہ معارف الابرار میں ہے۔

مزار شریف جالندھر میں ہے۔ بسنتی دانشمندان میں ہے۔

### میر محمد زکریا قادریؒ

نام محمد زکریا ولد میر محمد چاریؒ حضرت سید عبدالقادر جیلانی کی نسل پاک سے تھے۔ آپ کے

والد گرامی مولانا میر محمد سلطان اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں لاہور میں خاص منصبدار تھے۔ بعد

ازاں ابھی آپ خود دس سال ہی تھے کہ آپ کے والد مولانا میر محمد سلطان اورنگ زیب عالمگیر کے محل

میں عین عید کے دن شہید کر دیئے گئے آپ کی تعلیم و تربیت نواب عبدالصمد خاں لاہوری

کے ذمہ ہوئی۔ تکمیل علوم لاہور کے علماء و فضلاء سے کی۔ بعد تکمیل علوم منصبدار ہوئے۔ امر او میں

سے ہونے کے باوجود شریعت کے اتباع کا خاص خیال رکھتے تھے ایک دفعہ ملتان گئے تو وہاں اپنے

فرائض زکریا خاں کو دیکھا جو پہلے فاسق و فاجر تھا۔ مگر اب نہایت دیندار بنا ہوا تھا۔ اس کے

کہنے پہ لاہور میں مولانا میر محمد زکریا لاہوری کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بیعت کی۔

بعد ازاں لاہور سے ترک سکونت کر کے دہلی چلے گئے۔ اور جامع مسجد کے قریب اقامت گزین

ہوئے۔ ۹ ذی قعدہ ۱۱۸۸ھ مطابق ۱۷۷۴ء وصال فرمایا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی کی مسجد

کے عقب میں احاطہ سنگین میں دفن ہوئے۔ مزار کے طاق پر سنگ مرمر پر نام کندہ ہے۔ آپ اپنے زمانہ کے قطب تھے۔ مشائخ کرام دہلی حضرت مرزا مظہر جان جاناں مجددی۔ حضرت شاہ غلام سادات صابری۔ شاہ عبدالحکیم نقشبندی۔ حضرت مولانا فخر جہاں چشتی۔ حضرت خلیفہ عبدالرحمن نقشبندی۔ آپ کی بہت عزت و تکریم کرتے تھے۔

وفات ۱۱۸۸ھ مطابق ۱۷۷۴ء ہے۔

مزار اقدس دہلی میں ہے۔

### سید عبدالقادر قادریؒ

ولادت ۱۱۱۸ھ مطابق ۱۶۹۸ء ہے آپ کا سلسلہ نسب ۲۶ واسطوں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور سولہ واسطوں سے حضرت غوث الاعظم تک پہنچتا ہے۔ آپ کے والد محترم سید مدبراہیم بارگاہ غوثیہ کے سجادہ نشین سید محمد یسین کے خدام میں شامل تھے سات سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ ختم کیا۔ اور دس سال کی عمر میں حفظ کر لیا۔

ورود لاہور؛ محمد شاہ بادشاہ دہلی نے بارگاہ غوثیہ کے سجادہ نشین سید محمد یسین سے بغداد میں درخواست کی کہ ایک تبلیغی وفد ہندوستان میں روانہ کریں۔ اور خود بھی تشریف لائیں چنانچہ اس درخواست پر آپ کے ساتھ دس بزرگان دین پر مشتمل ایک قافلہ براستہ لاہور دہلی پہنچا۔ ان بزرگان میں سید عبدالقادر جیلانی قادری بھی شامل تھے۔ چھ ماہ کے بعد جب یہ وفد واپس گیا تو چونکہ آپ کو ہندوستان بہت پسند آیا تھا۔ اس لئے آپ پھر ۱۱۲۸ھ مطابق ۱۷۱۲ء میں ہندھ پہنچے۔ ہندھ میں مہر محمد بقا قادری سے بھی آپ کی ملاقات ہوئی تھی۔ ہندھ سے آپ صوبہ سرحد چلے گئے۔ اور کچھ عرصہ وہاں قیام کر کے بغداد شریف واپس چلے گئے۔ اور پھر شاہاں سے حج کرنے چلے گئے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت کے بعد آپ ہند اوچلے آئے۔ والد ماجد کی وفات کے بعد آپ پھر بغداد سے کابل پہنچے تو وہاں احمد شاہ ابدالی نے آپ کا استقبال کیا۔ اور وہاں سے جہنگ کے ایک قصبہ پیرکوٹ سرمانہ چلے آئے۔ یہ قصبہ آپ نے ہی آباد کیا تھا۔ آپ نے تین شادیاں کیں۔ پہلا نکاح گوجرانوالہ کے ایک مغل گھرانے کی خاتون سے کیا جس سے سید شاہ اور مرزا پیر تولد ہوئے۔ دوسری شادی ساوات بنو ہاشم کی ایک

خاتون سے کی جس کے بطن سے حامد شاہ اور غلام مصطفیٰ شاہ دو فرزند پیدا ہوئے۔ تیسری شادی سید حسن شاہ گیلانی کی دختر سے کی۔ جس کے بطن سے چھ صاحبزادے پیدا ہوئے۔ آپ کا بڑا لڑکا سید گیلانی آپ کے وصال کے بعد سجادہ نشین بنا۔ اب صاحبزادہ سید آفتاب احمد شاہ گیلانی سجادہ نشین ہے۔ تمام جائیداد اب محکمہ اوقاف کے قبضہ میں ہے۔ ڈاکٹر یاض علی شاہ مرحوم انہیں کی اولاد سے تھے۔ وفات ۱۱۹۰ھ مطابق ۱۷۷۶ء ہے۔ مزار اقدس پیرکوٹ سرپانہ میں ہے۔ مزید حالات کے لئے ”تذکرہ اولیائے جہنگ“ دیکھیں۔

## سید غلام غوث قادری فاضلی

ولادت بٹالہ شریف میں ہوئی۔ والد گرامی کا نام سید غلام قادر قادری بٹالوی ہے۔ اور بیعت اپنے والد کرم سے تھے۔ نہایت حسین و جمیل اور زیرک و دراک تھے۔ بیس سال کی عمر میں والد کی وفات پر زیب سجادہ ہوئے۔ اس حساب سے آپ کی تاریخ ولادت ۱۱۷۲ھ کے لگ بھگ ہوتی ہے۔ سکھ گردی میں آپ بٹالہ سے ہجرت کر کے وزیر آباد چلے گئے۔ اس وقت آپ کے فرزند سید محمد شاہ قادری بھی وہاں ہی تھے۔ وہاں ہی وفات ہوئی۔ جنازہ آپ کا کلا نور ضلع گورداسپور میں لایا گیا اور وہاں حضرت شیخ محمد افضل قادری کلا نوری کی خانقاہ میں آپ کے مرقد منور کے پاس سپرد خاک کر دیا گیا۔ بقول حضرات فاضلیہ قادریہ آپ لاہور بھی تشریف لائے تھے۔

عمر آپ کی بیالیس سال کی ہوئی۔ اور وفات ۱۱۹۵ھ مطابق ۱۷۸۲ء میں بمقام وزیر آباد ہوئی اور لاش کلا نور ضلع گورداسپور میں لا کر دفن کی گئی۔

## صفا علی شاہ قادریؒ

حضرت پیر سید صفا علی شاہ گیلانی الحسنی المسیبی سلسلہ نسب کے اقدار سے حضرت پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی کے تارہویں نمبر پر ہیں۔ تبلیغِ حق، تبلیغ و اشاعت دین برحق کے سلسلہ میں ایران، بخارا، سمرقند اور افغانستان میں ہزار ہا افراد کو کلمہ توحید پڑھا کر حلقہ بگوشِ اسلام کیا۔ پھر براستہ درہ خیبر تھرہویں صمدی کے اواخر میں پشاور

پہنچے۔ تبلیغ و اشاعت اسلام کا بے پناہ شوق تھا اور یہی وہ جذبہ تھا جو آپ کو میلان سے لکھنؤ لایا تھا۔ پشاور سے آپ براستہ لاہور ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ کچھ عرصہ لکھنؤ، الہ آباد، کانپور، رام پور، آگرہ قیام کیا۔ پھر لکھنؤ میں اپنے فرزند اول پیر حیدر علی شاہ کو اپنا جانشین مقرر کر کے پشاور چلے گئے۔ وہاں سے پھر کابل، قندھار اور بخارا کے کئی سفر کئے۔ اور اس کے بعد پشاور کو اپنا مستقل مستقر بنا لیا۔

بے حد عبادت گزار اور معمولات ریاضت میں پابند تھے۔ سائم النہار اور زید و اتقا میں یگانے روز گزار تھے۔ ایتار و صبر کے پیکر اور راضی برضا تھے۔ آپ کو دینیات کی تعلیمات کے اجراء کا بہت زیادہ شوق تھا۔ آپ نے ایک گھر یو قسم کا مدرسہ قائم کر رکھا تھا۔ جس میں ایران تک سے طالبان علم و عرفان اکتاب فیوض و برکات کے لئے آتے۔ اور گوہر مراد سے وامن بھر کر لے جاتے۔ کرامات اور خوارق آپ سے بے شمار ظہور میں آئے۔

آپ کی اولاد کے مختلف افراد لکھنؤ، الہ آباد، رام پور، کانپور، لاہور، سرگودھا، ضلع راجسوال، دیپال پور، رائے نہر، مکھڑ شریف اور پشاور میں اقامت گزیرے ہیں۔ آپ کے پوتے پیر سید قاسم علی شاہ گیلانی المشہور حاجی پیر کا مزار مکھڑ شریف ضلع کیمبل پور میں ہے۔ آپ کے بڑے پوتے پیر سید محمد تقی کا مزار زنگیہ اہلی والا لاہور میں واقع ہے۔ یہ تکیہ عقب انار کلی آبکاری روڈ متصل چیمہ اخبار واقع ہے۔

مرقد منور پشاور میں ہے۔ وفات اوائل اٹھارہویں صدی میں ہوئی۔

## خواجہ حسین قادری

آپ قطب الانقلاب شیخ کمال قادری کے فرزند تھے۔ ۱۷۳۶ء میں پیدا ہوئے۔ ظاہری علوم و فنون کی تکمیل اپنے والد ماجد سے کی۔ پھر سیر دیاحت کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ اور مختلف مقامات سے بے شمار بزرگان سے اکتساب فیض کیا۔

آپ کے عہد حیات میں کلانور اور منافات پر جے سنگھ کنہیا نے قبضہ کر لیا تھا۔ اس سے پہلے حسانگھ رام گڑھیا کلانور پر حکمران تھا جے سنگھ نے حسانگھ کو شکست دے کر تلج پار دھکیل دیا۔ اس شخص نے اس علاقہ کے مسلمانوں کو اس قدر تکالیف دیں کہ حد سے باہر ہیں بلکہ

مسلمانوں کو نماز اور اذان کی ادائیگی سے منع کر دیا۔ تو ان ایام میں خواجہ حسین نے اس کے خلاف آواز بلند کی جس کی پاداش میں آپ پر بہت سختی کی گئی مگر آپ کے پائے استقلال کو لغزش نہ آئی۔

انہیں ایام میں خواجہ حسین اور آپ کے فرزند ارجمند خواجہ احمد لاہور آسے رہے۔ یہاں انہوں نے حضرت شیخ عبداللہ بلوچ قادری سے شرف بیعت حاصل کیا۔ آپکا لاہور آنے کا راستہ بایکوال نزد شاہد کی طرف سے تھا۔ جہاں سلسلہ عالیہ قادریہ کی ایک عظیم خانقاہ و درگاہ موجود تھی۔ آپ نے حضرت شاہ سردار قادری حضرت مساحب خاں خورو قادری۔ شیخ جان محمد قادری بایکوال سے تعلقات رکھے تھے۔ جس طرح یہ اصحاب سکھوں کے خلاف اسلامی تنظیم کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ اس طرح آپ بھی دین اسلام کی ترقی میں ساری عمر کوشاں رہے۔

۱۷۶۲ء میں جب احمد شاہ ابدالی نے کلا نور کو اپنا مستقل بیڈ کوارٹر بنایا اور سکھوں کے خلاف کارروائی کی تو آپ نے بھی اس بادشاہ کی مدد کی۔ بلکہ بلاقی چک میں جو ہزار ہا سکھوں کا قتل عام کیا گیا۔ اس معرکہ میں آپ بھی شریک تھے۔

۱۷۵۳ء میں جب لاہور سے نواب معین الملک المعروف میر منو دورے پر بٹالہ گیا تو اس نے سنا کہ سکھوں نے علاقہ ریاض کی اور بانگر (وڈالہ بانگر) میں بڑی تباہی مچائی ہوئی ہے۔ تو اس نے فوراً جمیل الدین خاں اور اس کے بھتیخی نازی بیگ خاں کو سکھوں کا خاتمہ کرنے کے لئے مقرر کیا۔ جنہوں نے ان رہزموں کا کلا نورتک مقابلہ کیا اور بٹالہ۔ لیاگر وال۔ کاسن وال سے کلا نورتک ان کا قلعہ قمع کر دیا۔

جہاد کے علاوہ آپ نے ریاضت و عبادت میں بھی اعلیٰ مقام حاصل کر لیا تھا۔ عام طور پر نماز آپ جامع مسجد میاں کوٹ میں ادا کیا کرتے تھے اور عبادت و ریاضت کے لئے آپ نے خانقاہ حضرت حاجی حسین میں مقبرہ حضرت صاحب کے مغرب میں ایک حجرہ مخصوص کر رکھا تھا جس کے پاس کے کمرہ میں کسی زمانہ میں لشکر کا انتظام تھا۔ چونکہ یہ جگہ نہایت سکون اور تنہائی کی تھی اس لئے آپ اکثر عبادت کے لئے یہاں ہی رہا کرتے تھے۔

وفات حسرت آیات ۱۷۹۱ء میں ہوئی۔

مرقد منور اپنے خاندان کے قبرستان میاں کوٹ میں تالاب کے کنارے واقع ہے۔

## سید شاہ میر تادریؒ

آپ حضرت شاہ محمد غوث تادری لاہوری کے فرزند تھے۔ ابتدائی تعلیم قرابت اپنے والد گرامی کے زیر اہتمام ہوئی۔ لاہور کے مختلف علوم سے علوم متداولہ کی تکمیل کی کچھ عرصہ یہاں درس بھی دیا اور پھر اپنے والد گرامی کے دست مبارک پر سلسلہ عالمیہ قادریہ میں بیعت کی اور صاحبِ محبان ہوئے۔

زاں بعد اپنے بڑے بھائی سید محمد عابد کے پاس کشمیر چلے گئے اور کچھ عرصہ یہاں قیام کر کے مظفر آباد آگئے اور یہاں مستقل قیام فرمایا اور سنگ جاری کیا۔ آپ کے پانچ فرزند تھے۔

۱۔ سید میر حسین شاہؒ

۲۔ سید محمد علی شاہؒ

۳۔ سید میر ک شاہؒ

۴۔ سید میر سلطان شاہؒ

۵۔ سید چراغ شاہؒ

وفات وہاں ہی پائی اور دفن ہوئے۔

”تذکرہ مشائخ تادریہ حسینیہ“ مصنفہ سید محمد امیر شاہ گیلانی پشوری میں آپ کے مزید حالات ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

## پیر بہاؤن شاہ قادریؒ

اسم گرامی آپ کا سید عبدالکیم تھا لیکن پیر بہاؤن شاہ کے نام سے معروف ہوئے۔ آپ سادات عظام بارہ خوانی سے تھے اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں اپنے والد گرامی سید شاہ بلاق قادری جن کا مزار شریف میوہ پیتال لاہور کے اندر واقع ہے کے مرید و خلیفہ تھے۔ سلسلہ بیعت اس طرح ہے۔

بہاؤن شاہ مرید شاہ بلاق قادری مرید عبدالرشید قادری لاہوری مرید شیخ محمد مشہور بہ ملا شاہ بدخستانی مرید حضرت میاں میر بالا پیر قادری لاہوری مرید حضرت شاہ خضر سیوتانی مرید سید احمد مرید شیخ عابد کبیر مرید شاہ ابوالقاسم مرید شیخ موسیٰ حلبی شاہ ابوبکر مرید شاہ داؤد۔ مرید شاہ سلیمان۔ مرید شیخ زید مرید شیخ قرشی مرید قطب الافاق سید عبدالرزاق مرید و فرزند حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی بغدادی اپنے والد گرامی کی وفات کے بعد آپ مسند رشد و ہدایت پر رونق افروز ہوئے پہلے مزنگ لاہور میں مقیم ہوئے جب جذب و استغراق کی کیفیت آپ پر طاری ہوئی تو شیخوپورہ میں جا کر بارہ سال تک یاد الہی میں مصروف رہے۔ پھر وہاں سے موضع میر لور میں تشریف لاکر دامن کوہ میں سکونت اختیار کی لکن قوم کے بہت سے لوگوں نے آپ سے ہدایت پائی۔

وفات آپ کی ۱۲۱۳ھ مطابق ۱۷۹۸ء میں ہوئی۔

مزار پیر انوار میر لور چوننگ میں ہے۔

## شمس الدین قادری گیلانیؒ

آپ سید عبدالرسول بن سید غلام مصطفیٰ بن سید حاجی ہاشم ہیں۔ اپنے زمانہ کے بڑے پایہ کے بزرگ تھے۔ سادات گیلانیہ اور ج شریف سے تعلق رکھتے تھے جو کہ سید محمد غوث قادری گیلانی اوچی حلبی تک منتہی ہوا ہے خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا اور مخلوق خدا کو راہ حق دکھانا ان کا مشغہ تھا۔

لاہور اکثر و بیشتر تشریف لاتے رہے ہیں۔

بزرگان تکبیر اعلیٰ والا۔ لاہور کی اولاد سے ہیں۔

وفات ۱۸۰۰ء کے لگ بھگ ہوئی۔

مزار اقدس بمقام ضلع ڈالہ میں ہے۔

## رفیع الدین مراد آبادی قادریؒ

شیخ محمد غوث لاہوری کے مرید تھے اور مدینۃ الاولیاء لاہور میں کچھ مدت مقیم رہے تھے اور یہیں انہوں نے اپنے پیرومرشد سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں شرف بیعت حاصل کیا تھا۔ طلب حق کے لئے ہندوستان کے اکثر شہروں کی سیاحت کی تھی۔ نہایت باخدا بزرگ تھے۔ بعد ازاں اپنے وطن مالوٹ واپس جا کر سلسلہ قادریہ کی تبلیغ میں ساری عمر گزار دی۔

وفات ۱۲۱۹ھ مطابق ۱۸۰۴ء میں ہوئی۔

مزار مراد آباد میں ہے۔

## سید محمد شاہ قادری فاضلؒ

آپ حضرت سید غلام غوث قادری بٹالوی کے فرزند تھے۔ ہجرت کے دوران اپنے والد ماجد کے ساتھ وزیر آباد میں تھے جہاں سے آپ واپس بٹالہ آئے اور سجادہ جانشین بنے۔ آپ اپنے والد کے اکلوتے فرزند تھے اور انہیں سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت تھی۔ مدینۃ الاولیاء میں حضرت شیخ طاہر بندگی قادری کے مقبرہ عالیہ پر حاضری دیتے رہے۔

وفات آپ کی ۱۲۲۴ھ مطابق ۱۸۰۹ء میں بمقام بٹالہ شریف ہوئی اور وہاں ہی اپنے آبائی

قبرستان (خانقاہ) میں دفن ہوئے۔ یہ جہاز راجہ رنجیت سنگھ کا عہد حکومت تھا۔

مزار اقدس بٹالہ شریف ضلع گورداسپور انڈیا میں ہے۔

## شیخ نور احمد المشہور نور حسین قادریؒ

آپ نے خیرۃ خلافت حضرت شیخ عبدالکریم بہاؤن شاہ لاہوری المتوفی ۱۲۹۶ھ سے پایا اور مقتدا کے زمانہ بنے۔ سکرو جذب آپ کی طبیعت پر اس قدر غالب تھا کہ برس برس تک بے خبر بیٹھے رہتے۔ میر العقول کرامات و خوارق آپ سے ظاہر ہوئے۔ ایک دفعہ آپ کے گاؤں سے کچھ جانور

پجوری ہو گئے۔ آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے چوروں کو پیغام بھیجا کہ ہمارے مویشی واپس کر دو۔ انہوں نے اس کی طرف مطلقاً توجہ نہ دی۔ چنانچہ آپ کی بددعا سے وہ گاؤں تمام و کمال جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ وفات آپ کی ۱۲۲۶ھ مطابق ۱۸۱۱ء میں ہوئی۔ آپ کے خلفاء میں شیخ رسول شاہ بہت بزرگ تھے جن کا انتقال ۱۸۶۹ء میں ہوا تھا۔

## حضرت مولانا سید حافظ نور اللہ شاہ فرشتہ صفات نوشاہی قدس سرہ ساہن پال شریف۔ ضلع گجرات

آپ عاشق ذات خدا۔ محبوب حضرت کبریٰ۔ عمدۃ العلماء۔ زبدۃ الفضلاء۔ غوث جہان۔ قطب زمان صاحب زہد و تقویٰ و ورع و خوارق و کرامات تھے۔

آپ کا نام نور اللہ شاہ۔ القاب فرشتہ صفات۔ قاضی القضاة تھے۔ آپ مخزن البرکات حضرت مولانا سید حافظ محمد حیات ربانی نوشاہی کے فرزند اکبر اور مرید و خلیفہ اعظم و سجادہ نشین تھے۔ ولایت و نہایت و علم موروثی رکھتے تھے۔ آپ کی ولادت انیسویں جمادی الآخر ۱۱۴۶ھ مطابق ۱۷۳۴ء میں بعد محمد شاہ بادشاہ بمقام ساہنپال شریف ہوئی۔

آپ نے تحصیل علوم ظاہری اپنے والد بزرگوار اور دوسرے اساتذہ سے کی۔ قرآن مجید حفظ کیا۔ معقول و منقول از بر کیا۔ تفسیر و حدیث و فقہ میں بلند پایہ رکھتے تھے۔ واعظ و مقرر خوش بیان تھے۔ بوقت و حظ حاضرین کو رقت قلب اور وجد ہوا کرتا تھا۔ آپ کا علوم شرعیہ میں بے مثل ہونا اس بات سے بخوبی ظاہر ہے کہ چوہدری غلام محمد ولد پیر محمد چیمہ متوفی ۱۲۰۳ھ مطابق ۱۷۸۸ء میں اعظم منچر چیمہ ضلع گوجرانوالہ نے جو زمانہ طوائف الملوک میں حدود ملتان تک خود مختار حاکم تھا اپنے علاقہ کے ستر علماء میں سے آپ کو منتخب کر کے قاضی القضاة کا منصب دیا تھا۔ آپ نے اپنا دارالافتاء رسول نگر کو مقرر کر رکھا تھا۔

آپ نے بیعت طریقت اپنے والد بزرگوار سے کی اور مقامات سلوک طے کرنے کے بعد خلافت و اجازت حاصل کی۔ نیز اپنے عم بزرگ حضرت سید ابو سعید مرتاض سے خرقہ تبرک حاصل کیا۔ آپ مراتب توحید میں درجہ کمال رکھتے تھے۔ کشف قبور کشف قلوب کشف ملکوت پورہ برہم نام مال تھا۔

آپ لاہور میں کئی دفعہ تشریف لے گئے۔ فقیر سید عزیز الدین رضا لاہوری کے ساتھ آپ کی مراسلت رہتی تھی۔ خاندان فقیر صاحبان آپ کا بہت احترام کرتے تھے۔

آپ کے تصنیفات عجیب و غریب تھے۔ کرامت کا ظہور آپ کی نظر تجلی اثر کا ادنیٰ کرشمہ تھا۔ ایک مرتبہ اپنے صاحبزادہ سید حافظ الہی بخش کو ملک الموت کا دیدار کرایا۔ آپ قوی الجذبہ مستقیم الاحوال تھے۔ تصوف و حقائق میں آپ کا کلام عالی تھا۔ آپ کا ارشاد ہے کہ ہمارے جسم ہماری روحیں ہیں اور ہماری روحیں ہمارے جسم ہیں۔

ب کے یہ رسالات سید شریف احمد شرافت نوشاہی کی کتاب اذکار نوشاہیہ اور شریف التواریخ کی دوسری جلد موسوم بہ طبقات التوشاہیہ میں سے لئے گئے ہیں۔

آپ صاحب تصنیف و تالیف تھے۔ چند نام یہ ہیں۔

(۱) نور الفتاویٰ المعروف فتاویٰ نوشاہیہ۔ فقہ حنفی کی سہترین کتاب۔

(۲) مصطلحات السوفیہ۔ اصطلاحات فقہاء کی تشریح۔

(۳) انشائے نور اللہ۔

(۴) رقعات نور اللہ۔

(۵) مکتوبات نور اللہ۔

آپ کے دو بیٹے تھے۔

۱۔ مولانا سید حافظ الہی بخش مظہر حق متوفی ۱۲۵۳ھ مطابق ۱۸۳۷ء۔

۲۔ سید خدا بخش متوفی ۱۲۷۷ھ مطابق ۱۸۶۰ء۔

آپ کے خواص مریدین و خلفاء یہ تھے۔

(۱) مولانا سید غلام قادر بن سید عبداللہ نوشاہی ساہنپالوی متوفی ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۸۸۸ء  
بہر ایک سو تین سال۔

(۲) مولانا حکیم شیخ احمد فاروقی رسول نگر متوفی ۱۲۲۳ھ مطابق ۱۸۰۷ء۔

(۳) چوہدری غازی خاں بن محمد یار تارڑ ساہنپالوی متوفی ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۲۰ء۔

(۴) حافظ فیض بخش بن وریام خاں تارڑ ساکن اگر وہ۔

مولانا سید حافظ نور اللہ شاہ کی وفات بمریاسی سال چھٹی ماہ صفر ۱۲۲۹ھ مطابق ۱۸۱۲ء میں بعد  
اکبر شاہ ثانی بن شاہ عالم بادشاہ ہوئی۔ مزار ماہن پال شریف۔ ضلع گجرات۔ مقبرہ نوشاہیہ میں ہے۔

## پیر مرہن شاہ قادری نوشاہی

### بیعت

آپ نے سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ مراد قادری نوشاہی شرقپوری سے بیعت کی۔ صاحب  
حال وقال شیخ سونے کے ساتھ ساتھ فقر۔ تجرید و تغرید میں عالی شان اور مرتبہ بند رکھتے تھے۔ ساری عمر  
دنیا سے مستغنی اور بے نیاز رہے۔

لاہور میں بھی آپ اکثر مرتبہ تشریف لائے۔

مزار اقدس شرق پورہ شریف میں دربار حضرت مراد قادری نوشاہی میں واقع ہے۔

وصال ۲ ذی الحجہ ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۱ ستمبر ۱۸۲۰ء میں ہوا۔ اور مرشد کے قدموں میں ہی دفن ہوئے

## حضرت شاہ آباوانی قادری رح

آپ سیالکوٹ کے رہنے والے تھے اپنے والد کے ہمراہ دہلی میں آئے تھے اور حضرت مولانا  
زکریا قادری سے بیعت و خلافت حاصل کی تھی۔ اپنے شیخ کی رحلت کے بعد آپ نے مخلوق خدا کو  
تعلیم و تلقین فرمائی شروع کی بڑے بافیض اور ولی کامل بزرگ تھے۔ تاریخ وفات ۱۲۴۳ھ مطابق ۱۸۲۳ء  
ہے اور مزار مبارک دہلی میں چیکوٹیوں کے قریب واقع ہے۔  
مدینۃ الاولیاء لاہور میں تشریف لائے تھے۔

## پیر سید صدر الدین قادری نوشاہی رح

آپ سادات مشہدی رضوی سے تھے۔ آبا و اجداد موضع بدوہی ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے  
تھے۔ حضرت شاہ عبدالغفور جالندھری سے بیعت کر کے خلافت پائی اور مرشد کے حکم سے بہاول پور میں  
لوگوں کی ہدایت کے واسطے رونق افروز ہوئے۔ مدت العمر وہیں رہے۔

لاہور تشریف لائے تھے اور یہاں کے لوگوں کو رشد و ہدایت سے نوازا تھا۔ صاحب کمالات و برکات قادری بزرگ تھے۔

وفات ۱۲۴۰ھ مطابق ۱۸۲۴ء میں ہوئی جیسا کہ سید شرافت نوشاہی کی کتاب شریف التواریخ کی تیسری جلد کے چوتھے حصہ موسوم بہ مآثر الانبار میں لکھا ہے۔  
مزار شریف بہاول پور میں واقع ہے۔

## شیخ المشائخ خواجہ احمد قادریؒ

آپ حضرت خواجہ احمد قادری کے اکھوتے فرزند تھے۔ پیدائش ۱۲۳۰ھ میں میاں کوٹ میں ہوئی ابتدائی علوم کی تکمیل اپنے والد گرامی سے کی اور پھر کشتی اور پہلوانی کرنے لگے۔ اور اس میں نام پیدا کیا۔ اس کے علاوہ شہسواری اور نیزہ بازی میں بھی نام پیدا کیا چونکہ یہ زمانہ انتہائی افراتفری اور اغتار کا تھا۔ اس لئے آپ نے ایک گروہ تیار کیا تھا۔ جس کی آپ قیادت کرتے تھے تاکہ سکھ رہزن اور ڈکیت آپ کے گانوں کو ہراساں نہ کر سکیں۔ انہوں نے جب بھی حملہ کیا منہ کی کھائی۔

آپ صاحب کشف و کرامات تھے۔ بے شمار کرامات اور خوارق آپ سے وقوع پذیر ہوئے نماز کے سختی سے پابند تھے۔ شریعت کی تعمیل و تکمیل میں یکتائے زمانہ تھے۔ تمباکو، حقہ نوشی اور دوسری منشی اشیاء سے قطعاً دور رہتے تھے اور اس میں شتم و خوشی کا خاص اہتمام ہوتا تھا۔ جوانی کے ایام میں ظہر اور مغرب تک کا وقت اردگرد کے دیہات میں تبلیغ اسلام اور احیائے سنت کے لئے اپنے ساتھیوں کے ساتھ صرف کرتے تھے۔ عام طور پر آپ ڈیڑھ گوار، اہلی ہین، خوش پور، بجر پور، حکیم پور، دولا درگا دار، شاہ پور گویا، بھنگواں وغیرہ جگہوں پر جا کر غیر مسلموں کو تلمیح اسلام کی طرف متوجہ کرتے تھے۔ حالانکہ یہ زمانہ انتہائی غلغلا کا تھا۔ اور سکھوں کا بہت زور تھا۔ مگر آپ کے تقدس اور بزرگی کے پیش نظر وہ لوگ آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ ان جناب کی لاہور میں آمد و رفت تھی۔

ان ایام میں حساننگہ رام گڑھیا کا بھائی تارا سنگھ کلا نور اور مضافات پر قابض تھا

آپ اس کے کئی سال تک مدد و معاون بنے رہے۔ کیونکہ وہ مقابلہٴ دوسرے سکھ سرداروں کے زیادہ رحمدل اور خدا ترس تھا۔

وفات آپ کی ۱۸۲۸ء میں ہوئی اور اپنے آبائی قبرستان میاں کوٹ میں مدفون ہوئے۔

## سلطان ہاتھی وان تادریؒ

ولادت ۱۱۶۸ھ مطابق ۱۷۵۴ء میں ہوئی۔ نام نامی سید امان اللہ۔ ہندوستان کے سادات بابرہ کے چہتم و چراغ تھے۔ دس سال کی عمر میں تیم ہو گئے۔ جب ذرا جوان ہوئے تو ریاضت اور مجاہدات کے لئے جنگلوں - ویرانوں اور بیابانوں میں پھرنے لگے۔ ایک رات عالم جذب و وجد میں محو تھے کہ غوث الثقلین جناب محبوب سبحانی قطب ربانی سید عبدالقادر جیلانیؒ کی زیارت۔ نصیب ہوئی اور ارشاد فرمایا۔ "آج سے تم سلطان ہو اور میرے ہو" چنانچہ آپ نے جنگل کی عزت نشینی ترک کر دی اور سیر و سیاحت کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ دلی۔ پٹیاہ۔ لاہور۔ ملتان کا سفر کیا اور پھر دریائے راوی کے کنارے ست گھرا پہنچے۔ جہاں سادات اویچ شریف کا ڈیرہ تھا۔ آپ حضرت محمد غوث۔ بالا پیر گیلانی تادری کے ڈیرہ کے سامنے سے گزرے۔ انہوں نے دیکھا تو پہچان لیا۔ اور اپنے پاس بلا لیا۔ چنانچہ آپ نے ان سے سلسلہ عالیہ تادریہ میں بیعت کی۔ پھر مرشد سے اجازت لے کر اویچ شریف پہنچے۔ جہاں سید جلال شاہ بخاریؒ کا فیض جاری تھا۔ وہاں سے بھی استغاثہ کیا۔ اور جھنگ چلے آئے۔ اور یہاں تلقین و ارشاد کا سلسلہ شروع کر دیا جو آخری وقت تک قائم و دائم رہا۔ کرامات آپ کی بے شمار بیان کی جاتی ہیں۔

اولاد: آپ کے دو فرزند تھے۔ ایک کا نام سید محمد اور دوسرے کا نام سید فتح شاہ تھا۔

وفات ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۸۳۳ء میں ہوئی۔

مزار پُر: نوار جھنگ میں ہے۔

## حضرت مولانا سید حافظ الہی بخش رح

منظر حق نوشاہی قدس سرہ - ساہن پال شریف - ضلع گجرات -

آپ امام العابدین - رئیس العارفين - قبلہ واصلان - کعبہ سالکان شہسوار عرصہ احدیت - جانباز میدان محبت - عالم صوری و محقق معنوی - صاحب علم و جذب و وجد و سماع تھے ۔  
آپ کا نام الہی بخش لقب منظر حق تھا۔ آپ مقبول بارگاہ الہ حضرت سید حافظ نور اللہ شاہ فرشتہ صفات قادری نوشاہی مفتی شہر رسول نگر کے فرزند اکبر اور مرید و خلیفہ اعظم و سجادہ نشین تھے آپ کی پیدائش ۱۱۸۲ھ مطابق ۱۷۶۸ء میں ہوئی۔ علوم ظاہری کی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے پائی۔ قرآن مجید حفظ کیا۔ علم طب میں بھی کمال پایا۔ جالینوس زمان ہونے۔ جسمانی اور روحانی امراض کے بیمار آپ سے شفا پاتے تھے۔

آپ نے اپنے والد بزرگوار سے خلافت کبریٰ حاصل کی پھر حضرت سید فتح الدین بن سید محمد عظیم نوشاہی سے فیض صحبت پایا۔ کمالات ولایت پور سے طور پر آپ کو حاصل تھے۔ طالبان حق جو حق و رحق حاضر ہوتے۔ اور فیوض دارین حاصل کرتے اور ادو و وظائف پر پوری مواظبت رکھتے دلائل ایخراات کا درد دائمی تھا۔

آپ متعدد مرتبہ لاہور تشریف لے گئے۔ ایک مرتبہ ریاست کپور تھلہ میں تشریف لے گئے اور تلونڈی چوہدریاں میں حضرت شاہ شریف نوشاہی خلیفہ حضرت سچیا صاحب کے مزار پر رونق افروز ہوئے۔ آتی اور جاتی دفعہ لاہور میں حضرت داتا گنج بخش اور دیگر بزرگوں کے مزارات پر حاضری دی اور لاہور کے لوگوں کو اپنے فیض سے نوازا۔

آپ کے خوارق و کرامات بے انتہا ہیں۔ اجابت دعا اور تصرفات میں آپ کا مرتبہ عالی تھا ایک مرتبہ مہاراجہ رنجیت سنگھ والی پنجاب آپ کے سلام کو حاضر ہوا۔ اور سرکاری دھرم اٹھ سے آپ کا روزینہ مقرر کر گیا۔

شیخ کبیر شاہ قادری متوفی ۱۲۸۱ھ مطابق ۱۸۶۴ء ساکن وایانوالی ضلع گوجرانوالہ جو حضرت میانیر قادری لاہوری کے سلسلہ فقر میں ایک مشہور بزرگ گذرے ہیں۔ وہ آپ کی دُعل سے تولد ہوئے تھے۔ ان کے والد میاں غلام حسین قادری نے آپ سے دعا کروائی تھی اور بچہ ان کو بلا

آپ کی توجہات سے ملا۔

آپ کے زمانہ سجادگی میں ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۸۲۳ء میں حضرت نوشہ صاحب کا مزار شریف تیسری جگہ منتقل ہوا۔

آپ بڑے مہمان نواز، غریب پرور، فیض رسان تھے یتیموں مسکینوں کی امداد کیا کرتے۔ آپ کا دروازہ مرجع حاجت منداں تھا۔

آپ کے حالات سید ابوالنظر شریف احمد شرافت نوشاہی کی کتاب اذکارِ نوشاہیہ اور کتاب شریف التواریخ کی دوسری جلد موسوم بہ طبقات النوشاہیہ سے لکھے گئے ہیں جو نوشاہی خاندان کے حالات میں ایک مبسوط تذکرہ ہے۔

آپ کے ہاتھ کی ایک قلمی بیاض لکھی ہوئی سید شرافت نوشاہی کے کتبخانہ میں موجود ہے جو انہوں نے بلحاظ مضامین ابواب اور فصول پر مرتب کر کے بنام الروضۃ الزکیہ فی حقائق علمیہ جمع کر دی ہے۔

سید حافظ الہی بخشؒ کے تین بیٹے تھے۔

- ۱۔ مولانا سید حافظ قُل احمد پاک ذات نوشاہِ ثانیؒ متوفی ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۸۶۹ء۔
- ۲۔ سید غلام احمد المعروف پیر بوٹے شاہؒ متوفی ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۹۰۱ء۔
- ۳۔ سید فیض احمد المعروف پیر مکھن شاہؒ متوفی ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۱۶ء۔

آپ کے خواص مریدین یہ تھے۔

- (۱) شیخ کلیم اللہ مجذوب گجراتیؒ۔
- (۲) شیخ محمد بخش گھمنؒ۔ کوٹلی شہانی۔ گجرات۔
- (۳) مولوی برخوردار بھٹیؒ۔ وارث کوٹلی۔

(۴) مولوی محمد غوث بن حافظ بڈھا۔ وزیر آبادی

حضرت مولانا سید حافظ الہی بخش نوشاہیؒ بعمراکمبتر سال تلاوت قرآن مجید کر رہے تھے

جب یہ آیت پڑھی کہ مَنِ فَعَلَتْ قَلِيلًا نَّعَلَبَتْ فِعْلًا كَثِيرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ

مَعَ الصَّابِرِينَ تو جان بحق تسلیم کی۔

وفات ساتویں رمضان ۱۲۵۳ھ مطابق ۱۸۳۷ء میں بعہد بہادر شاہ ثانی بن اکبر شاہ ثانی ہوئی۔  
مزار ساہن پال شریف ضلع گجرات میں گوردستان نوشاہیہ میں ہے۔

### حاجی غلام محی الدین قادری رحم

سید حاجی غلام محی الدین قادری (والد پیر سید محمد شاہ گیلانی لاہوری) ابن شمس الدین بن عبدالرسول  
بن غلام مسطقی بن سید حاجی محمد ہاشم قادری لاہوری کے والد گرامی تھے۔  
نہایت صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ بے شمار خلق خدا نے آپ سے استفادہ کیا  
اور روحانی فیوض و برکات حاصل کئے۔ لاہور میں بھی تشریف لائے تھے۔ صاحب جامع کشف و کرامات  
تھے۔

وفات ۱۸۵۷ء کے لگ بھگ ہوئی۔

مزار اقدس بٹارہ ضلع گورداسپور بھارت میں ہے۔

### مخدوم محمد عمر بخش قادری رحم

والد گرامی کا نام نامی خواجہ احمد تھا۔ ۱۷۹۹ء میں جب کہ رنجیت سنگھ لاہور پہ قبضہ کر رہا تھا  
آپ کی ولادت ہوئی۔ شروع سے ہی نہایت عبادت گزار اور پرہیزگار تھے۔ ابتدائی تربیت والد مکرم  
کے زیر سایہ ہی کی۔ آپ پر اکثر جذب و سُکر کی حالت طاری رہا کرتی تھی۔ اور ارد گرد کے جنگلوں اور  
دیوالوں میں پھرا کرتے تھے آپ نے حضرت شاہ حسین پیر و مرشد حضرت خواجہ امام علی شاہ نقشبندی  
مجدوی کی زیارت کی ہے اور ان سے فیض بھی حاصل کیا تھا۔ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ علی الصبح گاؤں،  
سے نکل جاتے۔ اور رحیم آباد کی طرف تکیہ مالی شاہ کے پاس عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے۔ آپ  
کا کاروبار جانوروں کی خرید و فروخت تھا۔ ظہر سے شام تک اسی کام میں مصروف رہتے۔ رات عبادت  
کے لئے مخصوص تھی۔ نہایت متقی اور پرہیزگار بزرگ تھے اور دُور دُور تک آپ کی بزرگی کا شہرہ تھا۔

لاہور تشریف لائے تھے۔

۲۵ ستمبر ۱۸۳۸ء میں جب مہاراجہ رنجیت سنگھ کا سرکاری کیمپ دھرم کوٹ اور گھمن سے ہوتا ہوا کلا نور پہنچا تو یہ سرکاری کیمپ شہنشاہ اکبر کی تاج پوشی والی جگہ پر نصب کیا گیا۔ کلا نور کے فوجدار نے مہاراجہ کو گیارہ سو روپیہ نذر اور ایک گھوڑا پیش کیا۔ کنور کٹمیر سنگھ بھی یہاں ہی مہاراجہ کی سلامی کو مانتر ہوا تھا۔ اس دوران مہاراجہ نے شیوجی کے مندر پر حاضری دی اور سرائیک برہمن کو پانچ پانچ روپے خیرات دی یہاں پر مہاراجہ نے حکم دیا کہ اہل اسلام والوں پر پابندیاں عائد کر دی جائیں کہ وہ مساجد میں اذان نہ دیا کریں آپ نے اس پر مہاراجہ کی سخت مخالفت کی اور اذان اور نماز کی ادائیگی میں پابندی پر قطعاً کوئی پرواہ نہ کی اور ان فرائض کی تکمیل میں آپ نے ہر قسم کی قربانی دینی پسند کی۔ آپ امام مسجد بھی تھے۔ اس نے آپ نے اپنے مشن کو جاری رکھا اور اس کے انقطاع کی ہر کوشش ناکام بنا دی۔

وصال ۱۸۵۶ء میں فرمایا

مترقد منور اپنے آبائی قبرستان میاں کوٹ میں واقع ہے۔

## سید احمد شاہ قادری فاضل

آپ حضرت سید محمد شاہ قادری بٹالوی کے فرزند تھے اور انہیں سے سلسلہ قادریہ میں بیعت تھے بٹالہ میں ولادت ہوئی آپ اس گدی کے پانچویں سجادہ نشین تھے۔ حافظ قرآن تھے اور علوم ظاہری و باطنی میں ماہر تھے۔

آپ نے علاقہ جات گجرات سیالکوٹ کٹمیر جموں جالندھر ہوشیار پور اور لدھیانہ کی کافی سیر و سیاحت کی اور وہاں کے بے شمار لوگوں کو فیوض و برکات سے نوازا۔ علاوہ بریں لاہور بھی تشریف لاتے رہے ہیں اور لوگوں کو راہ ہدایت سے نوازتے رہے ہیں۔

آپ نے خانقاہ کی عمارت میں اضافہ کیا اور اپنے پیر خانہ کلا نور کے مقام پر خانقاہ و مزارات حضرت شیخ محمد افضل کلا نوری قادری اور حضرت سید غلام غوث سجادہ نشین بٹالوی ثالث کے پاس مسافر خانے اور مسجد بنوائی۔ نیز وسیع خوب صورت باغ بھی لگوایا۔

آپ نے کئی تصنیفات چھوڑیں۔

وصال ۱۸۵۸ء کے لگ بھگ ہے۔  
مزار اقدس بمبارہ شریف ضلع گورداسپور میں واقع ہے۔

## حضرت مولانا سید حافظ قلی احمد پاکذات نوشاہ ثانی قدس سرہ ساہن پال شریف ضلع گجرات

آپ پیشوائے سالکان رہنمائے طالبان نقادہ و دوام مصطفوی سلسلہ خاندان مرتضوی عارف ربانی محبوب یزدانی مطلوب سبحانی نوشاہ ثانی قطب دوران غوث زمان تھے۔ زہد و تقدس و علم و سلم معرفت میں شان بلند رکھتے تھے۔

آپ کا نام قلی احمد القاب پاکذات نوشاہ ثانی فخر الاولیاء تھے۔ آپ سعادت نقش حضرت مولانا حافظ الہی بخش منظر حق نوشاہی کے فرزند اکبر اور مرید و خلیفہ اعظم و سجادہ نشین تھے۔

آپ کی ولادت ۱۲۱۲ھ مطابق ۱۷۹۷ء میں بمقام ساہن پال شریف ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار بھلوال شریف جا کہ حضرت سخی شاہ سلیمان نوری کے مزار پر مراقب ہوئے۔ تو انہوں نے مثالی صورت میں جلوہ گرہ ہو کر بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ تم کو فرزند نرینہ عطا فرمائے گا جو مرتبہ میں نوشاہ ثانی اور قطب ربانی ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

آپ نے علوم ظاہری کی تحصیل اپنے جد امجد اور والد اکرم اور عم زاد بھائی مولانا سید غلام قادر بن سید عبداللہ نوشاہی سے کی۔ چند سے علم موضع چکر پال ضلع گجرات سے اپنے جدِ ماوی سے بھی حاصل کیا قرآن مجید حفظ کیا فن کتابت نسخ اور نستعلیق سیکھا۔ آپ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے چھ عدد قرآن مجید اور پالیس سے زیادہ علمی کتابیں اب بھی آپ کی اولاد میں سے سید شرافت نوشاہی کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ آپ کی بیعت اپنے جد بزرگوار حضرت مولانا سید حافظ نور اللہ شاہ فرزند صفات نوشاہی سے تھی۔ تربیت و تکمیل اپنے والد ماجد سے پائی دونوں بزرگوں سے آپ کو خلافت و اجازت حاصل تھی زیر سایہ نوشاہی مرتبہ غوثیت و قطبیت پر فائز ہوئے۔ آپ کے تصرفات و مکاشفات قوی تھے۔ طبقہ علماء خصوصاً آپ سے مستفیض ہوا۔ آپ کے زمانہ سجادگی میں ۱۲۵۸ھ مطابق ۱۸۴۲ء میں حضرت نوشاہ گنج بخش کے کار و نہ شریف بطرز پاکھی تعمیر ہوا۔

آپ ایک مرتبہ لاہور تشریف لے گئے۔ آپ کے ہم جہی چچا سید صدیق شاہ بن سید محبوب شاہ  
نوشاہی لاہور میں سکونت رکھتے تھے۔ ان کے بیٹے سید امام شاہ اور سید پیر شاہ بھی وہیں مزنگ میں رہتے  
تھے۔ ان کو ملے اور مزاراتِ نزدگان لاہور پر حاضری دی اور اکثر لوگوں کو اپنے فیض سے نوازا۔

آپ کے حالات کتاب شریف التواریخ جلد دوم موسوم بہ طبقات النوشاہیہ سے لکھے گئے  
ہیں جو سید شرافت نوشاہی کی تصنیف سے ایک ضخیم قلمی کتاب ہے۔

آپ کی تصنیف سے مندرجہ ذیل کتابیں خطی نسخے سید شرافت نوشاہی کے کتب خانہ میں موجود  
ہیں جو انہوں نے ہی مرتب کئے ہیں۔

۱۱) بستان الادراد - وظائف و عملیات میں۔

۱۲) ثمرات الافکار - علم ادب و عنبر۔

۱۳) وسائط العلوم - متفرق علمی مقالے۔

آپ کے دو بیٹے تھے۔

۱- مولانا سید محمد امین صاحب مختار السالکین متوفی ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۳ء۔

۲- مولانا سید محمد شفیع صاحب متوفی ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء۔

آپ کے خواص مریدین یہ تھے۔

۱۱) مولانا غلام قادر شائق فاروقی رسول نگر سی متوفی ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۸۳ء۔

۱۲) مولوی شیخ فیض رسول فاروقی متوفی ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۸۸۰ء ساکن لدھیوالہ ضلع گوجرانوالہ۔

۱۳) مولوی حکیم کرم الہی فاروقی متوفی ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۴ء ساکن بیگ والہ ضلع سیالکوٹ۔

۱۴) شیخ سکندر شاہ متوفی ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۸۸۸ء ساکن نور پور چابلاں ضلع گوجرانوالہ۔

مولانا سید حافظ تمل احمد پاک ذات نوشاہی ثانی کی وفات تیسویں ربیع الآخر ۱۲۸۶ھ مطابق

۱۲۶۹ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک ساہن پال شریف ضلع گجرات میں گورستان حضرت نوشاہی عالیجاہ میں ہے

آپ کی عمر چوبہتر سال تھی۔

## سید پیر احمد شاہ قادری نوشاہیؒ

آپ کے والد کا نام سید فاضل شاہ تھا۔ اپنے عم حقیقی سید صدر الدین قادری نوشاہی بہاولپوری کے مرید ہوئے اور خلافت پانی۔ لاہور تشریف لائے تھے۔  
وفات ۱۲۹۱ھ مطابق ۱۸۷۴ء میں ہوئی۔ یہ شرافت نوشاہی کی کتاب شریف التواریخ کی تیسری جلد کے پانچویں سنہ موسوم بہ عوارف الانوار میں اسی طرح لکھا ہے۔  
مزار اقدس بدوٹھی ضلع سیالکوٹ میں واقع ہے۔

## سید قاسم علی گیلانی قادری المشہور حاجی پیرؒ

آپ کی ولادت باسعادت بمقام لکھنؤ ۱۲۱۱ھ مطابق ۱۷۹۶ء میں ہوئی۔ آپ کا زہد و اتقا، ریاضت و مجاہدہ اپنے اسلاف بزرگان کے عین مطابق تھا۔

### حضرت حاجی پیرؒ اور پیر نظام الدین بودیاں والا

جب سلطان العارفین پیر سید قاسم علی گیلانی قادری جو اپنے آباؤ اجداد کے وقت سے مکان اہلی والا لاہور پر مالک و قابض تھے فریضہ حج کے لئے بیت اللہ شریف جانے لگے تو لاہور میں پیر نظام الدین جو علاوہ رشتہ دار ہونے کے بیعت شدہ بھی تھے خدمت حفاظت مزارات مقدسہ ان کی تحویل میں دے گئے۔ ۱۸۵۸ء میں جب انگریزی حکومت کا پہلا بندوبست لاہور میں ہوا تو مکان اہلی والا کی ملکیت کے اندراج میں پیر نظام الدین کا نام بھائے سید حاجی پیر کے ہو گیا۔ پیر شاہ سردار گیلانی لاہوری جو حضرت حاجی پیر کے حقیقی بھانجے اور پیر محمد شاہ کے فرزند ارجمند تھے کو خیال ہوا کہ کہیں مکان برباد نہ ہو جائے۔ اس کا انتظام شروع کیا تو پیر نظام الدین نے مزاحمت کی اور کہا کہ یہ مکان میری ملکیت ہے چنانچہ انہوں نے حضرت حاجی پیر کے دریافت کیا جس کے جواب میں انہوں نے ایک خط لاہور میں پیر نظام الدین کو اور دوسرا پیر سید شاہ سردار قادری کو لکھا کہ یہ مکان ہمارا جدی و مملوکہ و مقبوضہ ہے۔ آپ کو صرف مزارات کی خدمت و حفاظت کے لئے تفویض کیا گیا تھا۔ آپ ہمارا نام خانہ ملکیت کاغذات مال میں درج کرا دیں۔ مگر پیر نظام الدین

نے اپنے پیر و مرشد کے نسط پر کوئی خاص توجہ نہ کی۔ ۲۰ اپریل ۱۸۶۶ء کو انہوں نے دیوانی دعوے دائر کر دیا۔ اپریل ۱۸۶۶ء سے مئی ۱۹۱۳ء تک یعنی ۳۶ سال تک مختلف مقدمات کا سلسلہ جاری رہا۔ اور کئی دفعہ چیف کورٹ تک جانے کی بھی نوبت آئی مگر کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ آخر مولوی محرم علی چشتی ایڈووکیٹ ہائی کورٹ کی مساعی جمیدہ سے بیس ہزار روپیہ دے کر ۱۶ مئی ۱۹۱۳ء کو ختم ہوا۔

وفات ۲۳ ذی الحجہ ۱۲۹۱ھ مطابق ۱۸۶۶ء میں ہوئی۔

مزار اقدس مکہ شریف ضلع کیمبل پور میں واقع ہے۔ مقبرہ پیر سید علی نقی گیلانی نے ذی الحجہ ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۳ء میں بنوایا۔

## مخدوم سید علی شاہ قادریؒ

آپ کے والد گرامی کا نام مبارک سلطان العارفین حضرت سید محمد علی شاہ بن شاہ حسن الدین قادری بن شاہ محمد بالا ماہ سلطان الاعظم بن شاہ کبیر الدین عابد قادری بن شاہ محمد شاہ علی زندہ ولی قلاری بن حضرت مخدوم شاہ محب اللہ ایاس زیدی۔ والد محترم کے انتقال کے بعد کیتھل کی قادری گدی کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل کے بعد آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ یا ضات و مجاہدات میں بھی نام پیدا کیا۔ تفسیر حدیث فقہ میں یگانہ آفاق تھے۔ حضرت مولوی عبدالحق حقانی دہلوی مفسر تفسیر حقانی کو آپ سے بے انتہا عقیدت تھی۔ انہوں نے بھی آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر زانوئے تلمذ تہہ کیا تھا۔ وہ جب کیتھل آتے آپ کے ہاں ہی قیام فرماتے۔

حضرت سید مقبول محی الدین گیلانی قادری اپنے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

آپ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے شریعت و طریقت کے جامع تھے بہت سے اکابر مشائخ نے آپ سے استفادہ فرمایا۔ آپ سے فیض پانے والوں میں مولوی عبدالحق مفسر تفسیر حقانی بہت مشہور ہیں معارف و دقائق میں آپ کا کلام خاص شہرت رکھتا تھا۔ بہت سی کرامات بھی آپ سے منسوب کی جاتی ہیں۔ آپ کو شعر و شاعری سے بھی شوق تھا۔ سید تخلص فرماتے تھے لاہور میں حضرت داتا گنج بخشؒ۔

شیخ طاہر بندگیؒ اور حضرت میراں حسین زنجانی کے مزارات پر حاضری دیتے۔ قیام لاہور کے دوران

سینکڑوں افراد نے آپ سے روحانی فیض حاصل کئے۔ اور اہل لاہور آپ کے مواعظ و نصائح سے بے حد مستفید ہوئے۔ پیر بہادر علی شاہ سیالکوٹی آپ کے اور آپ کے والد ماجد سے فیض یاب ہوئے۔  
تصانیف: رسالہ حفظ الایمان۔ نور الایمان۔ دیوان غزلیات اور رسالہ طب نبوی آپ کی تصانیف ہیں  
وفات: آپ کی ۶ رجب المرجب ۱۲۹۴ھ مطابق ۳ اگست ۱۸۷۷ء میں ہوئی اور اپنے آباؤ اجداد کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

### سید حسین شاہ قادری فاضل

آپ سید احمد شاہ بٹالوی کے صاحبزادے تھے اور سجادہ نشین ششم دربار قادریہ فاضلیہ بٹالہ شریف تھے۔ باپ سے ہی شرف بیعت کیا۔ نہایت عبادت گزار تھے اور علاقہ کے رئیس۔  
آپ کو حکومت انگریزی نے پراونشل درباری کا منصب اعزازی دے رکھا تھا۔ رؤس البلاد لاہور میں آمدورفت تھی۔

وفات ۱۲۹۴ھ مطابق ۱۸۷۷ء میں بٹالہ سوئی اور اپنے آباؤ اجداد خانقاہ فاضلیہ میں مدفون ہوئے اس وقت ملکہ وکٹوریہ کا عہد حکومت تھا۔

### خواجہ ثناء اللہ قادری

خواجہ ثناء اللہ خراباتی کشمیری الاصل تھے۔ کشمیر کے معروف ولی اللہ عبدالرحمن عرف سید بیل شاہ سے نسب نامہ ملتا ہے۔ پیدائش ۱۲۲۴ھ مطابق ۱۸۰۷ء بمقام طننگاہ ضلع بلند میر میں ہوئی۔ ولادت اپنے نانا شاہ عبدالغفور کے گھر ہوئی اور انہی کے سایہ میں تعلیم و تربیت کا سلسلہ مکمل کیا۔ اوائل عمر میں رفوگری کا کام سیکھا اور پشمینہ کی تجارت کے سلسلہ میں ایران، کابل اور ہندوستان کے دور دراز مقامات کلکتہ وغیرہ تک کے سفر کئے۔ پہلے اپنے نانا شاہ عبدالغفور کے مرید ہوئے۔ اس کے بعد حضرت شاہ محمد صادق کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور کارل تیس سال ان کی خدمت میں رہے۔ پھر لاہور تشریف لائے اور حضرت میاں میر سے روحانی فیض حاصل کئے۔ زان بعد سید محمد گنامی قلندر سے ارادت پیدا کی۔ کلکتہ میں حضرت عبدالوہاب کی خدمت میں رہے۔ وہاں سے کشمیر واپس آئے

اور حضرت طیب سے فیض حاصل کیا۔ وہاں سے کابل پہنچے اور شاہ قلندر سے فیض حاصل کیا۔ اس کے بعد حضرت غلام الدین خراسانی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ وہاں سے واپس پنجاب تشریف لائے۔ اور گجرات میں حضرت شاہ دولادریانی سے فیض حاصل کیا۔ اس طرح آپ نے اپنے زندگی کے پچاس سال سیر و سیاحت اور بزرگان دین سے فیوض و برکات حاصل کرنے میں گزارے۔ آخری عمر میں جلال پور جٹاں ضلع گجرات میں مقیم ہوئے اور وہاں ہی وفات تک رہے۔

آپ اپنے وقت کے عارف باللہ۔ مخیر عالم اور پُر گو شاعر تھے۔ شاہ عبدالغفور کی تربیت سے آپ نے بزرگان دین کی خدمت میں حاضر ہونا شروع کیا اور تا احوال اس چیز پر قائم و دائم رہے اور اس وقت کے عارفان کمال سے ملاقاتیں کیں۔ اور روحانی فیوض و برکات سے مستفید ہوئے۔ آپ نے اپنی کتب میں تمام ادویا کا تذکرہ نہایت خلوص سے کیا ہے۔ جن سے آپ نے فیض حاصل کیا۔ سیر و سیاحت اور شغل تجارت کے دوران آپ نے ایران۔ افغانستان اور ہندوستان اور کشمیر کے تمام دور دراز مقامات دیکھے اور وقت کے صوفیائے عظام سے ملاقاتیں کیں۔ کچھ عرصہ جتوں میں مہاجر گلاب سنگھ ڈوگرہ کے کہنے پر اپنی بیوی بچوں کے ساتھ قیام کیا۔

شجرہ مرشدی اس طرح ہے۔ خواجہ شاہ اللہ خراباتی مرید محمد غفار مرید سید حاجی محمد مرید غلام غوث۔ مرید غلام قادر مرید سید محمد غوث مرید شاہ محمد افضل مرید شیخ ابو محمد قادری مرید شیخ محمد طاہر قادری لاہوری۔ مرید شاہ سکندر کبیلی قادری مرید شاہ کمال کبیلی مرید شاہ گدار سحان مرید شاہ شمس الدین مرید شاہ شرف الدین مرید سید عبدالرزاق مرید محبوب سبحانی حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی۔

تصنیف و تالیف: آپ نے بے شمار کتب اشعار اور نثر میں تصنیف فرمائی تصانیف کا سلسلہ ۱۲۴۵ء میں شروع کیا اور ایک سو سے زائد کتب تصنیف فرمائیں جن میں سے ان کتب کی اب تک نشاندہی ہوئی ہے

- ۱۔ دیوان خراباتی۔
- ۲۔ خلاصۃ الاسرار (جواب ثنوی حضرت بوعلی قلندر پانی پتی)
- ۳۔ شمع العارفین۔
- ۴۔ تحفۃ الزمان۔
- ۵۔ جنت العارفین۔
- ۶۔ بہار راج نامہ۔
- ۷۔ سر الانوار۔
- ۸۔ جنت الاسرار۔
- ۹۔ دیاں خراباتی۔
- ۱۰۔ مجمع البرکات (جواب بوستان شیخ سعدی)

- ۱۱۔ مثنوی درو نامہ -  
 ۱۲۔ خلاصۃ التوحید -  
 ۱۳۔ تذکرۃ الواصلین -  
 ۱۴۔ سراج الطالبین -  
 ۱۵۔ جنت انا غلا -  
 ۱۶۔ دیوان خراباتی زبان کشمیری -  
 ۱۷۔ قصۃ بوالعجب عشق -  
 ۱۸۔ لہ نامہ -  
 ۱۹۔ سماع العرفان -  
 ۲۰۔ رسیما -  
 ۲۱۔ دلیل العارفين -  
 ۲۲۔ نصرت نامہ -  
 ۲۳۔ نسخہ لغات -  
 ۲۴۔ حقیقت الافعال -  
 ۲۵۔ تفریح المحب الس -  
 ۲۶۔ صراط المستقیم -  
 ۲۷۔ جنات النعیم -  
 ۲۸۔ نسخہ گلبدن -  
 ۲۹۔ عبرت نامہ -  
 ۳۰۔ تذکرۃ الکاملین -  
 ۳۱۔ تفسیر سنار -

آپ ایک زبردست پُرگو شاعر تھے۔ ایک ایک دن میں ایک ایک کتاب تصنیف کر لیتے تھے۔ اس طرح آپ کا مقام عظیم ترین ہستیوں میں متعین کیا جاسکتا ہے۔ لیکن افسوس کہ آپ کے شہر (جلال پور جٹاں) میں نہ تو کوئی آپ کو جانتا ہے اور نہ ہی آپ کی تصنیفات سے شناسا ہے۔ مہاراجہ گلاب سنگھ کی ملازمت اور قیام جموں کے دوران آپ نے روس - افغانستان - ایران اور دیگر ممالک کی سیرو سیاحت کی تھی۔ ڈوگرہ حکومت کی ملازمت کے بعد آپ جالندھر - امرتسر - سیالکوٹ - گجرات بھی قیام فرما رہے۔ اور پھر جلال پور جٹاں میں مستقل اقامت اختیار کی اور عارفانہ زندگی اختیار کر لی۔ بیس سال تک خلوت نشین رہے۔ اور نوگوں سے بات چیت تک نہ کی۔ اس کے بعد بارہ سال حالت سُکر میں رہے اور پھر سلسلہ تصنیفات شروع کیا۔ اور بہترین کتب لکھیں جو کہ تائیدِ غیبی کا ایک کرشمہ تھا۔ یعنی جو کتاب اپنے ایک دن میں لکھی ایک قاری اس کو ایک ہفتہ میں نہیں پڑھ سکتا۔ تحفۃ القادری میں تمام

ایسی غزلیات ہیں جو محبوب سبحانی، غوثِ محمدانی حضرت سید عبدالقادر جیلانی کی تعریف و توصیف میں لکھی گئی ہیں جو کہ سینکڑوں اشعار پر مشتمل ہیں۔

وفات جلال پور جٹاں میں ۱۷ ذیقعدہ ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۷۹ء بعمر ۷۵ سال ہوئی۔

مزار کلا چور متسل جلال پور جٹاں کے کنوؤں کے پاس ہے اور ایک چوکھنڈی میں واقع ہے اور نہایت کس مہری کی حالت میں ہے۔

## حضرت غوث علی شاہ قادریؒ

آپ سید اعظم علی شاہ بابری کے مرید۔ وہ سید عبداللطیف برہی کے۔ وہ سید امیر بالا پیر کے۔ وہ سید شاہ مقیم حکم الدین حجروی کے۔ وہ شاہ ابوالمعالی حجروی کے۔ وہ بہاول شیر قلندر حجرہ شاہ مقیم کے۔ وہ مرید شیخ عبدالجلال کے۔ وہ مرید سید شاہ محمود کے۔ وہ مرید سید نور محمد کے۔ وہ مرید سید جلال الدین کے۔ وہ مرید سید شمس الدین کے۔ وہ مرید سید شہاب الدین کے۔ وہ مرید سید احمد ادلی کے۔ وہ مرید سید ابوصالح کے۔ وہ مرید سید عبدالرزاق کے اور وہ مرید خلیفہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم کے تھے۔ لاہور شریف فرما ہوئے تھے۔

آپ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ و کرامات بے غایات ہیں۔ جن سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔

وفات آپ کی شبِ دو شنبہ ۲۶ ربیع الاول ۱۲۹۸ھ مطابق ۱۸۸۰ء میں ہوئی۔  
مرقدِ منور پانی پت میں ہے۔

## پیر غلام محی الدین خاں قادری المعروف پیر قادری

سلسلہ عالیہ قادریہ میں آپ نے حضرت نور احمد غوث سائیں منک شاہ قادری سے بیعت کی تھی۔ جو قلندر عبدالرسول شاہ کے مرید و خلیفہ بنے۔ یہ شجرہ حضرت ابوالفرح محمد فاضل الدین بٹالوی سے جا ملتا ہے۔ اس کے متعلق کہتے ہیں۔

منظہراتِ خدا ہیں نور احمد قادری  
نور انور مصطفیٰ ہیں نور احمد قادری  
شاہ جیلاں غوث اعظم کے وہ نائب خاص ہیں  
قبلاً شاہ وگدا ہیں نور احمد قادری

قادری کیا تم تجھے اب شکر کر دل شاد ہو کیونکہ تیرے پیشوا ہیں نور احمد قادری

آپ عورتوں کو بیعت نہیں کیا کرتے تھے بلکہ آپ اپنے خلیفہ حافظ غلام قادر شاہ کے پاس بھیج دیتے تھے جو ان کو بیعت کرتے تھے۔

آنجناب لاہور بھی تشریف لایا کرتے تھے۔

حضرت حافظ غلام قادر شاہ قادری جالندھری آپ کے ممتاز خلفاء میں سے تھے۔ آپ کا ایک ”مجموعہ کلام“ دیوان قادری“ کے نام سے موجود ہے۔

نمونہ کلام:

مدد کراے شہ جیلاں مدد کر	تمہارا ہوں تمہارا ہوں تمہارا
کوئی نازاں کسی پرہ کو کسی پرہ	سوا تیرے نہیں کوئی ہمرا
عطا کر محو ایسا قادری کو	نہ جانے عین کو نہ ماسوا کو

آفتاب رخشانی محی الدین جیلانی	غوث الاعظم الشافی محی الدین جیلانی
بادی مسریدی شافی مرینانی	زینت مسلمان محی الدین جیلانی
لے غلام محی الدین و رنجوش کن بے یقین	آں قدر کہ بتوانی محی الدین جیلانی

مرقد منور جالندھری میں ہے۔ وفات سے قبل آپ نے حضرت حافظ غلام قادر شاہ صاحب سے پانی پینے کی خواہش کا اظہار فرمایا تھا۔ حالانکہ اس وقت آپ کے صاحبزادے بھی وہاں موجود تھے۔

آپ کے صاحبزادے غلام احمد خاں قادری المتوفی ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹۱۱ء تھے جن کا مزار جالندھری میں ہے۔ انہوں نے بھی غزلیات اور سی صر فی لکھی ہے جو صاحبزادہ نثار احمد خاں قادری نے چک نمبر ۱۶، اگ۔ ب۔ تحصیل جڑانوالہ ضلع لائل پور سے شائع کی ہے۔

## میاں رحمت اللہ قادری

میاں رحمت اللہ قادری حضرت مخدوم محمد عمر قادری کے فرزند اکبر تھے۔ ولادت آپ کی ۱۸۲۳ء  
عبدالرحیمیت سنگھ میں ہوئی۔ ظاہری علوم کی تکمیل جامع مسجد خانقاہ میاں کوٹ سے کی۔ بچپن سے  
سی طبیعت عبادت اور ریاضت کی طرف مائل تھی اس لئے آپ دن کا اکثر حصہ ڈھاب جنوب اور  
موضع رسول پورہ کے کنارے اونچے ندیم تھہ پہ گزارا کرتے تھے۔ عبادت کے بعد کبھی گٹانوالی  
مسجد اور کبھی خانقاہ عالیہ رسول پورہ کی مسجد میں نماز ادا کیا کرتے تھے۔

آپ کی بے شمار کرامات و خوارق مشہور ہیں۔ میرے بڑے بھائی محرمی محمد ابراہیم نسیم کے  
بھی ہم شکل تھے۔ آپ نے رزق بلال کا کہ اپنی اولاد کی پرورش کی۔ والد بزرگوار مولف کتاب ہذا  
آپ کی راست بازی اور دیانت داری کے واقعات اکثر بیان کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں  
عزیز رحمت کرے۔ آمین۔ تم آمین۔

آسماں تیری لحد پر شبہم آتشی کرے  
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

مدینۃ الاولیاء لاہور میں بھی آپ کی آمد و رفت تھی۔ زندگی کا بیشتر حصہ سیر و سیاحت  
میں بسر کیا۔

وصال آپ کا ۱۸۸۵ء میں ہوا۔

مرقد منورہ قصبہ میاں کوٹ ضلع گورداسپور بھارت میں ہے۔

## حضرت مولانا سید محمد امین مختار السالکین نوشاہی قدس سرہ

(ساہن پال شریف۔ ضلع گجرات)

آپ مقبول درگاہ رب العالمین۔ منظور بارگاہ سید المرسلین۔ صاحب مرتبہ فنا و بقا۔ مرکز دائرہ  
تسلیم و رضا۔ غریقی بحر توحید۔ سائر میدان تجرید، اہل عبادت و ریاضت و خوارق و کرامات تھے  
آپ کا نام محمد امین۔ لقب مختار السالکین تھا۔ آپ محبوب بارگاہ سبحانی حضرت مولانا سید

حافظ قُل احمد پاک ذاتِ نِشاہِ ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے فرزندِ اکبر اور مریدِ و خلیفہِ اعظم و سجادہ نشین تھے آپ کی ولادت پچیسویں ذی قعدہ ۱۲۲۱ھ مطابق ۱۸۲۶ء میں بمقامِ ساہن پال شریف ہوئی آپ نے علومِ دینیہ مروّجہ کی تحصیل اپنے والدِ بزرگوار اور مولانا سید غلام قادر بن سید عبداللہ نوشاہی سے کی۔ بیعتِ طریقت اپنے والد ماجد سے کر کے سلوکِ قادریہ کو انتہائیکے طے کیا اور خلافت و اجازت حاصل کی۔ ریاضت و مجاہدہ میں لاثانی تھے۔ روزانہ بوقتِ نصف شب اٹھ کر نوافل تہجد اور فرماتے صبح تک وظائفِ قادری نوشاہی کو پورا فرماتے۔ نمازِ فجر کے بعد تلاوتِ قرآن مجید اور درودِ مستغاث شریف بلا ناغہ پڑھا کرتے۔

آپ کی طبیعت میں انکسار و نیستی بدرجہ اتم تھی۔ اتباعِ نبوی میں مقامِ مسکنت و غربت آپ کو پورا حاصل تھا۔ مراتبِ فقر و درویشی میں پایہِ عالی رکھتے تھے جو اوصافِ فقیر میں ہونے چاہئیں وہ سب آپ کی ذات میں موجود تھے اس آخری زمانہ میں خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان تھے آپ کے تمام حالات صلحائے متقدمین سے ملتے جلتے تھے۔ عبادت و سخاوت میں بی نظیر تھے۔ آپ قوتِ حلال کے واسطے اپنی جدی ملکیت زمین میں اپنے ہاتھوں سے زراعت کیا کرتے تھے جو کچھ اس سے پیدا ہوتا وہ اپنا اور اہل و عیال کا خرچ چلاتے اور تمیموں، بیواؤں، درویشوں کو بھی فی سبیل اللہ دیتے جو شخص آپ کی زراعت سے نقصان کرتا۔ وہ سزا یاب ہوتا۔ آپ کی کرامات و خوارقِ کافی ہیں و جدو حالت آپ کی نظر کا ادنیٰ کرشمہ تھا۔ طعی زمین کی کرامت آپ کو حاصل تھی۔ ایک مرتبہ ساہن پال شریف سے صبح پیدل چل کر ایک سو تیس میل کا فاصلہ طے کر کے ظہر کے وقت امرتسر پہنچ گئے تھے۔

آپ چند مرتبہ لاہور شریف لے گئے آپ کی چھوٹی صاحبزادی سیدہ روشن بی بی صاحبہ سیدہ واصل حق بن سید کھن شاہ نوشاہی لاہوری سے شادی شدہ تھیں۔ اس تعلق سے آپ کی لاہور میں آمد و رفت رہتی تھی۔ آپ لاہور کے فقراءِ نوشاہیہ سے میل ملاقات رکھتے اور لاہور کے بزرگوں کے ساتھ مجلسیں ہوتی رہتیں۔

آپ کے حالات و مقامات سید شرافت نوشاہی کی کتاب اذکارِ نوشاہیہ اور شریف التواریخ کی دوسری جلد موسوم بہ طبقاتِ نوشاہیہ سے لکھے گئے ہیں جو صوفیائے کرام کی تاریخ میں بالعموم

اور نوشاہی خاندان کی تاریخ میں بالخصوص مفصل اور مبسوط تذکرہ ہے۔  
آپ کے تین فرزند تھے۔

- ۱۔ مولانا سید حافظ روح اللہ متوفی ۱۶ صفر ۱۲۹۰ھ مطابق ۱۸۶۶ء۔
  - ۲۔ سید پیر فاضل شاہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹ صفر ۱۳۳۴ھ مطابق ۱۹۱۸ء۔
  - ۳۔ مولانا سید حافظ محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۲ محرم ۱۳۳۴ھ مطابق ۱۹۱۸ء۔
- آپ کے خواص مریدوں کے نام یہ ہیں۔

- (۱) چوہدری اللہ دتہ چیمہ۔ ساکن حسن والی ضلع گوجرانوالہ۔
- (۲) میاں سر بلند المعروف سر بندھی لودیار۔ ساکن سرانوالی۔ ضلع گوجرانوالہ۔
- (۳) میاں کرم الہی نجات۔ ساکن چک نہالو۔ ضلع گوجرانوالہ۔
- (۴) میاں پیر محمد ماچھی۔ ساکن گاکھڑہ کلاں۔ ضلع گجرات۔

حضرت سید محمد امین نوشاہی کی وفات بعمرا نہتر سال اٹھارہویں جمادی الاخر ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء میں ہوئی۔ مزار ساہن پال شریف۔ ضلع گجرات میں گورستان نوشاہ عالیجاہ میں ہے۔

## حافظ سید ظہورالحسین قادری فاضل

حضرت سید حسین شاہ قادری بٹالوی کی وفات کے بعد ان کے فرزند اکبر سید ظہورالحسین سجادہ نشین درگاہ فاضلیہ بٹالہ شریف کے ساتویں سجادہ نشین ہیں۔ آپ نے قرآن مجید حفظ فرمایا اور علوم ظاہری و باطنی میں بھی تکمیل کی سلسلہ عالیہ قادریہ میں اپنے والد گرامی سے بیعت کی۔

آپ کی بے شمار کرامات ہیں۔ نہایت بلند ہمت انسان تھے۔ لنگر کا انتظام نہایت اہتمام سے کرتے تھے۔ ہمیشہ پاکی میں سوار ہو کر دورہ تبلیغ کرتے تھے۔ دربار میں بالا خانے کی نہایت پختہ اور خوب صورت عمارت آپ نے ہی بنوائی تھی۔ برطانوی حکومت نے آپ کو پراونشل درباری مقرر کیا تھا۔ لاہور تشریف لاتے تھے۔

وفات آپ کی بمقام بٹالہ شریف۔ ۱۰ شوال ۱۳۱۶ھ مطابق ۱۹۰۰ء عہد ملکہ وکٹوریہ میں ہوئی۔

اور اپنے آبائی قبرستان میں مدفون ہوئے۔

## آقا سید پیر خان قادریؒ

نام سید اکبر شاہ بن سید عیسیٰ شاہ بن علامہ کبیر سید موسیٰ شاہ تھا۔ لقب قطب وقت اور آغا پیر جان صاحب تھا۔ پانچ واسطوں سے سید حسن بادشاہ پشاور سے نسبتاً ملتے ہیں۔ جب بڑے ہوئے تو اپنے بڑے بھائی سید غلام صاحب سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی۔ اور خلافت حاصل کی۔ اس مسلک کی اشاعت و تبلیغ میں آپ نے ہندوستان کابل اور عرب کے متعدد سفر کئے۔ ولادت ۱۲۰۵ھ میں ہوئی۔ سکھوں کا عہد پایا۔

امیر شیر علی خاں والی کابل سے آپ کے اچھے مراسم تھے۔

جب حج کے لئے براستہ لاہور بمبئی پہنچے۔ تو یہاں آپ کے ساتھ خواجہ اللہ بخش تونسوی بھی شامل ہو گئے۔ اس سفر میں آپ کے داماد سید سکندر شاہ بھی تھے۔

وفات ۲۸ جمادی الاول ۱۲۱۵ھ میں بروز سہ شنبہ ہوئی۔ اور پشاور میں اپنی آبائی خانقاہ میں دفن ہوئے۔

## میاں محمد بخش قادریؒ

نسباً آپ فاروقی تھے اور سلسلہ نسب حضرت عمر فاروقؓ تک پہنچتا ہے۔ والد گرامی کا نام میاں شمس الدین قادری تھا۔ اور دادا میاں دین محمد قادری تھے جو حضرت پیر دمڑی والے کے حلقہ ارادت میں تھے۔ ولادت آپ کی کھڑی شریف ضلع جہلم میں ہوئی۔ دربار کھڑی شریف کی مند کافی مدت سے آپ کے خاندان کے تصرف میں تھی۔ حضرت میاں شمس الدین کے تین فرزند تھے

۱۔ میاں بہاول بخش سجادہ نشین۔

۲۔ میاں محمد بخش۔

۳۔ میاں علی بخش۔

آپ کی ولادت ۱۲۲۶ھ مطابق ۱۸۴۳ء میں ہوئی۔ آپ نے بچپن سے ہی علوم ظاہری و

باطنی کی تکمیل کر لی تھی۔ جب ذرا بڑے ہوئے تو ملک کے بیشتر حصوں میں سیروسیاحت اور بزرگانِ دین سے فیوض و برکات حاصل کرنے کے لئے چل کھڑے ہوئے۔ کشمیر بھی گئے۔ وہاں کے بزرگ شیخ احمد ولی کشمیری سے بھی فیض حاصل کیا۔ کشمیر کے جنگلوں میں آپ نے کئی ایک مجاہد سے کئے۔ حضرت پیران پیر سید غوث الاعظم کی آپ نے زیارت کی تھی۔ پھر آپ چکو تری شریف چلے گئے۔ جہاں دریائے چناب کے کنارے بابا جنگو شاہ سہروردی مجذوب سے ملاقات کی۔

”سیدھاں“ پنجابی مصنفہ نجم حسین سید میں لکھا ہے کہ میاں محمد بخش مصنف سیف الملوک لاہور آئے اور اپنے اباؤ اجداد میں سے مولوی عبداللہ کے مکان میں ٹھہرے۔ یہاں میاں صاحب نے پانچ ماہ قیام کیا اور سیف الملوک کتاب کو مکمل کیا۔ یہ کتاب آپ نے ۳۲ سال کی عمر میں لکھی اور ایک سال میں مکمل کر لی تھی۔

تصنیفات میں سے تحفہ میراں۔ قصہ سوہنی مہینوال۔ قصہ شیخ صنعان۔ تحفہ رسولیہ۔ کراماتِ غوث الاعظم۔ قصہ مرزا صاحبان۔ عشقِ سخی: شیریں فرہاد۔ نیرنگ شاہ منصور۔ گلزارِ فقر۔ تذکرہ مقیمی۔ ہدایتِ اسامین اور سیف الملوک مشہور ہیں۔

نمونہ کلام:

واہ واہ میراں شاہ شہاندا سید دوہیں جہانیں  
 غوث الاعظم پیر مپیراں دا ہے محبوب سُبجانی  
 نانک دادک وتوں اُچپا سچا حبیبوں نسبوں  
 نبیاں نالوں گھٹ نہ رہیا ہر وصفوں ہر وسبوں  
 آل نبی اولاد علی دی صورت شکل انہسانی  
 نام لیاں لکھ پاپ نہ رہندے میل اندردی جانڈی  
 غوثانڈے سر حضرت میراں تدم مبارک دھریا  
 جو دربار انہسانڈے آیا حسانی مہانڈا مہریا

وفات میاں محمد بخش کی ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۴ء میں ہوئی۔ اور کھڑی شریف میں اپنے آبائی

## حضرت عبدالوہاب قادری المشہور بہ پیر مائنی شریف

حضرت عبدالغفور اخوند سوات کے خلف تک ہیں جنہوں نے شمال مغربی سرحدی صوبہ میں سلسلہ عالیہ قادریہ کو غیر معمولی فروغ بخشا۔ ان میں آپ کا نام گرامی ہمیشہ زندہ جاوید رہے گا۔ آپ نے احیائے ملت اور اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر بے شمار مصائب و آلام بھی جھیلے۔ آپ کے آباؤ اجداد موضع اکوڑہ ٹٹک تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور کے رہنے والے تھے لیکن سکھا شاہی کے دور میں آپ کے والد مولانا ضیاء الدین اپنا وطن چھوڑ کر بداش میں آگئے اور اس موضع کی مسجد میں امامت کے فرائض انجام دینے لگے۔ حضرت عبدالوہاب اس وقت آپ کے ساتھ تھے۔ اس کے بعد آپ اور آپ کی اولاد ڈیرہ کٹی خیل میں مقیم ہو گئے۔ اس زمانہ میں آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت عبدالغفور اخوند سے بیعت کر لی۔ ۱۸۶۲ء میں جب انگریزی افواج نے ملاکنڈ اور سوات پر قبضہ کرنے کی نیت سے حملہ کیا تو آپ نے اپنے پیرو مرشد کی طرف سے بہادری کے خاصے جوہر دکھائے۔ جس پر آپ کو خلافت ملی۔ قیام مانگی شریف، چونکہ موضع کٹی خیل میں پانی کی کمی تھی۔ اس لئے آپ اپنے مرشد کی ہدایت پر مانگی شریف منتقل طور پر آباد ہو گئے اور پیر مانگی شریف کہلانے لگے آپ کو مغربی تہذیب سے انتہائی نفرت تھی۔ مجالس میں سادگی آپ کا شعار تھا۔ آپ لاہور بھی تشریف لائے تھے۔ آپ کے پانچ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تھیں۔ صاحبزادوں کے نام یہ ہیں۔

- ۱۔ عبدالحق ثانی رح۔
- ۲۔ عبدالسزاق عرف حاجی گل۔
- ۳۔ عبدالرحمن۔
- ۴۔ عبدالقیتوم۔
- ۵۔ عبدالواسع۔

آپ کے بہت سے خلفاء تھے مگر مریدین کی تعداد تو بے شمار تھی۔ آپ کی تصانیف میں احکام المذاہب اور ہدایت الابرار بہت مشہور ہیں۔

وفات اکتوبر ۱۹۰۴ء میں ہوئی۔

مزارِ اقدس مانگی شریف میں زیارت گاہِ خاص و عوام ہے۔ وفات کے بعد آپ کے بڑے صاحب زادے عبدالحق ثانی سجادہ نشین ہوئے۔

## پیر فقیر اللہ شاہ قادری نوشاہی

آپ کے والد کا نام پیر احمد شاہ بن پیر فاضل شاہ تھا۔ نوشاہی برقدازی سلسلہ میں اپنے والد صاحب کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ شب و نیل عبادت الہی میں ہر وقت منہمک رہتے روحانی اور جسمانی بیماریوں کے معالج تھے۔ امٹھرا اور جذام والے آپ کے دم مسیحائی سے شفا پاتے تھے۔ بدوٹہی سے لاہور تشریف لے کر ہٹوا کرتے تھے۔

وفات آپ کی وفات سید شرافت نوشاہی نے شریف التواریخ کی تیسری جلد کے چھٹے حصے موسوم بہ صحائف الاسرار میں ۱۳۲۲ھ لکھی ہے۔ مطابق ۱۹۰۶ء۔ مزار اقدس بدوٹہی ضلع سیالکوٹ میں واقع ہے۔

## حضرت مولانا سید حافظ محمد شاہ صاحب نیک اختر نوشاہی قدس سرہ

ساہن پال شریف ضلع گجرات۔

آپ عاشق ذاتِ خدا، لایزال، محبوب ایزد و متعال، مظہر انوارِ رحمانی، معدن صفاتِ ربانی، قطب الاقطاب، فرد الاحباب، یوسف و جاہت، ابراہیم سیرت، صاحب خلق و محبت و شوق و ذوق تھے۔

آپ کا نام محمد شاہ، القاب شاہ صاحب، اور نیک اختر تھے۔ آپ حضرت مولانا سید محمد امین مختار سالکین نوشاہی کے فرزندِ مکرم اور مرید و خلیفہ اعظم و سجادہ نشین تھے۔

آپ کی ولادت ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۴ء میں ہوئی۔ آپ نے علوم و ظاہری کی تکمیل اپنے والد بزرگوار اور عمِ حقیقی سید محمد شفیع نوشاہی اور مولانا سید غلام قادر بن سید عبداللہ نوشاہی سے کی۔ ہم چند سال گاکھڑہ کلاں میں مولانا جمال الدین حقانی کے پاس رہے۔ اور فقہ و حدیث و

طب ویاں بے پڑھی آپ کا سلسلہ تلمذ حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی تک پہنچتا ہے۔ آپ فاضل  
مجتہز قرآن مجید کے حافظ تھے۔ آپ کو اٹھائیس علوم و فنون میں مہارت تھی۔

آپ کو پانچ سال کی عمر میں اپنے جد امجد حضرت سید حافظ قلی احمد پاکذات نوشاہ ثانی نے  
ذکر کلمہ طیبہ کی تلقین سے نوازا اور آپ کے حق میں بہت بشارتیں فرمائیں۔ بعد ازاں اپنے والد  
بزرگوار کی بیعت سے سرفراز ہو کر مقامات سلوک کا یہ کورے فرمایا۔ اور خلافت کبریٰ حاصل  
کی۔ ان کی وفات کے بعد حضرت سید مکھن شاہ نوشاہی نادری لاہوری کے فیض سے مستفیض ہوئے  
آپ ظاہر بشریعت آراستہ اور باطن بطریقیت پیراستہ تھے۔ اپنے جد امجد کی وراثت میں  
مقام غوثیت پر فائز ہوئے۔ سب سلسلوں کے درویش آپ کے حضور میں آکر سبق حاصل کرتے  
تھے۔ آپ کی استعداد بہت بلند تھی۔ خوارق و کرامات اکثر صادر ہوتے تھے۔

آپ کی سجادگی کے پہلے سال میں ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۸۹۲ء میں روضہ اقدس نوشہ گنج بخش  
کی مرمت ہوئی۔ اور سفیدی کرائی گئی۔

آپ کوئی مرتبہ لاہور شریف سے گئے۔ محلہ شاہ ابوالمعالی میں آپ کے کچھ مرید و احباب  
رہتے تھے ان کے ہاں ٹھہرتے۔ درگاہ حضرت شاہ ابوالمعالی اور مزار حضرت داتا گنج بخش  
کی زیارت سے مشرف ہوا کرتے۔

آپ کے حالات کتاب شریف التواریخ جلد دوم موسوم بہ طبقات النوشاہیہ اور  
کتاب اذکار نوشاہیہ میں سے لکھے گئے ہیں جو سید ابو ظفر شریف احمد شرافت نوشاہی کی تصنیف  
سے ہیں۔ نیز شرافت صاحب نے آپ کے حالات میں ایک مستقل کتاب "تذکرہ محسد شاہی"  
لکھی ہے جو تقریباً ایک ہزار صفحہ کی ضخامت رکھتی ہے۔ آپ کے کرامات، مقامات، واقعات  
بتفصیل بیان کئے ہیں۔

آپ کی تعینت سے مندرجہ ذیل کتابیں سید شرافت نوشاہی کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔

- ۱۔ روزنامہ محسد شاہی۔ یہ آپ کا ستر سالہ روزنامہ ہے۔
- ۲۔ مکتوبات محسد شاہی۔ جمع کردہ سید شرافت نوشاہی مرحوم۔
- ۳۔ ملفوظات محسد شاہی۔ جمع کردہ اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفیٰ نوشاہی مرتبہ سید شرافت۔

۴۔ کتاب الفوائد۔ مرتبہ سید شرافت نوشاہی۔

۵۔ فہرست تفسیر حسینی۔ تین مرتبہ مطالعہ کے بعد آپ نے مرتب فرمائی۔

آپ کے دو صاحبزادے تھے۔

(۱) سید سرور عالم۔ بعمہ ہفت روزہ انتقال فرمایا۔

(۲) اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشاہی متوفی ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹۶۵ء۔

آپ کے خواص مریدین یہ تھے۔

(۱) میاں غلام محمد فقیر۔ متوفی ۱۳۳۰ھ متوطن اگر وہیہ۔ مدفون گا کھرہ۔

(۲) شیخ عمر شاہ درویش۔ متوفی ۱۳۲۱ھ مدفون کوٹلی لوہاراں۔ ضلع سیال کوٹ۔

(۳) سائیں مابلے شاہ درویش۔ متوفی ۱۳۶۸ھ مطابق ۱۹۴۸ء۔ مدفون سازنگ۔ ضلع گجرات۔

(۴) سائیں فرمان علی خرکتوی۔ متوفی ۱۳۶۸ھ مطابق ۱۹۴۹ء۔ مدفون ساہن پال شریف۔

حضرت سید حافظ محمد شاہ صاحب کی وفات بعمہ چھپن سال بابیسویں محرم ۱۳۲۴ھ

مطابق ۱۹۱۸ء میں ہوئی۔ مزار ساہن پال شریف۔ ضلع گجرات میں مقبرہ نوشاہیہ میں ہے۔

## امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ۱۲۶۲ھ مطابق ۱۸۵۶ء بمقام بریلی ہوئی۔ سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ مولانا احمد رضا

خان بریلوی بن مولانا نقی علی خاں بن مولانا رضا علی خاں بن حافظ کاظم علی خاں بن محمد اعظم خاں

بن سعادت یار خاں بن مولانا سعید اللہ خاں۔ بریلی شہر علاقہ روہیل کھنڈ کا مرکزی مقام سے۔ آپ نے چار

سال کی عمر میں قرآن مجید کی تعلیم سے فراغت حاصل کر لی۔ اور چھ سال کی عمر میں ایک مجمع کثیر کے سامنے

ربیع الاول کے مہینے میں طبر پر رسالہ میلاد پڑھا۔ ۱۸۶۹ء تک تمام درسی علوم سے فارغ ہو گئے اور معقول و

منقول کی تحصیل اپنے والد گرامی سے کر لی۔ اور اس دن انہوں نے فتویٰ نویسی کا کام آپ کے

سپرد کر دیا۔ ۱۸۷۷ء میں حضرت شاہ آل رسول قادری ماہروی سے بیعت ہوئے اور تمام سلسلوں

کی اجازت و خلافت حاصل کی۔ ۱۸۷۸ء میں اپنے والد ماجد کے ساتھ زیارت حرمین الشریفین سے

مشرف ہوئے۔ اور وہاں کے اکابر علماء و فضلاء یعنی سید احمد دہلان مفتی شافعیہ اور عبدالرحمن سراج مفتی فقیہہ سے حدیث، فقہ، اصول، تفسیر اور دوسرے تمام علوم و فنون کی تکمیل کی۔ اور سند حاصل کی۔

ایک دن نماز مغرب مقام ابراہیم علیہ السلام میں ادا کی۔ نماز کے بعد امام شافعیہ حسین بن صالح جمل اللیل بغیر کسی سابقہ تعارف کے ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کو اپنے گھر لے گئے۔ دیر تک ان کی پیشانی کو تھامے رہے اور فرمایا **لَوْ سَأَلْتُ اللَّهَ مِنْ هَذَا الْجَبَّيْنِ** بیشک میں اس پیشانی سے اللہ کا نور دیکھتا ہوں۔ اس کے بعد صحاح ستہ کی سند اور سلسلہ عالیہ قادریہ کی اجازت اپنے دستخط خاص سے مرحمت فرمائی۔ بریلی شہر صرف آپ کی وجہ سے ہی اکناف و اطراف دنیا میں مشہور ہوا مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کئی دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

مولانا سعید اللہ خاں جو آپ کے اجداد میں سے تھے، عہد حکومت مغلیہ میں قندھار سے لاہور تشریف لائے۔ لاہور کاشیش محل انہی کی جاگیر تھا۔ پھر لاہور سے دہلی تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ شش سزاری تھے اور خطاب شجاعت جنگ بلا۔

ورود لاہور؛ مجھے سید ابوالبرکات قادری نے بتایا ہے کہ آپ لاہور تشریف لائے تھے۔ اور کئی دوسرے معتبر حضرات نے اس کی تصدیق کی ہے۔ مفتی انجمن دلی خاں نے مؤلف کتاب کو بتایا کہ ان سے شیخ محمد دین ٹھیکیدار محل روڈ لاہور نے بتایا کہ جب اعلیٰ حضرت بریلوی لاہور جامعہ نعمانیہ کے ایک اجلاس میں دستار بندی کے لئے تشریف لائے تھے تو شیخ صاحب موصوف نے اعلیٰ حضرت کے پیچھے نماز عصر ادا کی تھی۔ اس کے علاوہ حیات اعلیٰ حضرت میں مولانا ظفر الدین لکھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت جب لاہور انجمن نعمانیہ کے اجلاس میں شرکت کے لئے لاہور تشریف لائے تھے تو مدرسہ ہذا کے منتظمین نے ایک مدرس کی خدمات آپ سے طلب کیں تو آپ نے فرمایا کہ وہ بریلی واپس جا کر ایک مدرس لاہور بھیجیں گے چنانچہ اعلیٰ حضرت نے واپس بریلی جا کر مولانا ظفر الدین کو لاہور میں بھیجا اور وہ کچھ عرصہ جامعہ نعمانیہ میں بطور مدرس کے کام کرتے رہے۔ آپ اپنے وقت کے زبردست عالم عارف مصنف اور فقیہ تھے۔ اور اس صدی کے مجدد تھے متداول علوم عربیہ ادیبیہ میں ماہر کامل فنون عقلیہ و نقلیہ میں ایجاد و اجتہاد پر ناز تھے۔ نعت گوئی میں آپ کا مرتبہ کرامت علی شہیدی، حسن کاکوردی، بیدل رامپور، امیر مبنائی، حسرت موہانی

ظفر علی خاں سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ مفکرِ پاکستان علامہ اقبال قادریؒ نے علی گڑھ میں فرمایا تھا کہ۔  
 مولانا بریلوی جیسا طباع اور ذہین فقیہ کم ہی نظر آتا ہے۔ ان کے فتاویٰ ان کے ذہانت، فطانت اور  
 جودت طبع کے شاہد عادل ہیں (فاضل بریلوی اور ترک موالات)۔ آپ کے تبحر علمی کو نہ صرف علمائے  
 ہندوستان بلکہ عرب و عجم خصوصاً مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے مفتیان مذاہب اربعہ بھی تسلیم کرتے ہیں  
 تصنیفات: آپ نے ساری غیر تصنیف تالیفات کا سلسلہ جاری رکھا۔ کنز الایمان کے نام سے  
 آپ نے قرآن مجید کا ترجمہ لکھا۔ یہ ترجمہ دیگر تمام تراجم سے ممتاز اور منفرد حیثیت کا حامل ہے۔ تراجم  
 سر سید احمد خاں، میرزا حیرت دہلوی، مولوی فتح محمد خاں جالندھری، ڈپٹی نذیر احمد دہلوی، مولوی  
 اشرف علی تھانوی، شیخ محمود حسن دیوبندی اور مولانا مودودی اس کے مقابل میں کسی گنتی میں  
 نہیں ہیں۔ یہ ترجمہ تفاسیر معتبرہ قدیمہ کے مطابق ہے۔ زبان کی روانی اور سلاست میں بے مثل ہے  
 عوامی لغات اور بازاری زبان سے یکسر پاک ہے۔ حضرات انبیاء کی عظمت و حرمت کا محافظ و نگہبان  
 ہے۔ قرآن مجید کے مخصوص محاوروں کی نشاندہی کرتا ہے

آپ کے خاص فقہی مسائل میں فتاویٰ رضویہ بارہ جلدوں میں بارہ ہزار صفحات پر مشتمل ہے  
 کم و بیش ایک ہزار تصانیف آپ کی یادگار ہیں۔ جو پچاس علوم و فنون پر حاوی ہیں۔ علم تفسیر، علم حدیث  
 علم فقہ، علم کلام و عقائد، تصوف و اذکار، تجوید، تاریخ، سیر، مناقب ادب، نحو، لغت، عروض  
 علم حیر و مقابلہ، نجوم و حساب، فلسفہ و منطق وغیرہ سبھی علوم پر آپ کا ذخیرہ کتب موجود ہے۔

### فہرست خلفائے کرام اور ارشد تلامذہ

آپ کے بے شمار خلفاء تھے جن میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) مولانا عبدالعلیم قادری صدیقی میرٹھی (والد ماجد مولانا شاہ احمد نورانی)

(۲) مولانا ضیاء الدین قادری رضوی مدنی

(۳) حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی

(۴) مولانا امجد علی صاحب بہار شریعت

(۵) صدر الافاضل مفتی نسیم الدین مراد آبادی

(۶) مولانا دیدار علی شاہ الوری (لاہوری)

- ۷۔ مولانا محمد شمیم علی لکھنویؒ  
 ۸۔ محدث اعظم ہند مولانا سید محمد حیلانی کچھوچھویؒ  
 ۹۔ مولانا نواب سلطان احمد خاں بریلویؒ  
 ۱۰۔ مولانا حسن رضا خاں برادر اوسط اعلیٰ حضرتؒ  
 ۱۱۔ مولانا محمد رضا خاں برادر خورد اعلیٰ حضرتؒ  
 ۱۲۔ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلویؒ  
 ۱۳۔ مولانا ابو محمد امام الدین کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ پنجاب۔  
 ۱۴۔ مولانا احمد اشرف اشرفی حیلانی کچھوچھویؒ  
 ۱۵۔ مولانا محمد شریف کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ۔  
 ۱۶۔ مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری لاہوری۔  
 ۱۷۔ مولانا احمد حسین خان امرہویؒ

### آپ کا نعتیہ کلام؟

واہ کیا جو د و کسرم بے شرہ بطحا تیرا  
 ”نہیں“ سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا  
 دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ بے قطرہ تیرا  
 تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا  
 میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب  
 یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا  
 تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع  
 جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

واہ کیا مرتبہ اسے غوث ہے بالا تیرا  
 ابن زہرا کو مبارک ہو عروس قدرت  
 اُدنیچے اُدنیچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا  
 قادری پائیں تصدق سے دُلہا تیرا

بندہ قادر کا بھی قادر بھی ہے عبدالقادر  
 قطب ابدال بھی ہے محور ارشاد بھی ہے  
 سرِ باطن بھی ہے ظاہر بھی ہے عبدالقادر  
 مرکز دائرہ سر بھی ہے عبدالقادر  
 مفتی شرع ہی ہے قاضی ملت بھی ہے  
 علم اسرار سے ماہر بھی ہے عبدالقادر

سب سے ادلی و انلی ہمارا نبی  
 اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی  
 سب سے بالا و والا ہمارا نبی  
 دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی  
 شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی  
 شمع بزمِ بدایت پہ لاکھوں سلام  
 بیکیوں کا سہارا ہمارا نبی  
 بیکیوں کی لطافت پہ لاکھوں سلام  
 غمزدوں کو رضا مزہ دیکھے کہ ہے  
 غمزدوں کی سزا ہمارا نبی  
 غمزدوں کی سزا پہ لاکھوں سلام

مُصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام  
 جس کے ماتھے شفاعت کا سہارا  
 شمع بزمِ بدایت پہ لاکھوں سلام  
 اُس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام  
 جس کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھٹکی  
 اُن بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام  
 موجِ بحرِ سخاوت پہ لاکھوں سلام  
 لائو جس سمت اٹھا غنی کر دیا

## مُبا عنی

درِ شہر گہ جناب عبدالقادر  
 چوں نشر کنی کتاب عبدالقادر  
 از متاوریاں مجو جدا گانہ حساب  
 مدے شہر از حساب عبدالقادر

اولاد: آپ کے دو صاحبزادے تھے۔

(۱) حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ

(۲) مولانا مصطفیٰ رضا خاں مفتی اعظم ہند مدظلہ

وفات: آپ کا وصال ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء عہدِ انگریزی حکومت میں ہوا۔ مزار پر الوار بریلی شریف (ہندوستان) میں بنا۔ نماز جنازہ آپ کے صاحبزادے مولانا شاہ حامد رضا خاں نے پڑھائی۔ "شیخ الاسلام والمسلمین" ماوہ وفات ہے۔

آپ کے یوم وفات پر بریلی شریف میں آپ کا عرس مبارک ہوتا ہے اور لاہور میں مرکزی مجلس رضا (لاہور) کے زیر اہتمام جامع مسجد لودی بالمقابل ریلوے اسٹیشن۔ لاہور آپ کا یوم نہایت تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔

### سید احمد اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی قادریؒ

آپ کے والد گرامی کا نام سید علی حسین شاہ اشرفی تھا۔ نہایت تشکیل و وجیہ تھے۔

ولادت ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۹ء بروز جمعہ ۱۲ شوال کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم و تربیت اساتذہ کچھوچھو سے حاصل کی۔ مفتی لطف اللہ علی گڑھی سے درسیات تکمیل کی۔ عالم رویا میں آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی دستار بندی فرمائی۔

بیعت: اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی کے اجلہ تلامذہ میں تھے اور انہیں سے فیوض و برکات حاصل کئے۔

اعلیٰ حضرت کے قصیدہ معراجیہ کے شارح تھے۔ برس ہا برس جامعہ اشرفیہ روح آباد شریف میں مسندِ درس پر فائز رہے۔ لاکھوں کا حلقہ ارادت تھا۔ و غلط نہایت پُر تاثیر ہوتا تھا۔ لاہور کی حاضری دی تھی۔

وفات ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۵ء میں ہوئی۔ اس وقت آپ کے والد گرامی حیات تھے۔ وصال برسن طاغون ہوا۔ شاہ محمد مختار اشرفی آپ کے بڑے صاحبزادے آپ کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔

### حافظ غلام قادر شاہ قادریؒ

آپ کی ولادت باسعادت جالندھر محلہ خراویاں میں ۱۸۴۲ء میں ہوئی۔ حافظ غلام رسول جالندھری سے سات برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا جب ذرا بڑے ہوئے تو سلسلہ عالیہ قادریہ

میں حضرت غلام محی الدین خاں المعروف پیر قادری سے بیعت کی۔ ملٹری ہیڈ کوارٹرز شملہ میں ملازم تھے۔ وہاں سے پنشن لے کر ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ مولانا غلام قادر گرامی آپ کی مجلس میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ شجرہ بیعت اس طرح ہے۔ آپ نے حضرت غلام محی الدین خاں پیر قادری سے بیعت کی۔ انہوں نے حضرت نور احمد عرف سائیں منکہ شاہ سے۔ انہوں نے قلندر عبدالرسول شاہ سے۔ انہوں نے شاہ غلام غوث بٹالوی سے۔ انہوں نے حضرت غلام قادر شاہ بٹالوی سے۔ انہوں نے حضرت شاہ فاضل الدین قادری بٹالوی سے۔

آپ نہایت حلیم الطبع۔ دنیاوی معاملات میں محتاط تھے۔ ہر ایک سے خوش خلقی اور خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ اپنے وقت کے غوث اور قطب مدار تھے۔ سوانح حیات حافظ غلام قادر شاہ میں ملتا ہے کہ ابدال۔ رجال الغیب جو دنیا میں مختلف حصوں میں موجود ہیں اور مختلف کاموں میں مامور ہیں۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

آپ کے خلفاء میں حضرت بابا محمد حسین خاں قادری المتوفی ۱۹۱۲ء بہت مشہور ہیں۔ بن کا مزار شملہ میں ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی آپ کے کئی خلفاء تھے۔

حافظ غلام قادر شاہ صاحب لاہور بھی تشریف لاتے تھے۔ راجہ ہرنام سنگھ مہاراجہ کپور تھلہ کا چھوٹا بھائی جب گورنمنٹ پنجاب کے زیر عتاب آیا تو آپ کی دعا و برکت سے ہی وہ اس عتاب سے محفوظ ہوا۔

آپ کا وصال حالندھری میں ۵ ربیع الاول ۱۳۴۵ء مطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۲۶ء بوقت پیر بمر ۸۳ سال ہوا۔ آپ کے بعد میاں شمس الحق قادری آپ کے فرزند سجادہ نشین ہوئے۔ جن کی پیدائش ۱۸۸۲ء میں بمقام شملہ ہوئی تھی۔ قیام پاکستان کے بعد ان کی وفات گوجرانوالہ میں ہوئی اور وہیں دفن ہوئے۔ یہ واقعہ ۱۹۴۸ء کا ہے۔

## حضرت حافظ محمد عبداللہ قادری

آپ اپنے چچا محترم حافظ محمد صدیق بانی بھرچونڈی شریف کے صحیح جانشین تھے۔ ولادت ۱۲۸۳ء بمطابق ۱۸۶۶ء میں ہوئی۔ قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد درس نظامی بیس سال کی عمر میں

مکمل کر لیا۔ آپ کے والد گرامی کا نام قاضی اللہ بخش تھا۔ جو شیخ اعظم حافظ محمد صدیق کے برادر خورد تھے۔ مزامیر کے سختی سے مخالف تھے اور اسے دین و ایمان میں رخنہ تصور فرماتے۔ حضور سیدنا غوث الاعظم کے عرس کا باقاعدہ اہتمام فرماتے اور اس موقع پر بہترین پوشاک کسی درویش یا عالم کو دیتے۔ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کی زیارت کی۔ آپ کی محفل میں مسائلِ علمیہ و تصوف کا ایک حسین امتزاج ہوتا تھا۔ اکثر فرمایا کرتے۔ آج کل کے علماء حرام کھاتے ہیں اور پاخانہ حلال پھرتے ہیں۔ نیا کپڑا جب تک دھلویا نہ جاتا نماز پڑھانے کے قابل نہ سمجھا جاتا۔ سیر و سیاحت کے سلسلہ میں لاہور تشریف لائے تھے۔

تحریکِ خلافت کے زمانہ میں آپ نے سندھ کو دارالہرب قرار دینے کی مخالفت کی۔ اور برصغیر پاک و ہند کے بیشتر علماء سے اس کے متعلق فتاویٰ حاصل کئے۔ جن میں حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی کا فتویٰ بھی شامل ہے۔ اس لئے بے شمار لوگ نقل مکانی سے پرہیز کئے۔

وفات آپ کی ۲۵ رجب ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۲۴ء میں ہوئی۔ اور اپنے خاندانی قبرستان واقع بھرچونڈی شریف علاقہ سندھ میں دفن ہوئے۔

## حضرت قاضی سلطان محمود قادری رحمہ

آباؤ اجداد؛ والد ماجد کا اسم گرامی حضرت غلام غوث تھا۔ جن کا شجرہ نسب اس طرح ہے۔ حضرت غلام غوث بن حضرت غلام مصطفیٰ بن حضرت غلام محمد بن حضرت حافظ محمد محفوظ بن حضرت محمد جمیل بن حافظ محمد جمال۔ حضرت غلام غوث تمام علوم مروّجہ میں متبحر کامل تھے۔ خطِ نسخ و نستعلیق دونوں میں شگفتہ تھے۔ عنفوانِ شباب میں قصیدہ بردہ شریف اور دلائل الخیرات وغیرہ کا شغل رہا۔

وفات ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۴ء میں بمقام آوان شریف ہوئی اور وہاں ہی دفن ہوئے۔ ولادت و تعلیم و تربیت؛ ولادت آپ کہ آوان شریف میں ہوئی۔ جو گجرات سے بائیس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ پہلے اس قصبہ کا نام محمد پور آوان تھا۔ سن ولادت ۱۲۵۶ھ مطابق ۱۸۴۰ء ہے۔ تکمیلِ علوم کے لئے گجرات۔ کھاریاں۔ جہلم۔ پشاور۔ کیمبل پور وغیرہ جگہوں پر گئے اور پچیس سال کی عمر تک تمام علوم پر حاوی ہو گئے۔ آوان شریف میں آپ کا ایک بہت بڑا کتب خانہ تھا جس

سے طالبان دین استفادہ کرتے تھے۔ سلسلہ بیعت اس طرح ہے۔ قاضی سلطان محمود مرید حضرت  
عبد الغفور اخوند صاحب کے۔ وہ محمد شعیب قادری کے۔ وہ حافظ محمد قادری کے۔ وہ محمد صدیق قادری  
کے۔ وہ جنید پٹاوری کے۔ وہ احمد ملتانوی کے۔ وہ شاہ عالم دہلوی کے۔ وہ شاہ منور علی کے  
وہ شاہ دولا کبیر الدین کے۔ وہ محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی کے۔

بیعت؛ آپ نے قادری سلسلہ میں حضرت اخوند صاحب قادری سے بیعت فرمائی تھی۔ جن کا قیام  
سید و شریف ریاست سوات میں تھا۔ پیرو مشد کی حاضری کو عین ایمان سمجھتے تھے۔ آپ نے  
اس دربار میں دس حاضر یاں دی تھیں۔ حضرت اخوند صاحب نے آپ سے دو چلے کر ائے تھے۔  
ایک چالیس روز کا اور ایک دس روز کا۔ حضرت اخوند صاحب کی وفات ۱۳۸۸ھ میں سید و شریف  
میں ہوئی تھی۔

لاہور میں آمد؛ جب آپ ملتان تشریف لے گئے تو راستہ میں شب لاہور میں ٹھہرے۔ اور حضرت  
داتا گنج بخش کے مرقد منور پر قیام کیا۔ آپ نے ایک دفعہ مولوی عبدالقادر لاہوری کو خط لکھا کہ  
حضرت داتا گنج بخش علی بن عثمان بھوی کے حضور جب جاؤ تو قلب حاضر کے ساتھ جاؤ۔ اور دو  
چار ڈول پانی کھینچ لیا کہ وہ۔ مولف کتاب فیوضات غوثیہ میں لکھتا ہے کہ حضرت قاضی صاحب نے  
حضرت داتا گنج بخش لاہوری کے مزار گوبر بار پر حاضری دی اور رات کو وہاں قیام فرمایا ہے۔ سنا  
ہے کہ ایک موقعہ پر لوگوں نے حضرت کو مجبور کر کے حضور داتا صاحب کی مسجد میں دعوت کھنے کے  
لئے منبر پر کھڑا کر دیا۔ حضور کچھ خاموش رہے پھر فرمایا کہ بھائیو۔ پڑھا تو بہت کچھ تھا مگر بھول چکا  
ہوں۔ بس اتنا کہنا تھا کہ لوگوں پر رقت طاری ہو گئی۔ اور حاضرین نے رونا شروع کر دیا۔

اخلاقِ عالیہ؛ آپ کا لباس نہایت سادہ ہوتا تھا۔ تصنع آپ کو قطعاً پسند نہ تھا۔ رسم و رواج کے  
پابند نہ تھے۔ لوگوں کا کثرت سے آنا جانا ناپسند فرماتے۔ شہرت سے نفرت تھی۔ اور نہ ہی بڑے آدمیوں  
سے مدد پسند فرماتے۔ عموماً آپ نذرانہ قبول نہ فرماتے تھے۔ مگر ہدیہ قبول فرما لیتے۔ چھوٹوں پر شفقت  
فرماتے۔ اتباعِ نبوی کے نشہ میں ہمہ تن محمور اور شریعتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے نوحہ سے ہمہ تن  
معمور تھے۔ بلا تفریقِ مذہب و ملت ہر شخص سے مروّت سے پیش آتے۔ اہل خانقاہ۔ درویشوں  
اور خاندانِ مشائخ کا نہایت احترام فرماتے۔ طبیعت میں تحمل کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

## خلفائے عظام

- ۱۔ صاحبزادہ محبوب عالم حقیقی بقیہ حضرت قاضی صاحب سجادہ نشین۔
- ۲۔ مولوی عبدالرحمن قادری ساکن پنڈی سرہاں ضلع کیمبل پورہ لنگ۔
- ۳۔ مستری احمد بخش قادری۔ راولپنڈی۔
- ۴۔ ماسٹر اللہ بخش المتونی پشاور۔
- ۵۔ مولوی سراج دین قادری لاہوری اولاد شاہ عنایت قادری لاہوری۔
- ۶۔ حافظ عبداللہ شاہ گجراتی۔
- ۷۔ ملا نیاز الدین تیراہی المتونی ضلع ہزارہ۔
- ۸۔ سائیں چپ شاہ المتونی ضلع ہزارہ۔
- ۹۔ پیر شیر شاہ پنڈی میانی ضلع گجرات۔
- ۱۰۔ حضرت سید محمد شاہ قادری ضلع گجرات۔

## آپ کے مداحین

- ۱۔ مولانا نبی بخش علوانی لاہوری۔
- ۲۔ میاں محمد بخش مصنف سیف الملوک۔
- ۳۔ پیر جماعت علی شاہ علی پورہ ستیڈاں۔

## دیگر بیعت شدہ حضرات

- ۱۔ نواب فخر یار جنگ فنانشل منسٹر نظام حیدر آباد دکن۔

وصال؛ ساٹھ سال کی عمر میں بیماریوں نے آپ کے جسم کو لاغر اور کمزور کر دیا تھا۔ آخری عمر میں رعشہ بھی ہو گیا تھا۔ وفات سے تین سال قبل آپ اپنے مکان سے گاؤں کے دائرہ (چوہال) میں منتقل ہو گئے تھے۔ اور آخری وقت تک وہاں ہی رہے۔ کیونکہ وہاں ہی آپ کے اباؤ اجداد کی قبور تھیں۔ یہاں آپ کی وفات یکم شعبان ۱۳۳۷ھ مطابق ۲ مئی ۱۹۱۹ء میں بروز جمعہ ہوئی۔ تاریخ وصال "قبلہ، سلطان محمود" اور کل نفس ذائقہ اکوت" سے نکالی گئی ہے۔

آپ کے خلیفہ حضرت ملا نیاز الدین تیراہی نے غسل دیا اور نماز جنازہ پڑھائی۔  
مرقد منور آقان شریف ضلع گجرات میں ہے۔

### تصانیف و مکتوبات؛

آپ بالعموم فارسی میں خطوط لکھا کرتے تھے۔ ان خطوط کا نمونہ آپ کتاب "مقامات محمود" میں مطالعہ کر سکتے ہیں۔ جو کہ آپ نے وقتاً فوقتاً مختلف حضرات کو تحریر کئے تھے۔

## حضرت شیخ ابراہیم الجیلانی بغدادیؒ

آنجناب حضرت غوث الاعظم بغدادی کی اولاد سے تھے اور بغدادی کی گدی کے سجادہ نشین جب آپ لاہور تشریف لائے تھے تو آپ نے مزنگ میں ایک امیر آدمی کے ہاں قیام فرمایا تھا اسی جگہ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری آپ سے ملے تھے۔ چنانچہ ان دونوں بزرگان کی آپس میں مذہبی گفتگو ہوئی۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ حضرت میاں صاحب شرقپوریؒ کا بھی مقام بہت بلند ہے۔ بعد میں حضرت شیخ ابراہیم الجیلانی جب ہندوستان گئے تو وہاں بیٹی میں ان کا وصال ہو گیا تھا۔ وصال ۱۹۳۰ء میں ہوا۔

آپ ہی کے خاندان سے ایک بزرگ آج کل پاکستان میں مقیم ہیں۔ "انجیل جہاں" کراچی ۲۳ مئی ۱۹۴۲ء ان کے متعلق یوں لکھا ہے۔

چمن قادریت کے گل شاداب

پاکستان میں سابق سفیر عراق السید عبدالقادر الگیلانی مدظلہ کی ذات گرامی چمن قادریت کے عطر بیز گل تلواب کی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کی فضا کو خصوصیت کے ساتھ کراچی کی قادریت کی خوشبو سے زیادہ معطر بنانے میں موصوف کی ذات والا صفات کو بڑا درجہ حاصل ہے اور کیوں نہ ہو وہ چشم و چراغ غوثیت ہیں۔ لہذا یہ کام انہی کا تھا۔ جولائی ۱۹۴۸ء میں وہ مملکت عراق کے سفیر و کبیر کی حیثیت سے پاکستان تشریف لائے تھے لیکن اب محسوس ہوتا ہے کہ ان کے مورث اصلی شیخ

بغداد بھی کے یہ ہم نام بھی ہیں۔ انہوں نے پاکستان میں اپنے سلسلے کی سفارت بھی ان ہی کے سپرد فرمائی اور موصوف نے یہ دونوں فرائض جس خوش اسلوبی سے انجام دیئے۔ اس کو عراق اور پاکستان دونوں ممالک کے عوام و خواص نوب جانتے ہیں۔ تاریخ ۱۹۷۲ء میں آپ سفارت کے عہدے سے سبکدوش ہو کر عراق واپس جانے لگے تو اہل پاکستان کی محبت نے ان کے قدم پکڑ لئے۔ آپ کا اصل کام ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنا ہی تو ہے۔ پھر بھلا آپ پاکستانیوں اور خاص طور پر اپنے حلقہ بگوشوں کے دلوں کو توڑ کر کس طرح جا سکتے تھے۔ آپ کے دم سے کراچی جیسے مصروف اور کاروباری شہر میں بڑی روحانی آسودگی پائی جاتی ہے۔ آپ کی ملاقات سے ایک عجیب روحانی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ آپ کی زندگی میں شیخ بغداد کی سیرت و کردار کا عکس دکھائی دیتا ہے اور یہ کوئی حیرت یا تعجب کی بات ہو بھی نہیں۔ کیونکہ آپ غوث الاعظم کی سولہویں پشت کی شمع روشن ہیں۔ آپ کئی دفعہ مدینۃ الاولیاء لاہور تشریف لائے ہیں۔

ایک دوسری معروف ہستی حضرت سید آل الگیلانی السید الشریف طاہر علاؤ الدین گیلانی النقیب قادری بغدادی کی ہے جو اس وقت شارع گیلانی۔ دربار غوثیہ۔ کونٹہ میں حضور غوث الاعظم کے فرمودات و تعلیمات کی شمع روشن کئے ہوئے ہیں۔

### مولانا عبدالماجد بدایونی قادری <sup>رحمہ</sup>

آپ بدایوں کے مشہور عثمانی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ ولادت ۱۳۰۴ھ مطابق ۱۸۸۶ء میں ہوئی۔ بڑے بڑے اساتذہ فن سے تعلیم حاصل کی۔ قیام دہلی میں حکیم اجل خاں سے بھی طب میں تکمیل کی۔

سیاست میں بھی پورا حصہ لیا۔ حکیم اجل خاں۔ پنڈت موتی لال نہرو۔ مولانا محمد علی جوہر اور مسٹر گاندھی کے ساتھ پورے ہندوستان کا دورہ کامل آزادی حاصل کرنے کے لئے کیا۔ لاہور بھی تشریف لائے تھے۔

قادریانیوں۔ عیسائیوں۔ آریوں اور غیر مقلدوں سے آپ نے بہت سے مناظرے کئے اور ان کو ہر مقام پر شکست فاش دی۔ نہایت دلورہ انگیز خطیب تھے۔

اپنے پیرو مُرشد مولانا شاہ عبدالمقدر بدایونی کی معیت میں بغداد مقدس کا سفر کیا۔ راجہ صاحب سلیم پورہ۔ نواب سر حافظ احمد سید خاں چھتاری اور لارڈ مسٹن گورنر صوبہ یو۔ پی۔ آپ کی علمیت کے بہت قائل تھے۔

وفات ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۹۳۱ء میں ہوئی۔

مزار مقدس بدایون میں ہے۔ نماز جنازہ شیخ الاسلام شاہ عبدالقدیر بدایونی نے پڑھائی۔

### حضرت قاری حافظ شاہ محمد سلیمان پھلواری قادری چشتی رح

آپ کی ولادت موضع پھلواری نزد عظیم آباد پٹنہ کی قدیم اور ایک معمولی سبستی میں ۱۸۵۷ء میں ہوئی والد گرامی کا نام محمد داؤد اور دادا کا نام مبارک شاہ محمد محبوب عالم قادری تھا۔ ابتدائی تعلیم گھر سے ہی حاصل کی اور پھر لکھنؤ میں مولانا عبدالحمیٰ فرنگی مہلی۔ سہارن پورہ میں مولانا احمد علی محدث اور دہلی میں سید نذیر حسین محدث مونگیری وغیرہ ہر سہ سرچشموں سے فیض حاصل کیا۔ سلسلہ قادریہ میں شاہ فضل الرحمن گنج مرادی آبادی سے خلافت حاصل کی۔

ورود لاہور؛ آپ انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ اجلاس میں شریک ہوا کرتے تھے۔

ایک دفعہ مولانا محمد سلیمان منصور پوری مصنف رحمۃ اللعالمین۔ مولانا سید سلیمان ندوی۔ مولانا سلیمان اشرف خلیفہ اعلیٰ حضرت اور آپ یعنی چاروں سلیمان پھلواری شریف میں اکٹھے ہوئے۔ تو آپس میں بات چیت کے درمیان آپ نے فرمایا کہ میں ہی صرف سلیمان بن داؤد ہوں جس سے محفل زعفران زار بن گئی۔

۱۹۳۸ء میں جب میں پھلواری شریف گیا۔ تو آپ کی خانقاہ میں حاضر ہوا اور آپ کے بزرگان کے مزارات پر حاضری دی تھی۔

آپ کے مکتوبات ۱۹۶۹ء میں کراچی سے بنام شمس المعارف شائع ہوئے ہیں۔

وفات ۱۹۳۵ء میں ہوئی۔

مزار اقدس پھلواری شریف نزد پٹنہ صوبہ بہار میں واقع ہے۔

## حضرت شاہ علی حسین اشرفی قادری رح

اسم گرامی سید علی حسین کنیت ابو احمد لقب خاندانی شاہ پیر اور اعلیٰ حضرت۔ خطاب سجاوہ نشین سرکار کلاں اور تخلص اشرفی تھا۔ سلسلہ نسب کئی واسطوں سے حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی سے جا ملتا ہے۔

آپ ۲۲ ربیع الثانی ۱۲۶۶ھ مطابق ۱۸۴۵ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مولانا گل محمد صاحب خلیل آبادی سے حاصل کی۔ پھر مولوی امانت علی کچھوچھوی۔ مولوی سلامت علی گھور کھپوری اور مولوی قاز بخش کچھوچھوی سے حاصل کی۔ ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۸۶۵ء میں اپنے برادر کلاں شاہ ابو محمد سے بیعت کی۔ ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۸ء میں آپ کی شادی حمایت اشرف کی صاحبزادی سے ہوئی۔ ۱۲۹۰ھ مطابق ۱۸۷۳ء میں آپ نے آستانہ اشرفیہ پر ایک سال چلہ کشی کی۔ اس کے علاوہ آپ نے حضرت سید عبدالقدیر خلیفہ سید شاہ علی سجاوہ نشین بغداد شریف سے بھی اکتاب فیض کیا۔

ورود لاہور؛ اعلیٰ حضرت متعدد بار لاہور آئے۔ آخری بار ۱۹۳۵ء میں تشریف لائے۔ اتنا مدت بیشتر اوقات انجمن حزب الاحناف کے صدر دفتر واقع مسجد مولوی دیدار علی اندرون دہلی دروازہ میں ہوتی۔ کبھی کبھی نماز جمعہ مسجد طحہ دربارہ داتا گنج بخش میں ادا کرتے۔ اس دوران آپ نے ایک دفعہ نماز جمعہ کے بعد فرمایا کہ میں نہ مفتی ہوں۔ نہ مقرر اور نہ واعظ۔ ایک فقیر ہوں لیکن حضور غوث پاک کا پوتا۔ آخر میں مزار گنج بخش کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ لوگو۔ گنج بخش کی گواہی میں یہ کہتا ہوں کہ جس شخص نے روز قیامت حضور غوث پاک کے جھنڈے تلے اٹھنا ہے وہ اس فقیر سے بیعت کرے۔ یہ کہہ کر اعلیٰ حضرت نے اپنا رومال آگے بڑھا دیا۔ لوگوں نے داتا دربار ہی میں رومال سے پگڑیاں باندھ باندھ کر ایک سلسلہ بنا دیا جسے دونوں ہاتھوں سے تقام کر سیکڑوں لوگ سعادت بیعت سے مشرف ہوئے۔

کبھی کبھی قیام لاہور میں ڈاکٹر سید دلاور علی شاہ چونامنڈی لاہور کے مکان پر بھی قیام فرماتے۔

حج بیت اللہ؛ ۱۲۹۴ھ مطابق ۱۸۷۹ء میں آپ سجاوہ نشینی پر متمکن ہوئے۔ چار بار حج بیت اللہ کیا۔ پہلی بار ۱۸۷۶ء میں۔ دوسرا ۱۹۰۵ء میں تیسرا ۱۹۲۰ء میں اور چوتھا ۱۹۳۳ء میں۔

## خلفاء

- ۱- حضرت سید آل حسن حضرت میاں صاحب سجادہ نشینؒ
- ۲- صدر الافاضل مولانا مفتی نعیم الدین مراد آبادیؒ
- ۳- ابوالحماد سید محمد محدث کچھو چھویؒ
- ۴- ڈاکٹر غلام بھیک نیرنگؒ
- ۵- مولانا ابوالحنات قادری لاہوریؒ
- ۶- مفتی ابوالبرکات قادری لاہوری۔
- ۷- مولانا عارف اللہ۔

کلام؛

آپ گاہے بگاہے اردو فارسی اور ہندی اشعار بھی کہتے تھے۔ لیکن یہ اشعار آپ کے مسلک کے مطابق روحانیت میں ڈوبے ہوئے ہوتے تھے۔ آپ کا پورا کلام عارفانہ ہے۔ یہ کلام "تسائف اشرفی" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ وفات آپ کی ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۶ء میں ہوئی۔

## حضرت پیر غلام قادر شاہ قادری نوشاہیؒ

اسم مبارک صاحبزادہ غلام قادر شاہ انصاری قادری نوشاہی برقدازی جالندھری ہے۔ آپ کے والد کا نام پیر محمد شاہ بن میاں غلام محی الدین بن مولانا محمد اعظم انصاری تھا۔ جالندھری کے معزز روسا اور اکابرین شہر سے تھے۔ تعلیم مولانا خلیفہ محمد ابراہیم جالندھری سے پائی۔ شیخ غلام قادر گرامی کے ہم سبق تھے۔

بیعت شیخ شیر شاہ المعروف قادر شاہ نوشاہی برقدازی لاہوری سے تھی۔ اُن کی ملاقات کے واسطے کئی مرتبہ لاہور آئے۔ اور کئی مرتبہ مفتی غلام سرور لاہوری سے بھی ملاقات کی۔

آپ کے اشعار بہت اچھے ہوتے۔ تخلص اثر تھا۔

تصنیفات؛ ۱- اشارات الشفا۔ ۲- انوار القادریہ الملقبہ ریاض النوشاہیہ۔

- ۳۔ مشنوی چنان چنیں  
۴۔ آئینہ عرفان  
۵۔ گلستانہ نوشاہی  
۶۔ دیوان اشرف

آپ نے ”دیوان اشرف“ منائبات دستگیر ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۵ء میں تحریر کیا ہے۔  
نمونہ کلام اس طرح ہے۔

فدا ہوں دے اپنے طالع مسعود حسدِ م کا  
کہ دامن ہاتھ آیا ہے جناب غوث الاعظم کا  
میں اس کے آستانِ فیضِ عنواں کا جبیں ماہوں  
کہ جو نائب ہے ختم المرسلین و فخر آدم کا  
رگاہو گا اشرف یہ اشتہارِ عامِ عشر میں  
نہیں جنت میں داخل ہوگا دشمن غوث الاعظم کا

گدا ہے جو کہ تیری آستان کا یا غوث  
حقیقتاً ہے وہ سلطان جہاں کا یا غوث  
ادب سے اولیاء ہوتے ہیں سارے سر بسجود  
پھر میرا دیکھ کے تیرے نشان کا یا غوث

زینت کون و مکان سید عبدالقادر  
فخر ہر دورِ زمان سید عبدالقادر  
ذرتے اس حناک کے بن جاتے ہیں خود شیدائے  
پاؤں دھرتے ہیں جہاں سید عبدالقادر

حامی ہر دوسرا ہیں غوثِ اعظم دستگیر      شافعِ روزِ جہنا ہیں غوثِ اعظم دستگیر

کیوں نہ اس کے نور سے سارا جہاں پر نور ہو نور چشمِ مصطفیٰ ہیں غوثِ اعظم دستگیر

توقیر ورتبہ بغداد

جو خوش نصیب ہیں شیدا و والہ بغداد  
مزه وہ پائے گاتنیم و کوشر کا  
نصیب ہو گا جسے آبِ دجلہ بغداد

سجدہ گاہِ انس جہاں ہے آستانِ محی الدین  
بے نشانِ رحمتِ یزدان نشانِ محی الدین  
آپ نے لی ہے کفالت اور کیا ہے لاسخف  
دو جہاں میں مطمئن ہیں حسادمانِ محی الدین

وفات : غلام قادر شاہ کی وفات ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۹۳۷ء میں ہوئی جبکہ سید شرافت نشاہی نے اپنی کتاب شریف التواریخ کی تیسری جلد کے آٹھویں حصہ موسم بہ شواہد الافکار میں لکھا ہے ۔  
مزارِ اقدس ؛ جالندھر۔ بستی شیخ درویش میں ہے ۔

### حضرت حاجی صاحب ترنگ زئی قادریؒ

آپ کا نام فضل واحد بن فضل احمد نسلا سادات سے تعلق رکھتے تھے۔ ولادت آپ کی ۱۸۵۶ء میں بمقام ترنگ زئی۔ تحصیل چارسدہ ضلع پشاور میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مولانا ابوبکر اخوندزادہ سے حاصل کی۔ آپ کو شروع سے ہی جہاد میں شمولیت کا بہت شوق تھا۔ ۱۸۹۷ء میں جب انگریزوں نے دوبارہ ملاکنڈ پر حملہ کیا۔ حاجی صاحب بھی اس معرکے میں شامل ہوئے۔ اور انہوں نے دشمن کے خلاف خوب داد شجاعت دی۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت آپ نے حضرت نجم الدین اخوند زادہ معروف بہ بڑے ملا صاحب سے کی۔ ۱۹۰۲ء میں جب ہٹے ملا صاحب کا انتقال ہو گیا۔ تو صاحبی

ترنگ زئی نے ان کے خلیفہ صوفی عالم گل سے تجدید بیعت کی۔ اور ان سے قادریہ سلسلہ میں خلافت حاصل کی۔ ۱۹۰۵ء میں آپ دوبارہ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ واپسی پر آپ نے پشاور اور مروان کے علاقوں میں تبلیغ و ارشاد کا سلسلہ جاری کیا۔ پھر آپ نے دینی مدارس کے قیام کا سلسلہ شروع کیا۔ اس زمانہ میں آپ کو انگریزوں نے گرفتار کر لیا۔ اور جیل بھیج دیا۔ جہاں آپ تین سال تک رہے۔ جیل میں ہی آپ نے بے شمار مجرموں کو راہ ہدایت پر لگایا۔ ربانی کے بعد آپ نے اشاعت دین، اصلاح رسوم اور اعلائے کلمۃ الحق میں زیادہ وقت دینا شروع کر دیا۔ جنگ عظیم ۱۹۱۴ء میں آپ نے ترک وطن کیا۔ اور مورکم میں مستقل طور پر متوطن ہو گئے اور پھر اپنی زندگی کا مقصد انگریزوں کے خلاف جہاد کرنا بنا لیا۔ اور کئی دفعہ مختلف مقامات پر حاجی صاحب کے مجاہدین نے انگریزی افواج کے دانت کھٹے کئے۔ لاہور تشریف لائے تھے۔

وفات آپ کی ۱۹۳۷ء میں بعمر ۸۱ سال ہوئی۔ اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو غازی کی مسجد غازی آباد میں دفن کیا گیا۔

وفات کے بعد آپ کے تین صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں۔

## مولانا محمد علی قادری مجددی

آپ بہت بڑے بزرگ تھے۔ عالم بھی تھے۔ اور مفتی بھی۔ طریقت میں آپ قادریہ مجددیہ میں بیعت فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے دادا حضرت محمد مکرم المعروف نعتھاشاہ قادری بہت بڑے بزرگ تھے اور آپ کے والد حضرت نظام الدین قادری بھی بہت عالم فاضل بزرگ تھے۔ ان حضرات کی مساعی جمیلہ سے دور دور تک ظاہری اور باطنی علم پھیل گیا۔ مدتوں تک لوگ فتویٰ کے لئے خانقاہ قادریہ فتح گڑھ سے رجوع کیا کرتے تھے اور اس گھرانے سے بیعت کیا کرتے تھے۔

بابا کریم بخش قادری مجددی آپ کے ہی خلیفہ مجاز تھے جو کراچی ضلع امرتسر میں رہائش پذیر تھے اور بعد ازاں رمداس آگئے تھے۔ لاہور تشریف لائے تھے۔ اس زمانہ میں رمداس میں ایک بہت بڑے عالم مولانا نواب دین چشتی صابری بھی تھے جو بڑے عالم فاضل تھے۔  
مرد منور فتح گڑھ چوڑیاں ضلع گورداسپور میں ہے۔

## حضرت مولانا احمد حسین خاں قادری امر وہوی

آپ امر وہبہ کے مشہور شیخ الطریقیت حافظ حاجی محمد عباس علی نقشبندی مجددی قادری کے صاحبزادے ہیں۔ آپ ۲۴ شعبان ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸۷۲ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت اپنی والدہ محترمہ کی زیر نگرانی حاصل کی۔ اور پھر مولانا احمد حسن محدث سے بقیہ علم کی تکمیل کی۔ علوم باطنی کا فیض متعدد شیوخ سے پایا۔

آپ مولانا احمد رضا خاں قادری کے خلیفہ تھے۔ مولانا محمد علی جوہر اور شوکت علی (علی بلوچ) کے رشتہ داروں میں سے تھے۔ حضرت سید معروف علی شاہ قادری حیدرآبادی سے بھی خرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپ حیدرآباد دکن سے بی بسلسلہ ملازمت منسلک رہے۔ نوجوانی میں مطبع انتظامی کے نام سے امر وہبہ میں پہلا چھاپہ خانہ ۱۸۹۴ء میں آپ نے قائم کیا۔ اور "گلدستہ نسیم حین" کے نام سے ایک رسالہ بھی جاری کیا۔

قیام لاہور؛ لاہور تشریف لاتے تو میر نثار علی شہرت کے یہاں قیام فرماتے اور مزارا پر حاضری دیتے۔

تصانیف و تراجم؛ آپ نے بے شمار تصانیف یادگار چھوڑیں۔ اور کچھ مشہور معروف کتب کے تراجم بھی کئے جن میں سے چند ایک کے نام دیئے جاتے ہیں۔

- |                             |                                 |
|-----------------------------|---------------------------------|
| ۱۔ لب باب مثنوی مولانا روم۔ | ۲۔ مثنوی حضرت خواجہ باقی باللہ۔ |
| ۳۔ عوایل احمدیہ۔            | ۴۔ معارف احمدیہ۔                |
| ۵۔ وظائف احمدیہ۔            | ۶۔ جواہر محبتیہ۔                |
| ۷۔ جواہر معصومیہ۔           | ۸۔ ترجمہ حضرات القدس۔           |
| ۹۔ عقائد محبتیہ۔            | ۱۰۔ معرفتہ الحق۔                |
| ۱۱۔ کسب الجواہر۔            | ۱۲۔ کنز الہدایت۔                |

۲۷ رجب ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۴۲ء بروز جمعہ شنبہ دہلی میں وصال فرمایا۔

فازِ جنازہ مولانا مظہر اللہ نقشبندی مجددی خطیب مسجد فتح پوری نے پڑھائی۔ اور لاشس برائے  
 دفن ان کے آبائی گاؤں امر وہ بہ پھنچائی گئی۔ جہاں آپ کو دفن کیا گیا۔ ”پیر کامل بود بہ خلد نشین“  
 تاریخ وفات ہے۔

نمونہ کلام ملاحظہ فرمادیں۔

آپ کو عربی۔ فارسی اور اردو نظم گوئی و قصائد پر مکمل عبور حاصل تھا۔ جس کے کچھ نمونے  
 پیش خدمت ہیں۔

تَسْمُرُ الْحَمْدُ الصَّبِيحَةَ كَنُوبًا [ ] لَا نَزْهَارًا لِقُلُوبٍ بِالنَّظْمِ عَوِيْبًا

وَصَلَّى اللَّهُ بِالتَّسْلِيمِ مَتَى [ ] عَلَى مَنْ كَانَ مَرِيًّا فِي الْقَبْرِ

لَتَأْسَرُ فِي بِنْعَالِهِ [ ] بِالْعَرْشِ لَيْلَ دِمَالِهِ [ ] شَرَفَتْ بِهِ وَبِحَالِهِ  
 عَلَيْهِ فِي اكْمَالِهِ [ ] وَدَنَى لِقَوْمِ مَنَالِهِ [ ] بِجَوَابِهِ وَ سَوَالِهِ  
 بَلَّغَ الْعُلَى بِكَمَالِهِ

جَلَّتْ سَمَاحَةٌ حَالِهِ [ ] وَعَلَّتْ سَجَاةٌ بِالِهِ [ ] رَقَّتْ نَكَاتُ مَنَالِهِ  
 دَقَّتْ عَلَاءُ جَلَالِهِ [ ] نَزَعَتْ شَمُوسُ فِعَالِهِ [ ] فَنَفَتْ خِيَالُ ظَلَالِهِ  
 بَلَّغَ الْعُلَى بِكَمَالِهِ

النَّضْرُ تَحْتِ ظِلَالِهِ [ ] وَالْفَتْحُ فَوْقَ حَالِهِ [ ] وَالشَّعْدُ نَجْمُ نَزَالِهِ  
 وَالْيَمِينُ فِي اِقْبَالِهِ [ ] فِي يَوْمِ حَرْبِ سَجَالِهِ [ ] يُبْرِئُ الْعِدَى بِشِمَالِهِ  
 بَلَّغَ الْعُلَى بِكَمَالِهِ

لَوْ فَرَرْتُ بِرِحَالِهِ [ ] وَلَقِظْتُ وَقْتُ رَوَالِهِ [ ] وَالْوَحْيُ فِي نَسْرَالِهِ  
 لِلزَّيْنِ فِي اكْمَالِهِ [ ] أَدْوَى الْاِلَهِ مَعَالِهِ [ ] فِي دِينِهِ وَعِيَالِهِ  
 بَلَّغَ الْعُلَى بِكَمَالِهِ

وَدَلُّوا فِي اَمْوَالِهِ وَعِلْمِهِ وَمَنَا [ ]  
 فَهِيَ مَوْكَمَا اَوْصَالِهِ [ ] بِهِمْ مَوْكَمَا لِمَنَالِهِ [ ] وَكَمَا لِمَا بَارَسَالِهِ  
 بَلَّغَ الْعُلَى بِكَمَالِهِ

قصیدہ غوثیہ (عربی) کا آپ نے فارسی ترجمہ کیا تھا۔

فنا تم در لطف ائف شد بصفوت	تجلی ذات خود کردم ز حسوت
نه نقلے جُز بیافم صاف وصلے	بجز بحر علوم نیست علیے
زمین شد جملہ یک گام ز حلاق	تمامی جائے شرق و غرب افاق
نمود از اہل نسبت انتخا بم	چونوشانیدہ از عشق او شرابم
بہ جملہ قطب واجب ہست عظمت	منم آن قطب اقطاب حقیقت
زمن اورا بہ نزد رب عزت	بخواندم جملہ علم و گشت زینت
بہ اوج راہ عرفانش پریدم	بہ عشقش بردمارا بردریدم
بہمہ پردہ شدہ ورداد پریدم	کہ تا آخر حجاب اورسیدم

ایک اور قصیدہ جو حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب کی منقبت میں ہے۔

لب لب بھر دے اے ساقی بے باقی سے پیمانہ  
 کہ ہوں مست است اول سے میں جاناں کہ دیوانہ  
 بلا بے ساغر وحدت جسم باقی باللہ سے  
 ازل سے ہے خمار اس کا کہ اب تک ہوں میں متانہ  
 شبستان ولایت کے وہی شمع ہدایت ہیں  
 انہیں سے بزم ہے روشن انہیں کا ہوں میں پروانہ  
 قدم فیض کی برکت سے ہنستاں ہوا جنت  
 جو کفنستان باطل تھا بنا حق کا وہ کاشانہ  
 بہت مشتاق ہے احمد بھی مدت سے تجلی کا  
 دکھا دو دل میں اے خواجہ کرو آباد ویرانہ

ایک اور قصیدہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی شان میں

بلاشجرہ طریقت کا بہم مدتی و حیدر سے  
 حیا و علم عثمان کا کیا حق نے عطا ان کو  
 طریق قادری میں فیض پایا شبہ سکندر سے  
 طریق نقشبندی میں فیوض خواجہ باقی سے  
 کہے احمد نے کیوں جب پاوہ احمد کو اٹھ میں  
 نب فاروق اعظم کا مجدد الف ثانی کا  
 بنا احمد مستی کیا مجدد الف ثانی کا  
 بے با مع مشرب والا مجدد الف ثانی کا  
 بنا سینہ گنجینہ مجدد الف ثانی کا  
 کہ جلوہ ہے احمد کا یا مجدد الف ثانی کا

## حضرت عزیز الاطبا، علامہ حکیم سید محمد عزیز غوث قادری رضوی

آپ سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ان چیدہ تلامذہ میں سے ہیں جنہیں آپ بہت عزیز رکھتے تھے۔ آپ حضرت ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری کے ساتھی ہیں۔ سرکار اعلیٰ حضرت سے شرف تلمذ کے ساتھ شرف خلافت بھی پایا تھا۔ سادات زیدیہ سے تعلق رکھتے تھے اور نہایت نیک خصلت بزرگ تھے۔ حضرت حجۃ الاسلام فی دارالسلام سے خصوصی تعلقات تھے۔

آپ لاہور بھی تشریف لاتے رہے ہیں۔

۱۳۶۳ھ مطابق ۱۹۴۳ء میں وہ فوت فرمایا۔

## حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں قادری

اعلیٰ حضرت بریلوی کے بڑے فرزند تھے۔ اسم تشریف محمد عرف حامد رضا خاں اور لقب حجۃ الاسلام ہے۔ خود اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے آپ کی تربیت فرمائی۔ ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ء میں پیدا ہوئے۔ تمام کتب اپنے والد گرامی سے پڑھیں۔ اور انیس سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے۔ ورود لاہور، جب آپ لاہور تشریف لاتے تو شاہ محمد غوث قادری کے قرب و جوار میں مقیم ہوتے ۱۹۲۳ء میں جامعہ مانیاہ میں امتحان لینے کے لئے آئے تھے۔ ۱۹۳۴ء میں مولانا سید دیدار علی شاہ کے چہلم کے موقع پر لاہور تشریف لائے۔

حزب الاحناف کے اجلاسوں میں شریک ہوا کرتے تھے۔ لاہور کا فیصلہ کن مناظرہ آپ کا ایک

تاریخی مناظرہ تھا۔ جو ۱۹۲۳ء میں ہوا۔ اس میں مولوی اشرف علی دلیوبندی کے خلاف حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں جو اپنے ساتھیوں حضرت صدر الافاضل مراد آبادی، شاہ علی حسین کچھوچھوی، پیر سید صدر الدین سجادہ نشین حضرت موسیٰ پاک شہید قادری ملتان، حضرت فقیہ اعظم مولانا محمد رفیع کوٹلی لوہاراں لاہور آگئے۔

۱۹۲۵ء میں مسجد شہید گنج کے واقعہ پر آپ نے بادشاہی مسجد لاہور میں تقریر کی مثنیٰ مفتی اعجاز ولی خاں نے مجھے بتایا کہ آپ بے شمار دفعہ لاہور تشریف لائے تھے۔ علم و فضل، آپ عربی فارسی کے بہت بڑے عالم تھے۔ عربی زبان پر آپ کو زبردست دسترس حاصل تھی۔ علوم ادبیہ کے علاوہ دیگر علوم و فنون تفسیر، حدیث، اصول، فقہ، منطق، فلسفہ، ریاضی وغیرہ علوم میں آپ یکتائے زمانہ تھے۔ نہایت متواضع، منکر المزاج اور وسیع اخلاق کے مالک تھے۔ سب کے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آتے۔ علم دین حاصل کرنے والے طلباء، حاجت مندوں درویشوں اور فقرا پر بہت شفقت فرماتے۔ صدر الشریعت حکیم امجد علی مصنف بہار شریعت اور حضرت صدر الافاضل مراد آبادی کا بہت احترام فرماتے۔ آپ نے برس با برس دارالعلوم منظر اسلام میں درس حدیث دیا اور لاکھوں آدمیوں کو سلسلہ رضویہ میں منسلک کر کے دین حق کی تبلیغ اور رشد و ہدایت کا فریضہ انجام دیا۔ آپ صاحب کرامات ولی تھے۔ اعلیٰ حضرت کی وفات پر آپ نے موضع سجود پر کافر لگایا تھا۔

### مخلفاء

- ۱۔ شیخ الحدیث مولانا سردار احمد قادری مہتمم جامعہ رضویہ، منظر الاسلام، لائل پور۔
- ۲۔ شیخ القرآن مولانا عبدالغفور ہزاروی، وزیر آباد۔
- ۳۔ مولانا ابراہیم رضا خاں، صاحبزادہ، بریلی شریف۔
- ۴۔ مفتی اعجاز ولی خاں، شیخ الفقہ جامعہ نعیمیہ، لاہور۔
- ۵۔ علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری لاہوری۔

### تصانیف

آپ نہایت فصاحت اور بلاغت کے ساتھ برجستہ عربی میں اشعار و مضامین و خطبات

تحریر فرماتے۔ رسالہ جلید کو آپ نے ہی مرتب فرمایا۔ کتاب الدولۃ النکیتہ کا بہترین ترجمہ بھی آپ نے کیا اور علاوہ ازیں بعض دیگر کتب کا بھی عربی خطبہ و اردو ترجمہ تحریر فرمایا۔

اولاد: آپ کے دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں۔ ایک صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں عرف نعمانی میاں صاحب رحلت فرما گئے اور دوسرے صاحبزادے حضرت مولانا علامہ محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں صاحب آپ کے بعد جامعہ رضویہ منظر الاسلام بریلی شریف کے مہتمم ہوئے۔ آپ کا بھی انتقال ہو چکا ہے۔

وفات: آخر وفات کا دن آگیا۔ آپ نے ۱۳۶۲ھ مطابق ۱۹۴۵ء میں بعمر ۷۰ سال انتقال فرمایا اور اپنے والد ماجد کے جوار میں بریلی شریف میں مدفون ہوئے۔ نماز جنازہ شیخ الحدیث مولوی سردار احمد نے پڑھائی۔ مسند خلافت پر تیس سال فائز رہے۔

### حضرت بابا کریم بخش قادری مجددیؒ

حضرت بابا کریم بخش قادری بمقام کورائیاں جو فتح گڑھ چوڑیاں سے تقریباً بارہ میل اور سداسہ سے ۴ میل دور تھا۔ پیدا ہوئے۔ تعلیم تو آپ کو کوئی نہ مل سکی مگر علم لدنی میں آپ نے وہ کمال حاصل کیا کہ اس زمانہ میں ایسا فرد ڈھونڈنے سے بھی نظر نہ آتا تھا۔ والد گرامی کا نام بابا نھو اور دادا بابا کھیوا تھا۔ ذات کے ٹھٹھے تھے۔ شروع سے ہی آپ یتیم ہو گئے۔ اور بچپن سے عبادت اور ریاضت کی طرف مائل تھے۔

شجرہ بیعت: بابا کریم بخش قادری مرید محمد علی قادری مرید شاہ نظام الدین قادری مرید محمد مکرّم عرف نمقا شاہ مرید شاہ محمد کابل مرید علی سرمست مرید پسر علی اصغر امام مرید خواجہ محمد زبیر مرید حضرت حجۃ اللہ مرید خواجہ محمد مصوم مرید حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی۔

بیعت: آپ کے پیر و مرشد مولانا محمد علی قادری مجددی تھے جو فتح گڑھ چوڑیاں میں مقیم تھے۔ یہ بڑے عالم فاضل مفتی اور بزرگ انسان تھے۔ اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت فرمایا کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ بٹالہ شریف کے بعد قادری سلسلہ کا گڑھ فتح گڑھ چوڑیاں بن گیا ہے۔ پہلے یہاں حضرت محمد الکریم عرف نمقا شاہ قادری پھر ان کے صاحبزادے حضرت نظام الدین قادری اور

پھر ان کے صاحبزادے مولانا محمد علی قادری مسند ارشاد پر متمکن ہوئے۔ اردگرد کے مقامات کے مزار یا افراد نے ان سے قادریہ سلسلہ میں بیعت کی۔ آپ نے حضرت مولانا محمد علی قادری سے بیعت کی تھی۔

عادات؛ آپ اور دو وظائف میں بے حد باتا حدگی برتتے۔ فطرتاً ریاضت پسند تھے۔ کام کرنے سے آپ کو کوئی عار نہ تھا۔ رزقِ حلال کمانے کے لئے تیلی کا پیشہ اختیار کیا ہوا تھا۔ بے حد مہمان نواز تھے۔ گاؤں کے میٹوں اور سیاؤں کی حفاظت آپ کے لئے لازمی امر بن چکا تھا اور اس معاملہ میں کبھی بھی غفلت نہ کرتے تھے۔ بے حد امین تھے۔ لوگ آپ کے پاس لانا تے رکھتے کیونکہ پرہیزگاری، خوش معاملگی، راست بازی اور جذبہ خدمتِ خلق میں آپ بے مثال تھے۔ ساری عمر مجاہدانہ سرگرمیوں کی تکمیل میں گزار دی۔ آپ کی روحانیت کے بے شمار واقعات مشہور ہیں۔

سیر و سیاحت؛ آپ نے بہت سے شہروں کی سیاحت کی اور وہاں کے بشمارہ مشائخ سے ملاقات کی اور فیض حاصل کیا۔ شہروں کے نام یہ ہیں۔ کلانور۔ کسولی۔ کالا دہلی۔ رمتک۔ امرتسر۔ قصور۔ لاہور۔ پشاور۔ کپور تھلہ۔ ڈیرہ بابا نانک۔

لاہور میں تشریف آوری؛ جب آپ لاہور تشریف لائے تو حضرت میاں وڈا سہروردی کے مزار پر حاضری دی۔ اور حضرت دانا گنج بخش علی ہجویریؒ کے مرقہ منور پر بھی حاضری دی بلکہ اپنے مرید چوہدری کرم شاہ کو بھی حکم دیا۔ کہ لاہور جاؤ اور مزارات پر حاضری دو۔ ہجرت؛ ۱۹۲۱ء میں آپ نے موضع کورالیاں سے ہجرت کر لی۔ اور مستقل طور پر رمداس میں نقل مکانی کر لی۔

محمد شریف۔ لال دین۔ تاج دین آپ کے فرزند تھے۔

وفات؛ ۱۹۴۶ء میں آپ نے وفات پائی تو آپ کا مزار گاؤں رمداس سے باہر قبرستان خاص میں بنا۔

## حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادیؒ

اسم گرامی محمد نعیم الدین لقب صدر الافاضل۔ استاد العلماء ہے۔ ولادت ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۲ء ہے۔ والد ماجد کا نام معین الدین تھا۔ جنہوں نے پہلے مولانا محمد قاسم نانوتوی کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ بعد میں جب آپ کو اس کے عقائد کا پتہ چلا تو آپ نے بیعت منسوخ کر دی۔ قرآن مجید آپ نے حافظ حفیظ الرحمن خاں سے آٹھ سال کی عمر میں ہی مکمل حفظ کر لیا اس کے بعد مولانا فضل احمد سے عربی و طب پڑھی۔ پھر آپ شیخ الکل مولانا محمد گل کے پاس چلے گئے۔ چنانچہ انہوں نے آپ کو فلسفہ منطوق۔ اقلیدس اور حدیث و تفسیر میں یتکئے آفاق بنا دیا۔ اور انیس سال کی عمر میں فراغت حاصل کر لی۔ قادری سلسلہ میں بیعت آپ نے محمد گل سے کی۔

آپ کے آباؤ اجداد مشہد کے رہنے والے تھے۔ جو اورنگ زیب کے زمانہ میں مشہد سے ہندوستان آئے۔ بادشاہ نے ان کی بڑی عزت کی۔ اور ان کو جاگیر عطا کی۔ پھر آپ علی حضرت احمد رضا خاں بریلوی کی خدمت میں چلے گئے۔ اور ان سے قادری سلسلہ میں فیوض و برکات حاصل کئے۔ آپ نے بندوؤں کے خلاف اور مسلمانوں کی حمایت میں بے شمار تحریک میں حصہ لیا۔ آپ حضرت امام اہل سنت والجماعت احمد رضا خاں بریلوی کے دست راست تھے۔ آپ لاہور بھی تشریف لائے اور علامہ ابوالحنات کے پاس ٹھہرتے رہے۔

حضرت فاضل بریلوی کے وصال پر آپ نے ہی کفن تشریف بچھایا تھا۔ آپ نے لاہور سید ابوالحنات کو پاکستان بنانے کے لئے کئی خطوط لکھے۔ ایک خط میں آپ لکھتے ہیں۔ پاکستان کی تجویز سے جمہوریت اسلامیہ کو کسی طرح دست بردار ہونا منظور نہیں۔ خواہ جناح اس کے حامی رہیں یا نہ رہیں۔ وزارتی مشن سے ہمارا مدعا حاصل نہیں ہوتا۔ قیام جامعہ نعیمیہ، مراد آباد میں آپ نے جامعہ نعیمیہ جاری فرمایا تھا۔ ہندوستان کے ہزاروں اہل سنت والجماعت کے مساک کے حامی علماء نے اس مدرسہ سے دینی علوم و فنون کی تکمیل کی۔

نمونہ کلام:

حضرت فاطمہ کے نورِ نظیر  
دینِ حق کی ضیاء امام حسینؑ

عابدِ کبریا۔ امام حسینؑ  
 قُتْرَةُ الْعَيْنِ حَضْرَتِ حَيْدَرِ  
 زابد بے ریا امام حسینؑ  
 سید اولیاء امام حسینؑ  
 گل گلزار سید عالم  
 مہ جبین خوش نقا امام حسینؑ

مدینہ کا دیدار مشکل نہیں  
 لئے قلب مضطرب مدینہ میں پہنچا  
 نگاہیں بندارِ روضہ پاک پر  
 نسیمِ خطا کار پر یہ کرم  
 نگاہِ عنایت اگر ہو گئی  
 تلتی زمیں چوم کر ہو گئی  
 جبیں عاشقِ سنگِ در ہو گئی  
 شفاعتِ نبیؐ کی سپر ہو گئی

آپ کے تلامذہ میں ابوالحنات سید محمد احمد قادری لاہوری۔ ابوالبرکات سید احمد قادری  
 لاہوری۔ مفتی محمد عمر محدث کراچی۔ مفتی احمد یار خاں گجرات۔ علامہ سید محمد کرم شاہ بھروی  
 مفتی محمد حسین نعیمی گڑھی شاہو لاہور بہت مشہور ہیں۔  
 وفات آپ کی ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۷ء میں بمقام مراد آباد ہوئی۔ اور وہیں دفن ہوئے۔

### حضرت حاجی محمد امجد علی اعظمی قادریؒ

آنجناب اعظم گڑھ بڑی کے ایک علمی خانوادے سے تعلق رکھتے تھے۔ ابتدائی تعلیم  
 حضرت علامہ ہدایت اللہ خاں جوہنپوری تلمیذ مولانا فضل حق خیر آبادی سے حاصل کی۔ حدیث  
 حضرت شاہ وصی احمد محدث سورتی سے پڑھی۔ والد ماجد کا اسم گرامی مولانا حکیم جمال الدین  
 تھا۔ ابتدائی کتابیں اپنے دادا مولانا خدابخش سے پڑھیں۔

بیعت؛ اعلیٰ حضرت محمد رضا خاں بریلوی کے ہاتھ قادریہ سلسلہ میں بیعت کی۔ اور خلافت  
 سلسلہ رضویہ اور اجازت حدیث سے مستفیض ہوئے۔ دارالعلوم سلسلہ رضویہ منظر الاسلام  
 میں برسوں حدیث اور دوسرے فنون کی تعلیم دی۔ بارہ سال اجیر میں صدر المدرس رہے۔ اعلیٰ حضرت  
 نے آپ کے متعلق یوں ارشاد فرمایا ہے۔

میرا امجد عبد کا پکا  
اس سے بہت کچھ جانتے یہ ہیں

اعلیٰ حضرت کے دصال کے بعد آپ نے ہی ان کو غسل دیا تھا۔ اس کام میں آپ کے معاون  
ماہظ امیر حسین مراد آبادی تھے۔ اعلیٰ حضرت آپ کی فقہی مہارت کے تلامذہ تھے۔ لاہور تشریف لائے تھے  
تصانیف و تصانیف کثیرہ میں طحاوی شریف کا حاشیہ بہت ہی عجیب و عظیم ہے۔ حنفی فقہ میں  
یہاں شریعت کتاب کے سترہ حصص اردو میں لکھ کر اہل سنت والجماعت پر احسان عظیم فرمایا ہے  
صدر الشریعت کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ آپ یگانہ عصر مفسر۔ محدث۔ فقیہ اور صاحب  
ارشاد بزرگ تھے۔

وصال و بارادہ سفر حج بمبئی میں ۲ ذی قعدہ ۱۳۶۸ھ مطابق ۱۹۴۸ء دصال فرمایا۔ شیخ الحدیث  
مولانا رفاقت حسین۔ شیخ الحدیث مولانا سردار احمد لائل پوری۔ اتاذا العلماء حافظ شاہ عبدالعزیز  
شاہ حبیب الرحمن قاضی شمس الدین جونپوری۔ مولانا حسنت علی خاں۔ علامہ عبدالصطفی اعظمی۔  
آپ کے نامور تلامذہ میں سے ہیں۔

## حضرت میاں خُدا بخش قادری رح

میاں صاحب کی ولادت بمقام جالندھر ۱۲۱۵ھ مطابق ۱۸۰۰ء میں ہوئی۔ آپ لڑکپن  
سے ہی کم گو۔ سنجیدہ اور راست باز تھے۔ بچوں سے کھیل کود سے احتراز فرماتے۔ ماورزادہ ولی تھے۔  
نوجوانی کے عالم میں اکثر ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔ شب بیداری آپ کا معمول تھا۔ تمام رات عبادت  
اور تلاوت کلام پاک میں گزرتی تھی۔

سفر بغداد و شریعت و نوجوانی کے عالم میں ہی آپ بغداد شریف چلے گئے۔ اور وہاں چالیس سال  
حضرت غوث الاعظم کے روضہ مبارک پر قیام پذیر رہے۔ وہاں آپ نے حضرت احمد شرف الدین  
مید بردار سے بیعت کی۔ جن کا مرشدی سلسلہ اس طرح ہے۔ میاں خُدا بخش مرید احمد شرف الدین  
مرید شیخ سید مصطفیٰ مرید شیخ محمد مرید شیخ عبدالعزیز مرید شیخ عبداللہ تقی مرید شیخ عبدالقادر  
مرید شیخ عبدالرزاق مرید حضرت محمود شاہ مرید شیخ فرح اللہ مرید شیخ محمد مرید شیخ شمس الدین

مرید شیخ شرف الدین مرید شیخ محی الدین مرید شاہ علاؤ الدین بدر الدین مرید شیخ شمس الدین  
مرید شیخ شرف الدین یحییٰ مرید شاہ شہاب الدین احمد مرید شیخ صالح مرید شاہ عبدالرزاق مرید  
سید عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم۔

آمد لاہور؛ پیرو مرشد کے حکم سے آپ جالندھر واپس تشریف لے آئے اور جالندھر کی نواحی  
بستی "سید کبیر" میں مقیم ہوئے۔ پھر آپ وہاں سے جالندھر کے قریب آباد پورہ میں مقیم ہوئے  
جو تونکوور جانے والی سڑک پر واقع ہے۔ وہاں سے آپ لاہور تشریف لاتے رہے۔ قیام  
پاکستان کے بعد بھی آپ یہاں آئے مگر مستقل اقامت ساہیوال میں اختیار کی۔ لاہور میں آپ  
کے خلفاء میں سے حضرت فضل شاہ قادری المعروف نور دانی۔ انفٹری روڈ۔ مصطفیٰ آباد  
(دھرم پورہ) میں مقیم ہیں۔ انہوں نے میاں صاحب سے چودہ سال تک فیوض و برکات حاصل  
کئے۔

وفات: آپ کی ۱۵۴ سال کی عمر میں ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۶۹ھ مطابق ۱۹ جولائی ۱۹۵۰ء  
بروز التوار بہ ساعت خیر مقام ادکارٹھ ضلع ساہیوال ہوئی۔ مزار ساہیوال شہر کے معروف  
قبرستان میں ہے جس کو پیر بخاری کا قبرستان کہتے ہیں۔ مزید حالات کے لئے سوانح حیات میاں  
خدا بخش مولفہ حافظ تدریالاسلام دیکھیں۔

### حضرت مولانا محمد عبدالعلیم صدیقی قادریؒ

آپ ۲ اپریل ۱۹۲۲ء مطابق ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۴۱ھ میں بمقام میرٹھ (یو۔ پی) پیدا  
ہوئے۔ والد ماجد کا نام مولانا محمد عبدالعلیم صدیقی تھا۔ جو ایک عظیم المرتبت درویش منش عالم  
اور بلند پایہ شاعر تھے۔ جوش تخلص تھا۔ ابتدائی عمر میں ہی قرآن مجید ختم کر لیا۔ سولہ برس کی عمر میں  
جامعہ اسلامیہ قومیہ میرٹھ سے درس نظامی کی سند حاصل کی۔ ۱۹۱۶ء میں آپ نے بی اے  
پاس کر لیا۔ اور پھر اسلامی تبلیغ کے لئے کمر بستہ ہو گئے اس کے بعد بریلی تشریف پہنچے اور  
حضرت مولانا احمد رضا خاں بہیلوی سے قادری سلسلہ میں بیعت کی۔ اور خرقة خلافت حاصل  
کیا۔ آپ ایک عظیم مفکر۔ شعلہ نوا مقرر اور بہترین ادیب تھے۔ آپ دنیا کی ہرزبان میں بالخصوص

انگریزی میں بڑی روانی سے تقریر کرتے تھے۔  
 وروڈی لاہور، لاہور میں آپ اکثر و بیشتر مرقد منورہ حضرت وانا گنج بخش لاہور پر حاضری  
 دیا کرتے تھے اور اس کے علاوہ مدرسہ عثمانیہ اور حزب الاحناف کے اجلاسوں میں شرکت کیا  
 کرتے تھے۔

بجائیت مبلغ اسلام، آپ نے چالیس سال تک افریقہ، امریکہ، انگلینڈ، انڈونیشیا، سنگاپور  
 ملایا وغیرہ کئی دوسرے ممالک میں اپنے محدود وسائل و غیر مسائل کے باوجود اسلام  
 کا پیغام پہنچایا۔ آپ کی اس عالم گیر تبلیغ کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ سچاس ہزار سے زائد غیر مسلموں  
 نے حلقہ اسلام میں داخل ہو کر سعادتِ ابدی حاصل کی۔

آپ نے برما، سیلون، ملائیشیا، انڈونیشیا، تھائی لینڈ، انڈوچائنا، چین، جاپان، مارشس  
 جنوبی و مشرقی افریقہ کی نوآبادیات، سعودی عرب، عراق، اردن، فلسطین، شام اور مصر کے  
 متعدد تبلیغی دورے کئے۔ مذاہب عالم کی کانفرنسیں منعقد کیں۔ مناظرے، مکالمے، تبلیغی سوسائٹیاں  
 لائبریریاں، کالج، مدارس اور مساجد قائم کیں۔ حقی جامعہ مسجد کولمبو، سلطان مسجد سنگاپور اور  
 مسجد ناگرہ جاپان آپ نے ہی تعمیر کرائیں۔ ۱۹۵۰ء میں پوری دنیا کا طویل تبلیغی دورہ کیا جس  
 کی وجہ سے بورنیو کی شہرادی، مارشس جنوبی افریقہ کا گورنر، مروات اور ٹرینی ڈاؤ کی ایک  
 وزیر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ قائد اعظم محمد علی جناح، مراکش کے غازی عبدالکبیر، مفتی اعظم  
 سید امین الحسینی، انخوان المسلمین کے سربراہ حسن الینا، سیلون کے جسٹس ایم مروانی، سنگاپور کے  
 ایس این دت اور مشہور انگریز ڈرامہ نویس اور فلسفی جارج برنارڈ شا آپ کی روحانی و علمی  
 شخصیت سے بے حد متاثر ہوئے۔

آپ نے مولانا عبدالحامد بدایونی، سید ابوالحنات قادری، مفتی صاحب دادیر گوٹہ شریف  
 علامہ سید احمد سعید کاظمی، اور شیخ الاسلام حضرت علامہ خواجہ محمد قمر الدین سیالوی صدر جمعیت العلماء  
 پاکستان کے علاوہ بے شمار علماء و شائخ نے دستور آئین اسلامی کا مسودہ تیار کیا۔ آپ کی  
 کئی تصانیف ہیں۔ جن میں ذکر حبیب، کتاب تصوف، بہار شباب، احکام رمضان کے  
 علاوہ اور بھی کئی کتابیں تحریر کیں۔

وفات آپ کی ۲۲ اگست ۱۹۵۱ء مطابق ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۷۰ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ ہزاروں مسلمانوں نے آپ کے جنازہ میں شرکت کی۔ تذکرہ علمائے اہل سنت مصنفہ محمود احمد قادری مطبوعہ ۱۹۷۱ء کانپور میں۔ آپ کی تاریخ وفات ۱۹۵۱ء تحریر ہے۔ نماز جنازہ مولانا شاہ ضیاء الدین احمد مدنی نے پڑھائی۔ حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی آپ کے فرزند رشید آپ کے مشن کی تکمیل کر رہے ہیں۔

### حضرت حاجی احمد درویش قادری

ولادت ۱۲۶۸ھ مطابق ۱۸۵۶ء ہے۔ دس سال کی عمر ہی میں صوم و صلوة کے سنت پابند ہو چکے تھے۔ بلکہ نماز تہجد تک اختیار کر لی تھی جس کی ادائیگی مرتے دم تک ہوتی رہی۔ آپ بلوچ قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔

نہایت متشرع۔ متوکل۔ کم گو اور سادگی پسند بزرگ تھے۔ عموماً ذکر الہی میں مشغول رہتے۔ خلاف شرع لوگوں کی صحبت سے گریز کرتے۔ علماء صوفیاء کی صحبتوں میں بیٹھتے۔ رزق حلال کے لئے کوشاں رہتے۔ جھنگ کے ڈپٹی کمشنر چوہدری بشیر احمد ٹارڈ اکثر ان کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے۔ شریعت کا اس قدر پاس تھا کہ اس کے چھوٹے بڑے تمام احکامات کی مکمل پابندی کرتے تھے۔

جھنگ آنے سے قبل بغداد شریف گئے۔ اور وہاں سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہوئے ۱۸۹۹ء میں آپ نے حج کی سعادت بھی حاصل کی۔ ایک دفعہ آپ نے اپنے ایک ارلامند حاجی محمد شریف کو کہا کہ اب کے جب تم لاہور جاؤ تو میرا خط لے جانا اور آستانہ عالیہ حضرت داتا گنج بخش پر پیش کر دینا اور جو جواب آپ دیں۔ اس کی اطلاع مجھے کرنا۔ مرشد کے فرمان کے مطابق حاجی محمد شریف نے وہ خط آستانہ تک پہنچا دیا۔ ان کا بیان ہے کہ تھوڑی دیر کے بعد داتا صاحب تشریف لائے اور انہوں نے فرمایا کہ خط پڑھ کر سناؤ چنانچہ جب میں نے خط سنایا تو انہوں نے ہم کچھ ایشلا فرمایا۔ وہ میں نے مرشد تک پہنچا دیا۔

وفات ۱۲۷۱ھ مطابق ۱۹۵۱ء ہے۔

مزار اقدس جنگ میں ہے۔

### حضرت علامہ ابو محمد امام الدین قادری رحمہ

آپ فقیہ اعظم مولانا محمد شریف کوٹلی لوہاراں کے برادر عزیز اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے خلیفہ تھے۔

کتاب محفل میلاد مرتبہ مولوی محمد بشیر کوٹلی لوہاراں میں آپ کا مضمون "سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا نظام حیات" شائع ہوا ہے۔ جو کہ آپ کے متبحر عالم ہونے کی دلیل ہے۔ کئی مرتبہ مدینہ الاولیاء لاہور میں تشریف فرما ہوئے تھے۔

اولاد: آپ کی اولاد میں سے مولانا محمد ایاس بھی اعلیٰ حضرت بریلوی سے شرف تلمذ رکھتے ہیں۔

وصال کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ میں ہوا اور وہاں ہی اپنے خاندانی قبرستان میں دفن ہوئے۔

### حضرت مولانا محمد شریف قادری رحمہ

فقیہ اعظم مولانا ابو یوسف محمد شریف کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے والد ماجد کا نام مولانا عبدالرحمن تھا۔ جو نہایت متبحر عالم اور متقی بزرگ تھے۔ درس نظامی تکمیل والد بزرگ وار سے کی۔

آپ مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے سلم عالیہ قادریہ میں خلافت یافتہ تھے۔ اور آپ کے بزرگ ترین خلفاء میں سے تھے۔ آپ کو فقیہ اعظم کہا جاتا ہے۔ مولانا محمد بشیر کوٹلی لوہاراں آپ کے ہی فرزند ہیں۔ کثرت سے لاہور آتے جاتے تھے۔

امر سے آپ نے "الفقیہ" کے نام سے ایک ہفتہ وار رسالہ جاری کیا تھا۔ وعظمتنا و لنتین ہوتا تھا۔ اردو، فارسی، اور عربی میں بہت عمدہ شعر کہتے تھے۔ تاریخ گوئی میں کمال حاصل تھا۔

صدر الشریعت مولانا امجد علی اعظمی اور صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی

آپ کے علمی

تصانیف: آپ کی تصانیف بہت سی ہیں۔ چند ایک کے یہ نام ہیں۔

۱۔ اربعین نبویہ۔

۲۔ اخلاق الصالحین۔

۳۔ حقی نماز مدلل۔

۴۔ اربعین حنفیہ۔

۵۔ کتاب التزادیح۔

تو سے سال کی عمر پا کر ۱۵ جنوری ۱۹۵۱ء میں وفات پائی۔ مولانا نور الحسن امام مسجد  
ملا عبدالحکیم سیالکوٹ نے نماز جنازہ کی امامت کی۔  
مزار کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ میں ہے۔

### حضرت سید سلیمان اشرف قادریؒ

محلہ میرداد فقیہ بہار شریف ضلع پٹنہ کے باشندے ہیں۔ وہاں ولادت ہوئی۔ اور وہاں  
ہی فارسی اور عربی کی ابتدائی تعلیم کے بعد مدرسہ حنفیہ جون پور آ گئے۔  
اپنے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے جلیل القدر خلفاء میں سے تھے۔ اور آپ کے ہی ارشاد  
کے مطابق علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے منسلک ہوئے۔ آپ رشد و ہدایت کے سپر۔ صداقت  
اور ریاضت کے مجسم تھے۔ سیاسی بصیرت میں لاثانی تھے۔ آپ کے شاگردوں کا حلقہ بہت  
وسیع ہے۔ لاہور تشریف لاتے تھے۔

نہایت قادر الکلام مقرر تھے۔ کلمہ حق کہنے میں کسی کی رُو رعایت نہیں کرتے تھے۔ مشہور  
معروف پروفیسر براؤن آپ کی علمی قابلیت کا معترف تھا۔

پروفیسر رشید احمد صدیقی نے اپنی تالیف ”گنج ہائے گراں مایہ“ میں آپ کی شخصیت  
کا مرقع نہایت عقیدت اور گداز سے مرتب کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے وصال پر آپ مولانا محمد رضا خاں۔ مولانا حسین رضا خاں  
سید محمود جان۔ سید ممتاز علی کے تعاون سے غسل کے لئے پانی دینے میں مصروف رہے۔

وفات علی گڑھ میں ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۳ء میں پائی۔ یونیورسٹی کے قبرستان میں شیروانیوں کے احاطہ میں دفن ہوئے۔ حیب الرحمن شیروانی نے قطعہ تاریخ وفات لکھا۔

## حضرت پیر محمد اعظم میردوالی قادری نوشاہی

مولانا کے والد کا نام مولوی محمد یار تھا۔ جو نقشبندیہ سلسلہ میں پیر خان عالم باولی تشریف والا کے خلیفہ تھے۔ ولادت ۱۸۶۱ء کے لگ بھگ ہے۔

مولانا محمد اعظم کی بیعت قادریہ نوشاہیہ برقندازیہ سلسلہ میں سید پیر فقیر اللہ شاہ بدوطلبی والی سے تھی۔ کمالات ولایت حاصل کے خلافت پائی۔ کثیر التعداد لوگوں نے آپ سے فیض پایا۔ آپ کے نام پر لاہور میں اعظمیہ سٹریٹ محلہ عثمان گنج۔ بیرون شیرانوالہ دروازہ موجود ہے۔ بے شمار دفعہ لاہور میں تشریف فرما ہوئے تھے۔

### تصنیفات:

- |  |                                   |
|--|-----------------------------------|
| ۱۔ بے مثل بشر۔   | ۲۔ یار ہو میں۔                    |
| ۳۔ اسم اعظم۔   | ۴۔ عنایت الغایہ۔                  |
| ۵۔ مصباح نورانی۔   | ۶۔ لوا مع الاسلام۔                |
| ۷۔ تحفۃ الصالحین۔  | ۸۔ نذر مولیٰ۔                     |
| ۹۔ عقیدہ یونسینہ شرح قصیدہ غوثیہ۔  | ۱۰۔ ہدایت المریدین۔               |
| ۱۱۔ تحفہ اخوان الصفا۔  | ۱۲۔ سوانح عمری سید فقیر اللہ شاہ۔ |
| ۱۳۔ قصیدہ امام اعظم در شان رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرح۔ |                                   |

### خلفاء:

- ۱۔ مولوی اقبال حسین فرزند انجناب۔
- ۲۔ حاجی مولوی حکیم محمد یوسف۔ ساکن مردانہ۔
- ۳۔ مولوی حاجی حسین بخش۔ ساکن بریار۔
- ۴۔ صوفی فتح الدین خطیب مسجد غوثیہ۔ بدوطلبی۔

وفات آپ کی وفات ۲۲ شوال ۱۳۷۵ھ مطابق ۲ جون ۱۹۵۶ء میں ہوئی۔ جیسا کہ سید شرافت نوشاہی نے اپنی کتاب شریف التواریخ کی تیسری جلد کے ساتویں حصہ موسوم بہ مناسج الآثار میں لکھا ہے۔ مزار اقدس موضع میر ووال ضلع شیخوپورہ میں واقع ہے۔ مزید حالات کے لئے رسالہ "ہدایت المریدین" مصنفہ مولانا محمد اعظم قادری نوشاہی لاہور ۱۳۹۲ھ ملاحظہ کریں۔

### حضرت مفتی غلام جان ہزاروی قادری <sup>رحمہ</sup>

آپ کے والد ماجد کا نام نامی مولانا احمد جی اور دادا کا نام مولانا محمد عالم تھا۔ ۱۸۹۶ء میں بمقام اوگرہ تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ میں پیدا ہوئے۔ سلسلہ نسب ۲۲ واسطوں سے حضرت علیؑ تک پہنچتا ہے۔ قرآن پاک اور ابتدائی درسیات کی کتب اپنے والد سے پڑھیں۔ پھر دہلی اور سہارن پور کی درسگاہوں میں چلے گئے۔ اور ہندوستان کی اور بھی کئی درسگاہوں سے علم حاصل کیا۔ پھر امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں کا شہرہ سن کر بریلی شریف پہنچے۔ ۱۹۱۸ء میں امام اہل سنت نے آپ کی دستار بندی کی۔ اور مدرسہ کی طرف سے سند فضیلت عطا ہوئی۔ بریلی شریف سے حضرت خواجہ محمود تونسوی سجادہ نشین حضرت خواجہ سلیمان تونسوی قدس سرہ کی دعوت پر مدرسہ سلیمانہ تونسوی شریف چلے گئے۔ یہاں سے مکھڑ شریف چلے گئے پھر لاہور شریف لے آئے اور دارالعلوم نعمانیہ کے صدر مدرس اور مفتی مقرر ہوئے۔

آپ کی بہت سی تالیفات ہیں۔

مولانا محمد اعظم میر ووال والے آپ کے شاگرد رشید تھے۔ آپ نے جدہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں پاپیادہ حاضری دی۔ مدینہ منورہ میں قضائے حاجت کے لئے شہر سے باہر جاتے۔ جب گنبدِ حضری نظروں سے چھپ جاتا تو قضائے حاجت کرتے۔

۱۳۷۹ء مطابق ۱۹۵۹ء میں وفات پائی۔ اور غازی علم دین شہید کے مزار کی جنوبی جانب قبرستان میانی میں دفن کئے گئے۔ جنازہ کی نماز علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ قادری نے پڑھائی۔ مولانا مظفر اقبال مدرس جامعہ نعمانیہ لاہور آپ کے فرزندِ ارجمند ہیں۔

## حضرت فقیر نور محمد سروری قادریؒ

### ابتدائی حالات و بیعت

ولادت آپ کی کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں میں ہوئی۔ حضرت خواجہ گیسو دراز بندہ نوازؒ کی اولاد سے تھے۔ باپ کا نام حاجی گل محمد تھا۔ پیدائش ۱۸۸۲ء میں ہوئی۔ آپ نسل سے پٹھان تھے۔ آپ کے والد گرامی نے چار حج کئے تھے۔ اور اچھی خاصی عربی فارسی جانتے تھے۔

ورودِ لاہور: آپ نے اسلامیہ کالج ریلوے روڈ۔ لاہور میں تعلیم حاصل کی ہے۔ اس کے بعد ۱۹۱۲ء میں بغداد شریف چلے گئے۔ اسی زمانہ میں آپ نے محسوس کیا کہ سلطان العارفین حضرت سلطان بابو قادری کی کم و بیش یک صد کتب کی اشاعت لازمی ہے چنانچہ آپ نے مکتبہ سلطانی کے زیر انتظام حضرت سلطان بابو قادری کی کتب کی ترتیب و تدوین کی چنانچہ ایک سو میں سے چالیس کے قریب کتب ایڈٹ کر دی گئیں۔ جن میں سے صرف چند کتب ہی زیورِ طبع سے آراستہ ہو سکیں۔ لاہور حیب آتے تو مولوی تاج دین قادری خطیب و امام مسجد کہنہ قصاب والی۔ گانگراؤ گڑھی شاہو سے ضرور ملتے۔ بیعت آپ نے حضرت سلطان بابو کے سجادہ نشین سوئم حضرت صالح محمد قادری سے کی۔

اولاد: آپ کے صاحبزادے کا نام فقیر عبدالحمید کابل سروری قادری ہے۔ دوسرے صاحبزادے فقیر عبدالرشید خاں سروری قادری ہیں۔ جن کی ربائش کلاچی میں ہے۔

تصانیف: آپ کی تصانیف میں سے

۱۔ عرفان حصہ اول۔ ۲۔ عرفان حصہ دوم (انگریزی)

۳۔ حکم نامہ۔ اردو ترجمہ لٹالہدیٰ فارسی مہنفہ حضرت سلطان العارفینؒ۔

۴۔ مخزن الاسرار۔ بہت معروف ہیں۔ سلطان الاوراد بھی آپ نے ہی تصنیف فرمائی ہے۔

وفات: وفات آپ کی ۱۷۔۱۸ اکتوبر ۱۹۶۶ء میں ہوئی۔ اور کلاچی شریف میں دفن ہوئے۔ جو ڈیرہ اسماعیل خاں سے ۲۲ میل کے فاصلے پر ہے۔ وفات لائپور میں ہوئی تھی لیکن بعد ازاں لاش کلاچی لے جا کر دفن کی گئی۔ جہاں آپ کا مقبرہ بنا۔

## حضرت پیر عبدالرحمان قادری

آپ حضرت پیر حافظ محمد عبداللہ بھمر چونڈی شریف کے صاحبزادے تھے۔ ۱۳۱ھ مطابق ۱۸۹۲ء میں آپ کی ولادت ہوئی۔ جب ذرا بڑھے ہوئے تو ظاہری علوم و فنون کی تکمیل کے بعد باطنی علم کی طرف مائل ہوئے۔ اور جب آپ کے والد ماجد انتقال کر گئے تو آپ درگاہ بھمر چونڈی شریف کے سجادہ نشین بنے۔

نہایت سادہ زندگی گزارتے تھے۔ جاہ و جلال سے سخت متنفر تھے۔ نماز باجماعت کے ایسے پابند تھے کہ زندگی بھر میں شاید ہی کوئی نماز اکیلے ادا کی ہو۔ بیماری کی حالت میں جب کہ چلنے پھرنے کی طاقت نہ ہوتی۔ چار پائی پر اپنے آپکو اٹھوا کر جماعت میں شرکت فرماتے۔ علماء و مشائخ کی بہت عزت کرتے۔ اذان میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اقدس پر انگوٹھے چومنا ادب اور محبت کا قرین سمجھتے تھے اور اسے عشق رسول کی علامت قرار دیتے۔ قیام اور تعمیر پاکستان میں آپ نے بہت نمایاں کردار ادا کیا۔

۲۶ اپریل ۱۹۲۶ء میں جب بنارس میں صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی اور سید محمد شاہ محدث کچھوچھوی کے ایما پر آل انڈیا سنی کانفرنس کا انعقاد ہوا تو اس میں آپ بھی شامل ہوئے۔ سندھ میں جب مسجد منزل گاہ سکھر کا مسئلہ آیا تو آپ نے اس میں اپنی کامل شمولیت فرمائی اور آپ قید میں ڈال دیئے گئے۔ لاہور میں اکثر آپ کا آنا ہوا ہے۔

وصال پر ملال پشت کے سرطان سے ۹ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ مطابق ۳۸ اکتوبر ۱۹۶۷ء میں بھمر چونڈی شریف میں ہوا۔ اور وہیں دفن ہوئے۔

آپ کے بھائی آپ کے صاحبزادے پیر عبدالرحیم سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

## حضرت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد قادری لائپپوری

### خاندانی حالات

آپ دیال گڑھ ضلع گورداسپور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن مالون میں ہی حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے اسلامیہ ہائی سکول بٹالہ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ والد

گرامی کا نام چوہدری میراں بخش تھا۔

وَرُو دِ لاہور، میٹرک پاس کرنے کے بعد آپ مزید تعلیم کے لئے لاہور تشریف لے آئے۔ مگر کالج کی تعلیم چھوڑ کر بریلی میں حجۃ الاسلام حامد رضا خاں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہاں سے مولانا امجد علی مصنف بہار شریعت کے ساتھ اجمیر میں سات سال تک مقیم رہے۔ اور پھر دوبارہ بریلی تشریف لے آئے اور پندرہ سال تک متواتر آپ بریلی میں تدریس و خطابت کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ قیام پاکستان کے بعد لاہور ہوتے ہوئے لائل پور پہنچے اور اس جگہ کو اپنا مستقل مستقر بنا لیا۔ اور لائل پور کو بریلی شریف بنا دیا۔ قادری سلسلے میں بیعت آپ نے شاہ حامد صفا سے کی تھی جن دنوں آپ لاہور میں ایف اے کی تیاری کر رہے تھے تو انہیں دنوں مرکزی انجمن حزب الاحناف کے زیرِ اہتمام ایک بڑے تاریخی جلسہ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلی کے بڑے صاحبزادے شاہ حامد رضا خاں نے بھی شرکت کی تھی۔ تو جلسہ کے بعد آپ نے شاہ صاحب سے بریلی جانے کی درخواست کی۔ جو قبول کر لی گئی اور اپنے ساتھ بریلی ان کو لے گئے۔ قیام بریلی میں آپ جامعہ رضویہ کے صدر مدرس اور شیخ الحدیث کے بلند پایہ منصب پر تعینات رہے۔ قیام بریلی میں آپ ایک دفعہ شاہ مصطفیٰ رضا خاں کے ساتھ حج کے لئے بھی گئے۔ حضرت حجۃ الاسلام کے وصال پر آپ نے ہی ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ لائل پور آپ ۱۹۴۵ء میں گئے تھے۔ سلسلہ چشتیہ میں آپ مولانا سراج الحق گورداسپور سے بیعت شدہ تھے۔

اخلاقِ عالیہ؛ آپ بہت سے علوم و فنون کے جامع تھے۔ ساتھ ہی اسلامی اخلاق و عادات کی دل نشین جاذبیت ہر حرکت میں فطری طور پر اُجاگر تھی۔ آپ کو علم فقہ، تفسیر، ادب اور منطق میں غایت درجہ کی لیاقت و قابلیت تھی۔ خاص طور پر علم حدیث میں وہ کمال حاصل تھا کہ اپنے خدا داد علم و فضل کی وجہ سے آپ محدثِ پاکستان کے لقب سے ممتاز ہوئے۔ آپ اہل سنت والجماعت کی ایک ممتاز اور منفرد شخصیت تھے۔

وفات؛ وفات آپ کی ۱۹۶۲ء میں کراچی میں ہوئی۔ وہاں سے لاش لائل پور لائی گئی۔ تقریباً ۳ لاکھ مسلمانوں نے نماز جنازہ ادا کی۔ اور اپنی مسجد و درگاہ کے قریب دفن ہوئے۔ علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری امجدی نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی۔

مقبرہ و مسجد؛ آپ نے مسجد اور جامع رضویہ قائم کئے جو کہ آپ کا ایک تاریخی کارنامہ ہے۔  
ابتداءً یہ مسجد اور درگاہ گول باغ جھنگ بازار میں قائم کی مگر بعد ازاں یہی چھپر والی مسجد ایک نہایت  
رفیع الشان اور پُرشکوہ مسجد کی شکل میں تبدیل ہو گئی جس پر لاکھوں روپے خرچ ہو چکے ہیں اس  
کے ساتھ ہی آپ نے ایک ضروری ہسپتال بھی جاری کر دیا تھا۔

### حضرت مولانا شاہ محمد ظفر الدین قادری بہاری

ولادت ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۵ء بمقام میجرہ ضلع عظیم آباد پٹنہ ہے۔ آپ اعلیٰ حضرت  
محمد رضا خاں بریلوی کے تلمیذ خاص اور خلیفہ تھے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں آپ نے اعلیٰ حضرت  
سے ہی بیعت کی تھی۔ جو کہ ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۳ء کا واقعہ ہے۔  
شجرہ نسب اس طرح ہے۔

ملک محمد ظفر الدین قادری بن ملک منشی محمد عبدالرزاق بن ملک کرامت علی بن ملک احمد علی بن  
ملک غلام قادر بن ملک بواریتا بن ملک حمید بن ملک رضا بن ملک محمد علی بن ملک فتح اللہ بن ملک  
غلام نبی بن ملک محمد معصوم بن ملک سعید الدین عرف ملک سدن بن ملک احمد اللہ بن ملک تانہ بن  
ملک بہاؤ الدین بن ملک محمد اسماعیل بن ملک اللہ داد بن ملک غلام محی الدین عرف ملک گدن بن ملک  
خطاب الملک بن ملک علاء الملک بن ملک داؤد پسر اکبر بن حضرت سید ابراہیم ملک با غازی عرف  
ملک بٹو شہید بن حضرت سید ابوبکر (عزنی) بن سید ابوالقاسم عبداللہ بن سید محمد فاروق بن سید  
ابو منصور عبدالسلام بن سید عبدالوہاب بن حضرت غوث الاعظم۔

پٹنہ یونیورسٹی میں حدیث کے صدر رہے۔ لاہور تشریف فرما ہوتے تھے۔

بڑی کتابیں تصنیف فرمائیں اور مسلک حنفی کے مطابق ذخیرہ احادیث فرما کر اُسے "الصیحح البخاری"

سے موسوم کیا۔ اس کی چند جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ آپ کی ایک اہم تالیف حیات اعلیٰ حضرت

(مظہر المناقب ۱۹۲۸ء) کی جلد اول بھی مطبوعہ ہے۔ آپ نے علامہ شیخ شہاب الدین احمد بن حجر مکی متوفی

۱۹۷۳ء کی کتاب "الغیرات الحسان" (سیرت امام اعظم ابوحنیفہ) کا اردو میں بھی ترجمہ کیا ہے

حصولِ پاکستان میں نمایاں حصہ لیا۔ بنارس کی اول انڈیا سٹی کانفرنس منعقدہ اپریل ۱۹۴۶ء

میں سرگرم کارکن کی حیثیت سے شامل ہوئے۔ اعلیٰ حضرت نے آپ کے بارے میں فرمایا تھا۔

میرے ظفر کو اپنی ظفروں سے

اس سے شکستیں کھاتے یہ ہیں

انتقال ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۶ء میں فرمایا۔ آپ کے اکلوتے فرزند جناب مختار الدین احمد آنسو

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں صدر شعبہ اردو ہیں۔

### مولانا شاہ سید محمد کچھوچھوی قادریؒ

آپ ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا نام نامی مولانا حکیم نذر اشرف

تھا جانس ضلع رائے بریلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت یہاں ہی حاصل کی۔ درس نظامی

مولانا محمد عبدالباری سے پڑھی۔

بیعت مولانا شاہ احمد اشرف سے تھی۔

لاہور تشریف لائے تھے۔

اپنے عہد کے وحید العصر شمس الافاضل۔ قدوة العلماء۔ محدث اعظم تھے۔

چار بار حج حرمین الشریفین سے مشرف ہوئے۔

پانچ ہزار غیر مسلم آپ کے ہاتھوں مسلمان ہوئے۔ لاکھوں افراد نے آپ سے بیعت کی۔

بے شمار کتب تصنیف کیں۔ آپ نے کلام پاک کا بھی ترجمہ کیا تھا۔ آل انڈیا سنی کانفرنس

منعقدہ بنارس کے صدر عمومی تھے۔

۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۳ء میں بمقام لکھنؤ وفات پائی۔ تجہیز و تکفین کچھوچھو شریف میں ہوئی۔

### حضرت شاہ ولایت مخدوم علی احمد شاہ قادری و الجیلانیؒ

آپ خاندان قادریہ کے درخشندہ تارے تھے۔ سلسلہ نسب کے اعتبار سے حسنی اور مسدک کے

لحاظ سے قادری ہیں۔ جائے ولایت کنیقل شریف ضلع کرناں ہے۔ والد ماجد کا نام تاج السالکین مخدوم

سید عبدالعلی شاہ تھا۔ جو اپنے وقت کے عارف کامل اور صاحب دل بزرگ تھے۔ انہی سے آپ کو خلافت

حاصل ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب شیخ الافاق حضرت شاہ کمال قادری بغدادی ثم کبچقل سے ہوتا ہوا  
 بائیسویں پشت میں حضرت غوث الثقلین محی الدین سید عبدالقادر جیلانی سے مل جاتا ہے۔  
 کہا جاتا ہے آپ مادر زاد ولی اللہ تھے۔ آپ کی پیشانی پر سعادت کے کثیر آثار اور کرامت کے  
 عجیب انوار نظر آتے تھے۔ کم سخن۔ نرم گفتار۔ عابد و زاہد اور متقی تھے۔ شب و روز یاد الہی اور عوامی  
 بھلائی میں بسر فرماتے۔ آپ فرمایا کرتے عمل کے بغیر دین و دنیا میں کوئی فلاح و کامیابی نہیں۔ اپنی تعلیمات  
 میں اخلاق کی درستی اور پاکیزگی پر سب سے زیادہ زور دیتے اور اصلاح احوال پر زیادہ توجہ رکھتے  
 نصیحت کرنے کا انداز بڑا سادہ اور بڑا دل نشین تھا۔ آپ کی نصائح احادیث اور بزرگان کے اقوال  
 سے اس قدر موثر ہوتیں کہ سننے والا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ طبیعت میں برداشت اور حلم بہت  
 زیادہ تھا۔ کبھی آپ کے چہرے پر ناراضگی کے اثرات نہیں دیکھے گئے۔ زندگی کے ہر گوشے میں سنت نبوی  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نمایاں جھلک تھی۔ آپ نے اپنے فیضان نظر سے ہر دل میں عشقِ مصطفیٰ  
 کو جلوہ گر کر دیا۔

ہر کہ عشقِ مصطفیٰ سامانِ اوست

بحر و بر در گوشہ دامانِ اوست

قرب و حوار کی ریاستوں اور درگاہوں کے رئیس اور سجادہ نشین آپ کی بارگاہ میں حاضری  
 اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے اور ان کا یہ معمول تھا کہ گدی پر بیٹھتے وقت آپ ہی کے ہاتھ سے  
 پگڑی بندھواتے اور دعا کرتے تھے۔ بے شمار مخلوق آپ کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئی۔ آپ  
 لوگوں کے اخلاق کو سنوارتے اور دلوں میں نیکی اور سچائی کی لگن پیدا کرتے۔ تمام زلیبتِ مسلم و غیر مسلم کے  
 دلوں سے غفلتوں اور تاریکیوں کے پردے بٹاتے رہے۔ آپ نے عوام الناس کو وہ اسرار بتائے جو قلب  
 روح کے لئے تسکین بخش ہیں۔ غرباء کی غم خواری اور دستگیری۔ مسکین کی اعانت۔ بیواؤں کی امداد اور  
 یتیموں کی دل دہی آپ کے مخصوص اوصاف تھے۔ غرض کہ آپ کی سادگی، حق و صداقت پر قیام، فیاض و ایثار و  
 قربانی سے اسوہ حسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیاں تھتے۔

آپ کے جدِ امجد کبیر ملک العتاق حضرت شاہ کمال قادری کا شمار ان مشاہیر میں ہوتا ہے

جن کی ذاتِ والامفات نے برصغیر ہندوستان و پاکستان میں کفر و الحاد کی تاریکیوں کو صداقت

و حقانیت کی روشنی سے منور کیا اور اپنی حیرت انگیز کرامات سے اسلام کی عظمت و جلالت کو کفار کے سامنے دوبارہ تازہ کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ نے اپنی تصانیف میں متعدد مقامات پر آپ کی عظمت کا اعتراف کیا ہے۔ ”مبداء معاد“ میں ایک مقام پر رقم فرماتے ہیں کہ ”ہم کو جب خاندان قادریہ کے مشائخ سلسلہ کا کشف ہوتا ہے تو حضرت غوث الثقلین کے بعد حضرت شاہ کمال قادریؒ جیسا علوئے مرتبت بزرگ نظر نہیں آتا۔“ اس قول کی بلیغ معنویت اپنے اجمال و ابہام میں بھی کسی مزید تفصیل و توضیح کی محتاج نہیں۔ یہ قول اس امر کی روشن دلیل ہے کہ آپ فضائل و کمالات علمیہ و عملیہ میں سرآمد روزگار تھے۔ اہل طریقت پر یہ حقیقت مخفی نہیں کہ حضرت شاہ کمال قادریؒ سے مختلف سلاسل مثلاً خاندان چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ اور قادریہ کے بزرگان فیوض و برکات کی دولت سے مالا مال ہو کر منزل مقصود تک پہنچے ہیں۔ آپ کی جلالت شان اور عظمت روحانی کا اندازہ مختلف سلاسل کے اکابرین کے فرمودات سے بخوبی ہو جاتا ہے جس کا یہ مختصر مضمون متحمل نہیں ہو سکتا۔ ایک انگریز مسٹر اے ایم سٹو جو لاہور میں فنانشل کمشنری کے منصب پر فائز رہ چکے ہیں نے اپنی کتاب ”تاریخ ضلع کرناں“ میں آپ کو شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے اور آپ کی اولاد کو عزت و شرافت کی عظیم الشان یادگار مانا ہے۔ آپ کے خاندان کے افراد ہر زمانہ میں دین و دنیا دونوں اعتبار سے صاحب علم و عمل صوفیائے اکمل اور صاحب حشمت و دولت رہے ہیں اس سلسلہ کی موجودہ دور میں حضرت مخدوم موصوف ایک اہم کوی تھے۔ آپ فرمایا کرتے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع کے سوا باطنی ترقیوں کے تمام راستے بند ہیں۔ آپ کی محفل میں بلا تفریق ہر مذہب و مشرب کے لوگ آتے وسعت خیال و وسیع المشرقی اور رواداری آپ کی سیرت کا جلی عنوان تھی۔ کسی کی مذمت نہ کرتے فرماتے مسلمان مختلف جماعتوں میں بٹ کر قوت اسلام کو ضائع اور کمزور کر رہے ہیں۔ باہمی وحدت اور اخوت پر زور دیتے۔ تقسیم بند سے قبل آپ نے عامۃ المسلمین سے اپیل کی کہ جملہ اختلافات کو پس پشت ڈال کر وطن کی آزادی کی خاطر مسلم لیگ کو مضبوط بنائیں۔ جب تک مسلمانوں میں رشتہ محبت مستحکم نہیں ہوگا بقائے دوام کی صورت پیدا نہیں ہوگی۔ سلسلہ عالیہ قادریہ کمالیہ سکندریہ کے سجادہ نشین اور جمیع اہل سلسلہ کو بالخصوص اور جملہ برادرانِ اہل بیت کو بالعموم یہی پتہ

کرتے رہے۔ آپ کے ارشادات اس دور کے مشہور لیگی اخبار "نوائے وقت" میں شائع ہوا کرتے تھے۔  
تقسیم ہند کے بعد آپ کینٹنل سے پاکستان تشریف لائے۔ کچھ عرصہ لاہور میں قبولہ ضلع ساہیوال اور  
مٹان میں قیام فرمایا۔ آخر کار اہل شہر کے زبردست اصرار پر ڈیرہ غازی خاں میں مستقل طور پر قیام فرمایا  
اس علاقہ میں آپ کی فیض رسانیاں اور لطف ارزانیاں عام تھیں۔ سینکڑوں قلوب آپ کی نگاہ کرامت  
انار سے نور لے کر جگمگا اٹھے۔ ہزاروں پیاسے دل آپ کے جام وحدت سے سیراب ہوئے۔ جو سائل  
یا طالب خالص نیت سے آپ کی بارگاہ میں آگیا وہ قلبی کیفیتوں کی دولت سے مالا مال ہو گیا۔

آپ کے مریدین و معتقدین کی تعداد بے شمار ہے۔ برصغیر ہند و پاکستان میں آپ کے  
ماننے والے ہر جگہ موجود ہیں۔ شائقین و طالبین کثرت کے ساتھ بلانے کی درخواستیں پیش کرتے تھے  
آپ کا طریقہ تھا کہ بہت کم باہر جایا کرتے لیکن جب مشتاقان زیارت کے تقاضے حد سے گزر جاتے تو  
منظور بھی فرما لیتے تھے۔ آپ کا معمول تھا جب لاہور تشریف لاتے تو پہلے حضرت داتا گنج بخش مخدوم  
علی بھٹائی کی خانقاہ پر حاضری دیتے اور گھنٹوں مراقبہ رہتے۔ پھر سلطان العارفین حضرت میاں میر  
قادر می کے روضہ پر جاتے اور حضرت ابوالمعالی قادریؒ کے دربار میں ہوتے ہوئے جائے قیام پر  
واپس آجاتے یہ معمول طویل دوران قیام میں بھی جاری رہتا۔

آپ کا وصال ۲۲ دسمبر ۱۹۶۳ء بروز جمعہ المبارک ڈیرہ غازی خاں میں ہوا۔ اس وقت  
آپ کی عمر تریسٹھ سال چند ماہ تھی۔ کسی مرید نے آپ کی تاریخ وصال راہبر راہ خدا علی احمد سے  
نکالی ہے۔ گو حضرت اقدس ہمدانی ظاہری آنکھوں سے مستور ہو گئے مگر ان کی روح مقدس آج بھی اسی  
طرح فیض رسان عالم اور دستگیر بے کساں ہے جس طرح ظاہری آنکھوں سے جسم ظاہری کی زیارت کی جاسکتی  
ہے باطنی آنکھوں سے روح مقدس کی زیارت اہل دل کو ہوتی رہتی ہے اور قیامت تک ہوتی رہے گی  
وصال کے بعد بھی کلمات کا صدور ہوتا رہتا ہے۔ بہت سے خوارق و کرامات زبان زد خلائق ہیں شہر  
کے عوام آپ سے بڑی گہری عقیدت رکھتے تھے۔ ہر مکتب فکر کے لوگ آپ کا بے حد احترام کرتے  
ہیں۔ آپ کے مزار مقدس پر ہر وقت زائرین کا ہجوم رہتا ہے۔ نئے شادی شدہ جوڑے آپ کی درگاہ  
پر حاضری دیتے ہیں اور اپنی ازدواجی زندگی کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں۔

آپ کا سالانہ عرس مبارک ۲۲-۲۳ دسمبر کو بڑی شان و شوکت سے منایا جاتا ہے۔

دریازہ بیرونجات سے لوگ جوق در جوق شریک ہو کر تندرناہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ ۶۰ برس کے ایام میں مزار پر برقی قمقموں کا منظر دیدنی ہوتا ہے۔ ایسا مظلوم ہوتا ہے گویا نور کی چادر تھی ہے جس میں تاریوں کے باغ کی رونق سمٹ آئی ہے۔ سبحان اللہ۔ اللہ والوں کی بھی عجیب شائیں ہیں۔

ہرگز نیسرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق

ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

### حضرت مفسر اعظم ہند مولانا الحاج محمد ابراہیم خاں قادریؒ

۶۰ عام میں جیلانی میاں کھلاتے تھے۔ آپ نبیرہ سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے تھے آپ کے برادر عزیز مولانا حماد رضا خاں عرف نعمانی میاں بھی اعلیٰ حضرت بریلوی سے شرف خلافت رکھتے تھے۔ یہ دونوں نبیرگان حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد عرف حامد رضا خاں قدس سرہ کے فرزندگان ہیں۔ آپ صاحب تصانیف و تدریس و تبلیغ تھے۔ کافی مدت تک دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں شیخ الحدیث رہے۔ حلقہ ارادت بہت وسیع تھا۔ لاہور شریف فرما ہوئے تھے۔

اس زمانہ کے فرقہ امتداد شدہی تحریک سے لے کر پرویتیت تک سب محاذوں پر نہایت پختگی و عزم سے نبرد آزار ہے۔

تیس سال تک مسند ارشاد پر فائز رہے۔

۱۳ صفر ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۹۶۵ء میں وصال فرمایا۔

### حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ صاحب نوشاہی قدس سرہ

سابن پال شریف۔ ضلع گجرات

آپ سراج الواصلین، شمس العارفین، امام الاولیاء، افضل الفضلاء، صاحب مراتب بلند

اور مدارج ارجند تھے۔

آپ کا نام غلام مصطفیٰ تختاخص نوشاہی، لقب اعلیٰ حضرت تھا۔ آپ مقبول درگاہ الہی حضرت مولانا

سید حافظ محمد شاہ نوشاہی کے فرزند حق پسند اور مرید و خلیفہ اعظم و سجادہ نشین تھے۔

آپ کی پیدائش ستائیسویں جمادی الآخر ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۹۰ء میں بمقام ساہن پال شریف ہوئی  
مادۃ تاریخ ”ریاض رسول“ ہے۔

آپ نے تعلیم ظاہری اپنے والد بزرگوار سے پائی۔ علم ادب کی فارسی درسی کتابیں پڑھیں۔ پھر  
مولانا محمد شیخ احمد سنغی نقشبندی مجددی دھریکویؒ سے علم صرف۔ نحو اور منطق پڑھے۔ چند اسباق مولانا  
قاضی محمد امین فاروقی بھنگر ہالویؒ سے پڑھے۔ فقہ۔ حدیث۔ تفسیر۔ تصوف میں آپ نے خاص ملکہ حاصل  
کیا۔

آپ کی بیعت طریقت اپنے والد بزرگوار سے تھی۔ وظایف دارالافتاء دارالافتاء دارالافتاء کی اجازت  
و خلافت سے مشرف ہوئے۔ حضرت سید مکھن شاہ نوشاہی لاہوریؒ نے وفات کے بعد مثالی صورت  
میں ظاہر ہو کر آپ کو کلاہ تبرک عنایت فرمایا۔ آپ کو خواب میں حضرت نوشہ گنج بخشؒ نے بیعت کیا  
اور ذکر کلمہ طیبہ بطریق نفی اثبات جہر تلقین فرمایا اور دوسری مرتبہ خواب میں السلام علیک فرمایا۔

آپ کو خواب میں اور بیداری میں اکثر مرتبہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا  
شرف حاصل ہوا۔ دیگر انبیائے کرام اور صحابہ عظام اور اولیائے ذوالاحرام کی اکثر زیارتیں آپ کو  
ہوتی رہتی تھیں۔ آپ قرآن مجید کی تلاوت اکثر فرماتے تھے۔ تیسرے روز ختم کیا کرتے۔ درمیان اوسیاہ  
کے ارواح کو ایصال ثواب کر دیا کرتے۔ کلمہ طیبہ اور درود شریف کئی ہزار مرتبہ آپ کا روزانہ ورد تھا  
آپ کو عالم مشاہدہ میں محمد عبدالرحمن۔ فیاض الناس اور ابن نور اللہ وغیرہ خطاب ملے تھے۔ ایک مرتبہ آپ  
کو خواب میں ایک جنتی حور کا دیدار ہوا جس کا نام خشیۃ الرحمن تھا۔

آپ گاہ بگاہ لاہور شریف لے جایا کرتے۔ آپ کی پھوپھی صاحبہ لاہور موجی دروازہ میں رہتی  
تھیں۔ ان کے ہاں مقام رکھتے۔ درگاہ حضرت داتا گنج بخشؒ اور درگاہ شاہ محمد غوث۔ درگاہ میانمیر  
قادری۔ درگاہ شاہ ابوالعالی قادری۔ درگاہ سید میر میراں گیلانی قادری کی زیارتوں سے مشرف ہوا کرتے۔  
آپ کے حالات کتاب شریف التواریخ کی دوسری جلد موسم بہ طبقات النوشاہیہ کے پہلے طبقہ  
میں سے لئے گئے ہیں جو آپ کے بیٹے سید شرافت نوشاہی کی تصنیف ہے۔

آپ کی تصانیف بہت ہیں جو مفید عام و خاص ہیں۔

۱۔ فیض محمد شاہی۔ دس جلدوں میں ہے۔ بے شمار علمی مضامین کا خزائن ہے۔

- ۲۔ مکتوباتِ نوشاہی۔ سینکڑوں مکاتیب ہیں۔
  - ۳۔ رقعاتِ نوشاہی۔ سینکڑوں رقعات ہیں۔
  - ۴۔ پنج گنجِ نوشاہی۔
  - ۵۔ دیوانِ نوشاہی۔
  - ۶۔ غزلیاتِ نوشاہی۔
  - ۷۔ تفسیرِ نوشاہی۔
  - ۸۔ رسالہ طاعون۔
  - ۹۔ رسالہ رفعِ سیلاب۔
  - ۱۰۔ رسالہ الخواص۔
  - ۱۱۔ ترجمہ بوستانِ سعدی۔
  - ۱۲۔ ترجمہ گلستانِ سعدی۔
  - ۱۳۔ ترجمہ محمود نامہ۔
  - ۱۴۔ ترجمہ نامِ حق۔
  - ۱۵۔ ترجمہ شیخِ عطار۔
  - ۱۶۔ ترجمہ کریا۔ وغیرہ۔
- آپ کے دو بیٹے ہوئے۔

۱۔ سید ابوالنظر شریف احمد شرافت نوشاہی متولد ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۷ء۔ اس وقت ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۹۷۱ء میں زندہ موجود ہیں۔

۲۔ سید ابوالرضا بشیر احمد بشارت مولد ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۱۰ء متوفی ۸ صفر ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۹۶۱ء۔

آپ کے خواص مریدین کے نام یہ ہیں۔

۱۔ سائیں خدا بخش فقیر متوفی ۱۳۴۹ھ مطابق ۱۹۳۰ء۔

۲۔ سائیں جمدار مجذوب گاکھڑوی متوفی ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۹۲۷ء۔

۳- میاں کرم الدین کشمیری مرحوم پندورہ والہ۔

۴- میاں علی احمد تلیفہ نور پوری سلمہ اللہ۔

۱ علی حضرت سید غلام مصطفیٰ نوشاہی کی وفات بعد ستتر سال ۱۸ شوال ۱۳۸۴ھ مطابق

۲۱ فروری ۱۹۶۵ء میں ہوئی۔ مزار شریف اپنی حویلی کے صحن میں بمقام ساہن پال شریف ضلع گجرات موجود ہے۔

### حضرت ذاکر حسین شاہ قادری گیلانی <sup>رح</sup>

۳۵ واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسنؑ اور ۲۱ واسطوں سے حضرت غوث الاعظمؒ تک پہنچتا ہے۔ آپ گیارہ اپریل ۱۳۷۹ء میں اپنے ننھال بٹالہ میں تولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم بٹالہ میں پائی۔ ۱۳۹۴ء میں پنجاب یونیورسٹی سے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور میڈیکل کالج لاہور اور ڈرنری کالج لاہور میں داخلہ لینے کی کوشش کی مگر داخلہ نہ ملنے پر آپ نے محکمہ انہار میں ملازمت اختیار کر لی۔ اور یہی سلسلہ ملازمت آپ کو شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ میں اپنے خواہر زادہ محمد حسین شاہ گیلانی کے پاس لے آیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ نے ملازمت چھوڑ دی اور تلاش مرشد کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ بے شمار جگہ گئے۔ اور بالآخر موضع چھاپا نوانی میں شاہ محمد مقصود حسن قادری سے بیعت کر لی۔ مرشد کی خدمت میں آپ نے بارہ سال سے زائد عرصہ گزارا۔

آپ ظاہری و باطنی علوم پر کامل عبور رکھتے تھے۔ تصوف و سلوک کی منازل طے کرنے کے لئے آپ نے حضرت میاں میر قادری لاہوریؒ، حضرت شاہ ابوالمعالی قادری لاہوریؒ، حضرت شاہ جلال تھانیسریؒ، شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ، حضرت سید علاؤ الدین علی احمد صابریؒ، حضرت باوا فرید پاکپٹنؒ، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کالیؒ، خواجہ معین الدین بستیؒ کے مزارات پر حاضری دی۔ اور کرب فیض کیا۔

۱۹ اگست ۱۹۶۶ء میں آپ دو ماہ بیمار رہ کر وفات پا گئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۸۷ سال

تھی۔

مزار اقدس شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ میں ہے۔

## حضرت سلطان حبیب قادریؒ

آپ حضرت سلطان العارفين سلطان باہو قادری کے آٹھویں گدی نشین اور سجادہ نشین

تھے۔

کئی مرتبہ لاہور تشریف لائے۔ نہایت باخلاق اور بامروت انسان تھے۔ طریقت کے علاوہ شریعت کے بھی جامع تھے۔

۱۹۶۹ء میں وصال فرمایا اور اپنے آبائی قبرستان درگاہ حضرت سلطان باہو قادریؒ میں

مدفون ہوئے۔

## حضرت مولانا عبدالحماد بدایونی قادریؒ

آپ ۱۸۹۵ء میں یوپی کے مشہور شہر بدایوں کے ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے خاندان میں مولانا شاہ فاضل رسول بدایونی قادری جیسے اہل علم پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام حکیم محمد عبدالقیوم قادری تھا۔ آپ کی والدہ سیدہ بہاء الدین دہلوی کی صاحبزادی تھی۔

آپ اہل سنت والجماعت کے ممتاز اکابر میں سے تھے۔ جنہوں نے تحریک خلافت تحریک پاکستان تحریک شدھی تحریک ختم نبوت۔ عالم اسلامی کے اتحاد اور مسئلہ کشمیر کو عالم اسلام سے روشناس کرانے میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ تحریک خلافت میں آپ نے مولانا محمد علی جوہر مولانا شوکت علی اور نواب محمد اسماعیل خاں کے ساتھ کام کیا۔ لکھنؤ میں منعقدہ اجلاس میں آپ کے علاوہ مولانا مدرسہ رضا خاں بریلوی۔ مولانا ولایت حسین الہ آبادی۔ اور علمائے فزنگی محل بھی شامل تھے۔ مؤلف کتاب بڑانے آپ کی بہت سی تقاریر سنی ہیں۔ آپ کی آواز میں ترنم تھا اور تقریر مخصوص الفاظ میں جھوم جھوم کرتے تھے۔ اور سارے مجمع پر چھا جاتے تھے۔ ۱۹۲۵ء میں قائد ملت بیانت علی خاں کے ایما پر سیدر آباد دکن گئے۔ اور نواب میر عثمان علی خاں تاجدار دکن سے ملے اور حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کی ملاقات کے لئے راہ ہموار کی۔ ۱۹۲۶ء میں آپ نے مکہ معظمہ پہنچ کر مسلمانان عالم کو تحریک پاکستان سے آگاہ کیا۔ تحریک ختم نبوت میں گرفتار ہوئے۔ ابوالحنات قادری لاہوری کی وفات کے بعد آپ جمعیت العلماء پاکستان کے صدر بنے۔ تحریک آزادی کشمیر میں بھی آپ نے نمایاں کردار

ادا کیا۔ آپ نہایت پر جوش اور شعلہ بیان مقرر تھے۔ لاہور تشریف لائے تھے۔  
 آپ سچے صوفی مشرب مسلمان تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آستانہ پاک سے گہرا  
 تعلق تھا۔ ائمہ اطہار اور اولیائے کرام سے بے پناہ عقیدت تھی۔ انہوں نے پوری زندگی میں ۲۲ مرتبہ  
 حج ادا کیا۔ اور روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری دی۔

آپ کی کئی ایک تصانیف موجود ہیں۔ جن میں

۱۔ اسلام کا معاشی نظام اور سوشلزم کی مالی تقسیم۔

۲۔ اسلام کا زراعتی نظام۔

۳۔ تصحیح العقائد۔

۴۔ عبادات اسلامی۔

۵۔ کتاب دست غیروں کی نظر میں۔

۶۔ تاثرات روس۔

۷۔ دورہ آزاد کشمیر۔

۸۔ حرمت سود۔

۹۔ عائلی قوانین۔

۱۰۔ الجواب المشکور فی اسئلة القبور بہت مشہور ہیں۔

وفات ۲۱ جولائی ۱۹۷۰ء میں کراچی میں پائی اور وہاں ہی مدفون ہوئے۔ وفات فالج کے حملہ  
 سے ہوئی۔

## حضرت سید مغفور القادریؒ

ولادت ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۶ء میں گڑھی اختیار خاں ضلع رحیم یار خاں میں ہوئی۔ آپ

کا خاندان حضرت لال شہباز قلندرؒ سے متعلق ہے۔ والد ماجد کا نام سید سرور محمد القادری ہے جو علاقہ

بہاول پور اور سندھ کے مشہور بزرگ طریقت تھے۔ انہوں نے سات حج پاپیادہ کئے۔ سرکار اعظم

کے حکم سے تین برس مدینہ منورہ میں رہے۔ جہاں آپ کو شیخ احمد ہندی کا لقب حاصل ہوا

حضرت مغفور القادری نے دربار بھرچونڈی شریف میں مولانا عبدالکریم ہزاروی سے اکتساب علم کیا۔ پھر قطب الوقت شیخ محمد عبداللہ ساکن بھرچونڈی شریف ضلع سکھر سندھ سے بیعت کی اور خلافت حضرت پیر عبدالرحمان بھرچونڈی شریف سے حاصل کی۔

سندھ اور بہاول پور کے بے شمار مقامات پر مساجد اور مدارس قائم کئے۔ آپ کی دینی اور مذہبی بے شمار خدمات ہیں۔ آل انڈیا سنی کانفرنس منعقدہ بنارس میں ۱۹۲۶ء میں آپ نے شرکت کی تھی۔ سحر بیان خطیب ہونے کے علاوہ نہایت فاضل بزرگ تھے۔ آپ کسی مرتبہ لاہور تشریف لائے تھے۔

تصانیف؛ عباد الرحمن (تذکرہ مشایخ بھرچونڈی شریف) کے علاوہ کلام مغفور (غیر مطبوعہ) اور الرسول (غیر مطبوعہ) بھی ہیں۔

۱۳۹۰ھ مطابق ۱۹۷۱ء میں وفات پائی حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے آپ کی یاد میں ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ جس کا نام "ذکر مغفور" ہے۔ وصال کے بعد سید محمد فاروق القادری سجاد نشین شاہ آباد شریف گڑھی اختیار خاں۔ بہاول پور بنے۔

## حضرت حاجی حسین بخش قادری نوشاہیؒ

قصبہ بریار نو نزوریلوے شیش مہتہ سو جا (ناندوال لائن) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت گاؤں سے ہی حاصل کی۔ پھر حضرت مولانا محمد اعظم میرو والی قادری نوشاہی سے اس سلسلہ میں بیعت فرما کر ان کے خلیفہ مجاز بنے۔ ساری عمر تبلیغ و ارشاد میں بسر کی۔ ولادت ۱۳۰۴ھ میں ہوئی۔

حج بیت اللہ شریف سے مشرف ہوئے نیز ممالک اسلامیہ کے اکثر شہروں کی زیارت بھی کی۔

اولاد میں مولانا محمد لطیف نذر حال مقیم لاہور اور حاجی محمد شریف ہیں۔

وفات ۱۳۹۰ھ میں اپنے آبائی قصبہ میں پائی اور وہیں مسجد کے پاس مدفون ہوئے۔

## حضرت پیر عبدالرحیم قادری رحمہ

آپ کی ولادت ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۱ء میں بھڑوچنڈی شریف سندھ میں ہوئی۔ والد کا نام پیر عبدالرحمان تھا۔ ابتدائی تعلیم گھر سے حاصل کی۔ پندرہ سیدھے حفظ اور پندرہ ناظرہ پڑھے۔ پھر مولانا عبدالکریم سے تعلیم حاصل کی۔ آپ اپنے آٹھ بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ آپ کا نام شیخ ثانی رحمہ اللہ علیہ آپ کے دادا نے رکھا تھا۔

مسجد منزل گاہ سکھ کے معاملے میں جس جرأت اور شجاعت کا مظاہرہ کیا تھا۔ وہ اپنی مثال آپ ہے۔ لاہور کثرت سے تشریف لاتے تھے۔ اور دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور پر حاضری دیا کرتے تھے۔

۲۱ ستمبر ۱۹۴۱ء میں آپ کو دشمنوں نے گولی مار کر شہید کر دیا۔ یہ منگل کا دن تھا۔ آپ شام کے وقت ڈہر کی شہر میں کھڑے تھے کہ دشمن مسلح ہو کر آئے۔ اور آتے ہی گولیوں کی بارش کر دی اور بعد ازاں آپ کو شہید کر کے آپ کی لاش بھی ساتھ لے گئے۔ ۴۸ گھنٹوں کے بعد لاش ملی تو آپ کو آبائی قبرستان میں حضرت حافظ محمد صدیق قادری کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ نماز جنازہ میں ہزار ہا افراد نے شرکت کی۔

مزید حالات کے لئے "عباد الرحمن" تذکرہ مشائخ بھڑوچنڈی شریف مؤلف سید معفور القادری ملاحظہ کریں۔

## حضرت حاجی حسین قادریؒ

آپ کی تاریخ ولادت کا پتہ نہیں چل سکا۔ عام طور پر مشہور ہے کہ آپ بلخ سے سرزمینِ پاکستان میں تشریف لائے تھے۔ مگر ”فرحت الناظرین“ مؤلفہ محمد اسلم بن محمد حفیظ انصاری پسروری کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عراق عرب سے تشریف فرما ہوئے تھے۔ لاہور سے ہوتے ہوئے صوبہ لاہور کے ایک قدیم مردم خیز قصبہ کلانور کے قرب و جوار (کوٹ میاں صاحب) میں اقامت گزین ہوئے اور رشد و ہدایت اور تلقین و ارشاد میں سرگرم عمل ہوئے۔ چندے قیام کے بعد آپ پھر حرمین الشریفین کی زیارات و سیر و سیاحت کے لئے روانہ ہو گئے۔ آپ کا پہلا اسجد آنا عہد اکبری میں تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ تمام ممالک اسلامیہ کی سیر و سیاحت کرتے ہوئے شاہجہان میں پھر اسی جگہ آ گئے اور ایک تکیہ (خانقاہ) بنا کر رہائش پذیر ہوئے۔ زان بعد آپ نے اپنے سلسلہ عالیہ کی تبلیغ اور نشر و اشاعت میں زندگی بسر کر دی۔ مؤلف فرحت الناظرین نے آپ کے سوانح بعنوان ”حاجی محمد حسین حمزہ پوش ریاح“ کے نام سے تحریر کئے۔ آپ مظہر کمالات و خوارق تھے شاہجہان بادشاہ کسی مرتبہ اس تکیہ میں آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ مگر چونکہ آپ بادشاہوں کی ملاقات سے اجتناب فرماتے تھے اس لئے آپ نے بادشاہ کی طرف کم التفات کی۔ گو ت قادری فقیر تھی۔ خاندان قاضیاں و مفتیاں دیل پور آپ کے اور آپ کے خلفاء کے بے حد معتقد اور ارادت مند تھے۔

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر اپنی شاہزادگی کے زمانہ میں آپ کی خدمتِ اقدس میں اسی خانقاہ میں حاضر ہوا تھا۔ حضرت حاجی حسین قادریؒ نے شاہجہان کے مقابلے میں اورنگ زیب عالمگیر کی طرف توجہ فرمائی۔

کسی زمانہ میں اس خانقاہ کے قریب ابراہیم پور اور بہرام پور دو موضع جات تھے جو امتدادِ زمانہ سے مٹ چکے تھے۔ خانقاہ عالیہ کے نہایت وسیع و عریض دو اہلے ہیں جن کی چادریاری سولہ فٹ بلندی سے کم نہیں ہے۔ کلانور کو جاتے ہوئے دائیں ہاتھ کی چادریاری میں قبور اور آم و جامن کے رخت ہیں اور بائیں ہاتھ کی چادریاری میں اراضی برائے کاشت۔ باغ۔

مسجد مہبان خانہ - گنواں - چار دیواری احاطہ قبور پر انوار حضرت حاجی حسین میں تمام سجادہ نشینان کی قبور پختہ اس جگہ ہیں۔ گاؤں میں ایک نہایت عظیم الشان مسجد اور سرائے کے علاوہ رہائشی مکانات بھی ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد ان پر غیر مسلموں کا قبضہ ہے۔

ساری عمر پاک توکل اور ننگر میں گزار دی۔ ان کے سلسلہ عالیہ میں یہ امر مسلمہ تھا کہ جس شخص کو اپنے بعد خلیفہ بنانا مقصود ہوتا تھا اس کو اپنی بیماری کے زمانہ میں نماز پنجگانہ کی امامت پر مقرر کر دیتے تھے۔ اور علوم دینی میں اس سے استفادہ کرتے تھے۔ نیز شادی نہیں کرتے تھے اور تہجد کی زندگی بسر کرتے تھے۔

اس نواح میں نہرت قاضی شیخ محی الدین قادری المتوفی ۱۶۳۶ھ۔ شیخ الاولیاء ملا محمد قادری المتوفی ۱۶۹۵ھ۔ حضرت شاہ کمال قادری المتوفی ۱۶۳۹ھ اور حضرت خواجہ حسین قادری المتوفی ۱۶۹۶ھ کی بھی قبور ہیں۔ یہ بزرگان اس خانقاہ عالیہ کے انتہائی عقیدت مند تھے۔ وفات آپ کی ماہ شوال ۱۰۴۴ھ مطابق ۱۶۶۳ھ میں کوٹ میاں صاحب نزد کلا نور میں ہوئی اور وہیں آپ کی خانقاہ پاک میں مرقد منور بنا۔ یہ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کا عہد حکومت تھا۔

آپ کے وصال کے بعد حاجی محمد عادل المتوفی ۱۰۹۵ھ مطابق ۱۶۸۴ھ آپ کے خلیفہ و جانشین ہوئے انہوں نے اپنے پیرومرشد کے جاری کردہ ننگر کو قائم رکھا۔ نیز ایک نہایت شاندار تکیہ (خانقاہ) بنوایا۔ مسافروں کے قیام کے لئے مہبان خانہ اور عبادت کے لئے مسجد بنوائی۔ توکل میں آپ اپنے پیرومرشد سے بھی بڑھ کر زندگی بسر کرتے تھے۔

وفات ۱۶۸۱ھ میں بعہد اورنگ زیب عالمگیر ہوئی۔ اور حضرت حاجی حسین علیہ الرحمۃ کے پاس دفن ہوئے۔ شیخ الاولیاء ملا محمد قادری کے آپ کے ساتھ خصوصی تعلقات تھے۔ بن کی وفات ۱۶۹۵ھ میں ہوئی تھی۔

حاجی محمد عادل کی وفات کے بعد حاجی شاہ نور الدین اس گدی کے جانشین ہوئے ان کو خلافت حاجی محمد عادل سے عطا ہوئی تھی ۱۶۶۹ھ میں جب کہ آپ حضرت شاہ مدار کے مقبرہ پر حاضری کے لئے جا رہے تھے تو اس خانقاہ میں وارد ہوئے۔ اس زمانہ میں مسجد خانقاہ

بن رہی تھی اور جو مزدور اور خادم مسجد بنا رہے تھے وہ بغیر وضو کے اینٹ اور گارے کو ہاتھ نہ لگاتے تھے۔ آپ نے بغیر وضو کے ہی اس کام کو شروع کر دیا جس سے خدام ناراض ہوئے بالآخر آپ کے مرشد حضرت حاجی عاویہؒ کی نظرِ کرم سے آپ ان کے مریدین کے زمرے میں شامل ہو گئے اور بالآخر سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

آپ نے چند بار حجاز کا سفر بھی کیا۔ نیز ممالک اسلامیہ کی سیر کی۔

آپ صاحبِ عرفان اور جامع اخلاق تھے۔ ہمیشہ متواکل رہتے تھے۔ خرق عادات کے مالک اور کرامات کے مظہر تھے۔ اس کی ایک ادنیٰ سی مثال یہ ہے کہ دو سیر آٹا پکا کر سزار یا انسانوں کو کھانا تقسیم کر دیتے تھے مگر کمی نہ ہوتی تھی۔

وفات ۱۲۹۱ھ مطابق ۱۸۷۴ء میں بعد فرخ سیر ہوئی۔ اور اپنے پیرو مرشد کے حواری میں اس خانقاہ عالیہ میں دفن ہوئے۔

قیامِ پاکستان پر متولی گدی ہذا تمام سجادہ نشینان کی فہرست اس طرح بتاتے تھے۔

۱۔ حضرت حاجی حسینؒ۔

۲۔ محمد اعظمؒ۔

۳۔ حاجی عبداللہؒ (ممکن ہے حاجی محمد عاویہؒ)

۴۔ حاجی عظمت اللہؒ۔

۵۔ میاں نور دینؒ۔ (حاجی شاہ نور الدین)

۶۔ میاں صاحب واویہؒ۔ (حاجی سعد اللہ)

۷۔ میاں پیر شاہؒ۔

۸۔ میاں شہاب الدینؒ۔

۹۔ میاں الہی بخشؒ۔

۱۰۔ میاں عبدالکریمؒ۔

حاجی شاہ نور الدین کے وصال کے بعد آپ کے جانشین حاجی سعد اللہؒ ہوئے۔

مریدوں کو ارشاد و تبلیغ کے ساتھ ساتھ تقویٰ اور پابندِ شریعت میں عظیم المثال تھے۔

مصنّف فرحت الناظرین کئی دفعہ ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر فیض یاب ہوا تھا۔ صاحب خرق و عادات تھے سخاوت ایشارہ اور مروت میں اپنی مثال آپ تھے۔ ان حضرات کی عبادت و ریاست کی جگہیں قیام پاکستان تک محفوظ تھیں مثلاً "جھنگی پیراں پیر ملہا اور تھم کوٹ میاں صاحب۔"

وفات ۱۹۲۱ء مطابق ۱۹۲۱ء بعد عالمگیر دوم میں ہوئی اور اپنے پیر و مرشد کے قریب خانقاہ میں مدفون ہوئے۔ اس خانقاہ پاک کا ایک مقدمہ نمبر ۲۱ سال ۱۹۲۱ء مسٹر جسٹس مہر چند مہاجن اور جسٹس تیجا سنگھ کے پاس لگا تھا۔ وقف جائیداد کی تفصیل اس طرح تھی۔

موضع کوٹ میاں صاحب	=	۱۲	-	۵۰۵۴	کنال
موضع خوش پورہ	=	۲	-	۲۲۰	
ارلی بھن	=	۴	-	۵۰	
میران	=	۱۸	-	۵۲۲۴	

چونکہ شہنشاہ شاہ جہان اور اورنگ زیب عالمگیر اس تکیہ میں ان حضرات کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے ہیں اس لئے عین ممکن ہے کہ یہ وقف اراضی شاہانِ مغلیہ نے ہی عطا کی ہو۔

## قبلہ عالم حضرت مخدوم سید علی شاہ گیلانیؒ

آپ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ شریعت و طریقت کے جامع تھے بہت سے اکابر مشائخ نے آپ سے استفادہ فرمایا ہے۔ آپ سے فیض پانے والوں میں مولوی عبدالحق مفسر تفسیر حقانی بہت مشہور ہیں۔ معارف و حقائق میں آپ کا کلام خاص شہرت رکھتا ہے۔ بہت سی کرامات بھی آپ سے منسوب کی جاتی ہیں آپ کو شعر و شاعری سے بھی شوق تھا۔ سید تخلص فرماتے تھے۔ آپ کی تصانیف میں رسالہ حفظ الایمان، دیوان غزلیات موسوم بہ قدنبات اور رسالہ طب نبوی ہیں اور غیر مطبوعہ کے آپ اکثر و بیشتر لاہور آئے۔ حضرت داتا گنج بخشؒ، شیخ طاہر بندگیؒ اور حضرت میراں حسین زریں جانی کے مزار پر حاضری دیتے۔

لاہور میں قیام کے دوران سینکڑوں افراد نے آپ سے روحانی فیض حاصل کئے اور اہل لاہور آپ کے مواعظ و نصائح سے بے حد مستفید ہوئے

### نام خلفاء

- ۱۔ حضرت شیخ عبدالحق مفسر تفسیر حقانیؒ۔
- ۲۔ حافظ عبدالعزیز اخوندیؒ۔
- ۳۔ سید بہادر شاہ سیالکوٹیؒ۔
- ۴۔ میاں سید حسن واسطیؒ۔
- ۵۔ مولوی نور الدین بہاریؒ۔

### نمونہ کلام

فصل گل آمد ولا دیوانہ می باید شدن  
 یکسر از خلق خدا بیگانہ می باید شدن  
 ساقیا نزدیک آمد موسم پہماں شکن!  
 باز اکنوں بر سر پیمانہ می باید شدن  
 استخوان لہائے وجود خویش را کن حرف عشق!  
 گمہ ترا در زلفِ خوباں شانہ می باید شدن

سید ہرگز مکن برگفتہ واعظ خیال  
بے تامل جانبِ میخانہ ہی باید شدن

دیگر

نہ کر بادِ صبا شدت سے زلفِ یار کے ٹکڑے  
ہوئے جاتے ہیں اس غم سے دلِ انکار کے ٹکڑے  
میں وہ دیوانہ، صحرائے وحشت ہوں خدا جانے  
کفِ پاسے بنا ڈالوں ہزاروں خار کے ٹکڑے

دیگر

طریقِ عشق میں سالک اگر ثابت قدم نکلے  
خدا جانے کہ عزرائیل کا بھی اس سے دم نکلے











حکمت  
مشائخ قادری

شیخ ابوبخاری شمس الدین اکبر قادری

کتاب خانہ دارالعلوم لاہور